www.iqbalkalmati.blogspot.com

جستجو کا سفر

ذیشان اُلحسن عثمانی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اپنے قارئین کے نام

میرا تجھ سے اٹوٹ رِشتہ ہے
میں تماشہ ہوں، تُو تماشائی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تصویر

ذیشان اُلحسن عثمانی صوبہ سندھ کے شہر سکھر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم شاہ فیصل مسجد مینارہ روڈ سکھر اور گورنمنٹ ماڈرن ہائی اسکول سے حاصل کی۔ انٹرمیڈیٹ ایس۔ ایم۔ اے کالج اور بیچلرز شاہ عبداللطیف یونیورسٹی خیر پور سے کیا۔ تعلیمی منازل طے کرتے ہوئے کراچی اور لاہور کی معروف یونیورسٹیوں سے ہوتے ہوئے فلبرائٹ اسکالرشپ پر امریکہ سے ماسٹرز اور پی ایچ ڈی کی اسناد کمپیوٹر سائنس میں حاصل کیں۔ آج کل امریکہ میں ایک نجی کمپنی میں چیف ڈیٹا سائنٹسٹ کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔

''جستجو کا سفر'' آپ کا پہلا باضابطہ اُردو ناول ہے۔

zusmani78@gmail.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جستجو کا سفر ایک داستان ہے اُس مسافر کی جس کے رہبر اپنی سمت بار ہا تبدیل کرتے رہے۔ یہ کہانی ہے ایسے کردار کی جس کا مقصد خواہشوں کا حصول رہ گیا۔ یہ قصہ ہے ایک غریب کا جس پر معاشرے نے ترقی کے سارے دروازے بند کر دیئے۔ یہ سرگزشت ہے اس آشفہ سر کی جس کے عزم کے سامنے کچھ نہ ٹھہر سکا۔ یہ فریاد ہے اُس مفلس کی جس پر زندگی ممنوع کر دی گئی۔ یہ قصہ ہے اس دیوانے کا جس کی دیوانگی اسے اپنے رب تک لے گئی۔ اور یہ دہائی ہے ایک عبداللہ کی جسے سب کچھ مل گیا سوائے اپنے رب کے۔

یہ ایک ایسی کہانی ہے جو ہم سب نے مل کے لکھی ہے۔ یہ رُوداد ہے اُس پنچھی کی جو دنیا گُھوم کے بھی قید تھا۔ ایک سفر نامہ ہے اس خانہ بدوش کا جو روح کی منزل ڈھونڈتا رہا اور جو اس کے لئے بے قرار تھا جو سب کو قرار دیتا ہے۔

یہ کہانی آپ کو ایک ایسے بشر سے متعارف کروائے گی جو اِنسان بننا چاہتا تھا، ایک ایسا مالدار جو روز بھیک مانگتا تھا، ایک عنوان ایسے مضمون کا جو آنسوؤں سے لکھا گیا اور یہ ایک توبہ ہے ایسے گنہگار کی جس کے گناہ ادھورے رہ جاتے تھے۔

یہ کتاب اس کشمکش کا نام ہے جو ساری زندگی چلتی ہے۔ ایک معرکہ ہے جو سر ہو کے نہیں دیتا۔ ایک فِتنہ ہے جو ہر روز نئے روپ میں نکلتا ہے، ایک دعا ہے جو پوری نہیں ہوتی۔ ایک اُمید جو قائم ہے، ایک آس جو مرنے نہیں دیتی اور ایک چبھن جو جینے نہیں دیتی۔

اپنے من کی دنیا کو آئینے میں دیکھنے کا دل چاہے تو یہ کتاب پڑھ لیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دھوپ کی تمازت میں جلتے ہوئے اندرونِ سندھ کے ایک چھوٹے سے زرعی گاؤں میں زندگی ہمیشہ کی طرح سسکتے ہوئے گزر رہی تھی ،دوپہر کا وقت، مئی کا مہینہ ، کچے راستوں پر جانور تک نظر نہیں آتے تھے ،ایسے میں فضل دین [عرف فضلو] ایک گھر سے دوسرے گھر بھاگا جا رہا تھا۔

آج فضلو کے گھر میں بچے کی پیدائش متوقع تھی ،اس سے پہلے چار بار یہ دن آیا مگر فضلو کا کوئی بھی بچہ ایک سال کی عمر تک نہ پہنچ سکا۔کمزوری اور بیماری اپنی جگہ مگر سب سے بڑی وجہ ماں اور بچے کو خوراک کا نہ ملنا تھا۔فضلو گاؤں کے زمیندار جسے سب وڈیرہ سائیں کے نام سے جانتے تھے کے پاس ایک معمولی ہاری کی ملازمت کرتا تھا،تنخواہ وغیرہ تو کچھ نہیں بس ڈیرے سے کچھ اناج اور سال میں دو مرتبہ پرانے کپڑے مل جاتے تھے جو فضلو کی کل کمائی تھی ،وڈیرہ سائیں کبھی خوش ہو کر کچھ پیسے دے دیں تو ان کی مرضی لیکن ایسا کبھی کبھار ہی ہوتا تھا۔

دن بھر وڈیرہ سائیں کے کھیتوں اور مویشیوں کی دیکھ بھال اور ان کی ایک آدھ جھوٹی تعریف فضلو کی زندگی کا واحد مقصد تھا۔

آج فضلو کی پریشانی کا سبب متوقع ولادت تھی کیونکہ نہ تو گھر میں کھانے کو کچھ تھا، نہ ہی نومولود کو ڈھانپنے کے لیے کوئی کپڑا، نہ ہی دوا کا انتظام نہ ہی دائی یا ڈاکٹر کی دستیابی کہ مفت میں اس دوپہر میں کون آئے؟

چچا فضلو ایک گھر سے دوسرے گھر اس آس پہ جا رہا تھا کہ شاید کوئی مالی مدد میسر ہو جائے مگر گاؤں میں تو سب کا حال ہی ایک جیسا تھا۔وڈیرہ سائیں شہر گیا ہوا تھا اور ڈیرے میں بیٹھے اس کے چیلوں سے کچھ مانگنے یا الجھنے کا سوچ کر ہی چچا فضلو کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

خیر اس کشمکش اور سوچوں کی اُدھم پیل میں فضلو کو پڑوس کی عورتوں سے (جو گھر میں آئی ہوئی تھیں) ایک بیٹے کی نوید ملی۔ فضلو بے چارہ اس سوچ میں کہ اب آگے کیا ہوگا صرف ایک مصنوعی ہنسی ہی چہرے پر لا سکا۔

اور کچھ سمجھ نہ آیا تو چچا فضلو گاؤں کی اکلوتی مسجد کے مولوی صاحب کے پاس چلا گیا اور عرض کی ''مولوی صاحب! آج گھر میں بیٹے کی پیدائش ہوئی ہے کوئی بھلا سا نام بتا دیں رکھنے کو، مگر نام ایسا ہو کہ بچہ بچ جائے کہ چار اس سے پہلے کے جلدی ہی مر گئے۔''

یہ کہہ کر فضلو فرطِ عقیدت سے مولوی صاحب کے ہاتھ آنکھوں پر لگا کر چومنے لگا۔

مولوی صاحب گویا ہوئے:

''فضلو دیکھ ایسی خبر بغیر مٹھائی کے نہ لایا کر اور اب تو تیرے بچے کی زندگی کے لیے دعا بھی مانگنی پڑے گی، کوئی تعویذ اور چلّہ بھی لگانا ہوگا، تو تیری غربت اور اخلاص کو دیکھتے ہوئے پچاس روپے میں یہ کام ہو جاوے گا، جا شاباش بھاگ کے مٹھائی اور پیسے لے آ، تب تک میں کوئی موزوں نام سوچ لوں حساب کتاب لگا کے۔''

فضلو نے روہانسی لہجے میں جواب دیا، مولوی صاحب! میرے پاس تو پھوٹی کوڑی بھی نہیں، سائیں شہر گیا ہوا ہے بس نام بتا دو، اللہ بھلا کرے گا۔ مگر مولوی صاحب پر اس کا کوئی اثر نہ ہونا تھا نہ ہوا، کہنے لگے تو جب تک بیٹے کو ''بے نام'' ہی رکھ، شاید دنیا میں اور دین میں بھی بے نام ہی رہ جائے۔ اتنا کہہ کر مولوی صاحب منہ پھیر کر تسبیح کرنے لگے! اور فضلو بیچارہ کچھ دیر تک تو انکی ہزار دانوں کی تسبیح ختم ہونے کے انتظار میں بیٹھا رہا پھر مایوس ہو کر واپس چلا آیا۔

''بے نام'' اور مولوی صاحب کے جملے فضلو کے دل کے آر پار ہو گئے۔ اس رات فضلو سو نہیں پایا، بس روتا رہا اور اپنے صحن کی چارپائی پہ پڑا پتہ نہیں آسمان کو تکتے ہوئے کیا کیا بڑبڑاتا رہا۔

''اللہ سائیں! یہ مولوی صاحب کہتے ہیں میرا بیٹا بے نام رہ جائے گا او میرے نام والے اللہ، میری لاج رکھ، اسے زندگی دے، نام دے، اس کا خیال رکھ، ہم پر رحم کر، ہم پر فضل کر، میرے مالک آج یہ بے نام تیرے نام کرتا ہوں۔''

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جیسے تیسے دن گزرتے گئے، دن ہفتے، ہفتے مہینے اور مہینے سال بنتے چلے گئے فضلو دن رات سائیں کی سیوا کرتا اور کچھ وقت مل جاتا تو اس میں اپنے بیٹے سے کھیلتا۔

آج اس کا بیٹا لگ بھگ آٹھ سال کا ہو گیا تھا۔ نام کچھ نہیں رکھا تھا، کوئی چھوٹا بولتا، کوئی فضلو کا فضلو تو کوئی مُنّا۔

مُنّے نے دو سال کی عمر میں ہی بولنا سیکھ لیا تھا اور دماغ کا بہت تیز تھا۔ اس میں عام بچوں والی کوئی بات نہیں تھی نہ زیادہ بولتا تھا نہ کھیلنے سے کوئی دلچسپی، نہ کھلونوں کا کوئی شوق نہ کھانوں سے رغبت، دے دیا تو کھا لیا ورنہ مانگا کبھی نہیں۔

فضلو اپنے مُنّے کو وڈیرہ سائیں کے پاس اکثر لے جایا کرتا تاکہ ان کی سرپرستی رہے۔ مُنّا جب بھی سائیں سے ملتا بہت سوال پوچھا کرتا تھا اور سوالوں کی یہ تکرار نہ تو فضلو کو بھلی لگتی اور نہ ہی سائیں کو، کبھی کبھار سرزنش تو کبھی ڈانٹ تو کبھی مار، یہ مُنّے اور سائیں کے درمیان روز کی بات ہو گئی۔

ایک دن فضلو بجلی نہ ہونے کے سبب آدھی رات کو بیٹھا اپنی بیوی کے ساتھ اپنے نصیب کا ماتم کر رہا تھا کہ مُنّا اٹھ گیا اور کہنے لگا:

بابا! آپ جلی کٹی کیوں بولتے رہتے ہو؟

مُنّے میں دکھی جو رہتا ہوں۔

یہ دکھ کیا ہوتے ہیں؟

بیٹا! دکھ ایسی چیز ہے جو صرف غریبوں کے پاس ہوتے ہیں۔

تو یہ دیتا کون ہے؟

امیر۔

کیوں؟

انہیں خوشی ملتی ہے شاید دکھ دے کر غریبوں کو۔

تو امیروں کو دکھ کون دیتا ہے؟

پتہ نہیں، تو بکواس بند کر اور سو جا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بابا! تو خوشی کیا ہوتی ہے؟ کیسی دِکھتی ہے؟

جو امیروں کے چہروں پر ہوتی ہے جب وہ مسکرا رہے ہوتے ہیں۔

تو پودوں کی خوشی کیسے ہوتی ہے اور جانوروں کی؟

بیٹا جانوروں کی خوشی ان کے اچھلنے کودنے میں ہے اور پودوں کی خوشی ان کے پھولوں میں۔

پھر بابا! ہم پھولوں کو توڑ کیوں لیتے ہیں؟

فضلو نے ہمیشہ کی طرح منہ بگاڑا اور کروٹ بدل کے سو گیا۔ صرف فضلو ہی نہیں پورا گاؤں مُنّے کے روز روز کے سوالوں سے تنگ تھا۔

پنچائیت کے بڑے بوڑھوں نے تو صاف منع کر دیا تھا کہ دیکھ فضلو! تو جب ملنے آوے تو اس شیطان کو ساتھ نہ لایا کر یہ اول فول بکتا ہے اور ہمارا وقت برباد کرتا ہے۔

مسجد کے مولوی صاحب کو تو مُنّے سے جیسے اللہ واسطے کا بیر تھا، شاید وہ اپنی مٹھائی کا غم بھول نہیں پائے تھے یا مُنّے کے ہر وقت کے سوالات نے ان کی ناک میں دم کر رکھا تھا۔

اگر مُنّے کی گاؤں بھر میں کسی سے دوستی تھی تو وہ تھے دینو چاچا۔ نام تو ان کا دین محمد تھا مگر سب لوگ انہیں دینو چاچا کہہ کر بلاتے تھے۔ کوئی ساٹھ کے پھیرے میں ہوں گے یا شاید پچپن کے، آگے پیچھے کوئی تھا نہیں، کچھ سال پہلے پتہ نہیں کہاں سے اس گاؤں میں آئے اور یہیں کے ہو رہے، کبھی موچی کا ٹھیّہ لگا لیتے تو کبھی آم بیچتے نظر آتے، کبھی حجام بن جاتے تو کبھی سبزی فروش، ایک بے ضرر سے بزرگ آدمی تھے، کم گو تھے لہٰذا لوگ زیادہ توجہ نہیں دیتے تھے۔

مُنّے کو جب بھی وقت ملتا گھر اور ڈیرے کے بے شمار چھوٹے چھوٹے کاموں سے، تو وہ چاچا دینو کے پاس جا بیٹھتا۔

آج دینو چاچا گاؤں سے ذرا ہٹ کے کنویں کے پاس بیٹھا اپنے روایتی طرز پر خلاؤں میں کھویا ہوا تھا کہ مُنّا آ گیا۔

دینو چاچا، دینو چاچا، میری بات سن، سن بھی لے نا۔

ہاں کیا ہے مُنّے کیوں تنگ کرتا ہے؟

چاچا تو یہ روز نویں [نئے] کام کیوں کرتا ہے، کوئی ایک کام کر لیا کر ٹِک کے؟

www.iqbalkalmati.blogspot.com

چاچا نے مُنّے کو گھورا کیونکہ سوال اُس کی عمر سے بڑا تھا، اور بولا دیکھ مُنّے! یہ جو روٹی روزی ہوتی ہے نا وہ اللہ دیتا ہے، یہ کام کاج تو وسیلہ بہانہ ہوتے ہیں۔ جب کسی کام میں میرا ہاتھ بیٹھ جاتا ہے اور دل میں خیال آنے لگتا ہے کہ میں اب خود کما کے کھا سکتا ہوں اور میرا جو رشتہ ہے اپنے اللہ سے وہ ٹوٹنے لگتا ہے تو میں کام چھوڑ دیتا ہوں۔

او چاچا! کیا بول رہا ہے کچھ سمجھ نہ آوے ہے چل چھوڑ یہ بتا میرا نام کیا ہے؟

سب مجھے مُنّا کہتے ہیں اب میں کوئی مُنّا تھوڑا ہی ہوں؟

آٹھ سال کا جوان ہو گیا ہوں، کام کاج میں ہاتھ بٹاتا ہوں بابا کا، تو میرا بھی نام ہونا چاہئے اور چاچا میں کون ہوں؟

مُنّے ہم سب اللہ کے بندے ہیں میں بھی اور تو بھی، تو اپنا نام ''عبداللہ'' رکھ لے یہ سن کر مُنّے کی آنکھوں میں چمک آ گئی اور فوراً چیختا ہوا بھاگا میں عبداللہ ہوں میں عبداللہ ہوں، میرا نام ہے عبداللہ۔

گھر پہنچ کے جب یہ نام ماں اور باپ کو بتایا تو انہیں غلطی کا احساس ہوا کہ نام تو وہ رکھنا ہی بھول گئے بہت چاہا کہ مُنّے کا نام وڈیرہ سائیں سے رکھوائیں شاید اس بہانے کوئی طاقتور سہارا مل جاوے اور گاؤں کی ریت بھی یہی ہے۔ مگر مُنّے کو تو عبداللہ کا بھوت ایسا چڑھا کہ ماں باپ کو ہار مانتے ہی بنی اور یوں فضلو کا منا عبداللہ قرار پایا۔

☆.....☆.....☆

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

آج صبح ہی سے عبداللہ بے حال تھا، رات کھانے کو کچھ ملا نہیں، فضلو اور ماں دونوں ڈیرے پر کام کرنے جاتے تو وہاں سے کھانا کھا کر آتے اور چھوٹے عبداللہ کے لیے لے آتے ۔کل نہ تو عبداللہ ڈیرے پر گیا اور نہ ہی ماں باپ کچھ لا سکے، رات کی بھوک اور غصہ عبداللہ کے چہرے سے ہی نظر آ رہا تھا۔

خیر وہ آج ڈیرے پر کام کرنے کے لیے چلا گیا، صحن میں ہی وڈیرہ سائیں اپنے چیلوں اور پالتو کتوں کے ساتھ براجمان تھے، عبداللہ نے جا کر سلام کیا اور پیروں کو ہاتھ لگایا۔

وڈیرہ سائیں گویا ہوئے اوئے چھوٹے، کیا نام بتایا تھا فضلو نے تیرا، ہاں عبداللہ تو جلدی سے ایسا کر کہ رسوئی سے گوشت لا کے میرے ان شیروں [کتوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے] کو کھلا دے، پھر ذرا ان کو چہل قدمی کرا کر انہیں اچھی طرح نہلا دے، بے چارے کل شکار پر گئے تھے تھکے ہوئے ہوں گے۔

عبداللہ ایک معمول کی طرح اٹھا اور بتائے ہوئے کاموں پر لگ گیا مگر سوالوں کی ایک بوچھاڑ تھی جو ذہن پر بوجھ بنے جا رہی تھی، باپ نے سختی سے ڈیرے اور خصوصاً وڈیرہ سائیں سے کچھ پوچھنے کا منع کیا تھا مگر عبداللہ کا ذہن تو رکنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

کیوں تھکا ہوا تو میں بھی ہوں، میں نے تو کھانا بھی نہیں کھایا، گوشت تو دور کی بات، باسی روٹی بھی نہیں ملی، کیا امیر کے کتے، غریب کے بچوں سے زیادہ اہم اور خیال رکھے جانے کے قابل ہوتے ہیں؟ کیا سائیں کو ہماری حالت نظر نہیں آتی؟

کیا سائیں کا اور میرا اللہ اور ہے؟ اور نجانے کیا کیا۔

خیر عبداللہ جیسے ہی کتوں کے کام کاج سے فارغ ہوا سیدھا وڈیرہ سائیں کی خدمت

www.iqbalkalmati.blogspot.com

میں گیا اور کہا:

سائیں ایک بات پوچھوں اگر ناراض نہ ہوں تو؟

ہاں عبداللہ ویسے تو تیرا بولنا ہمیں سخت ناپسند ہے مگر آج موڈ بہت اچھا ہے تو پوچھ لے کیا پوچھتا ہے؟

سائیں میں کون ہوں؟

ابے تو میرا نوکر ہے اور کون۔

اچھا تو میرا باپ کون ہے؟

وہ بھی میرا نوکر ہے [سائیں مسکراتے ہوئے]

اور میرا دادا وہ کون تھا؟

وہ بھی میرا نوکر تھا [سائیں کے لہجے میں رعونت اور غرور جیسے بھر آیا ہو]

اچھا مگر سائیں ایک بات سمجھ نہ آئی، ہم نسلوں سے نوکر چلے آرہے ہیں اور آپ نسلوں سے مالک۔

ہاں یہ تو ہے [سائیں مسکراتے ہوئے بولا۔]

تو [عبداللہ نے اپنی بات جاری رکھی] پھر آپ کے کسی بھی کام، کاروبار، ڈھور ڈنگر، یا کھیتی کا اثر آپ کے پاس کے لوگوں پر کیوں نہیں ہوتا؟

ہم ڈاکٹر، انجینئر بھلے نہ بنیں، مگر اس قابل تو ہو جاویں کہ دو وقت کی روٹی نصیب ہو سکے۔ عبداللہ کی بات کی چبھن اور نظروں کا زہر وڈیرہ سائیں کو اپنی نسوں میں سرایت کرتا محسوس ہوا وہ سیخ پا ہو گیا اور طیش میں آ کے اپنے نوکروں کو آواز دی۔

اوئے کرمو! ارے صابو اوئے گڈّے۔ ادھر آ۔ مار اس پلے کو، حرامی باتیں بناتا ہے۔

اور سب کے سب عبداللہ پر ٹوٹ پڑے، اندر زنان خانے میں سے کسی نے چھ آدمیوں کو ایک آٹھ سالہ لڑکے کو پیٹتے دیکھا تو عبداللہ کے باپ کو خبر کر دی۔

فضلو بے چارہ کپکپاتا ہوا آیا اور سائیں کے پاؤں پڑ گیا۔

''معاف کر دے سائیں پگلا گیا ہے گرمی میں، بے وقوف ہے، جاہل ہے، معاف کر دے سائیں بچہ ہے۔''

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

لاتوں، مکوں اور تھپڑوں کی زد میں جب عبداللہ کے کپڑے پھٹ گئے اور چہرہ لہولہان ہوگیا تب کہیں جا کے سائیں کی انا کو تسکین پہنچی کہنے لگا ''اوئے فضلو! لے جا اسے، لیکن آئندہ ڈیرے پر اگر یہ نظر آیا تو کٹوا کے کُتّوں کو کھلا دوں گا''۔

فضلو اپنے لختِ جگر کو نیم بے ہوشی کی حالت میں لے کر گھر پہنچا تو بیوی نے رو رو کر جان ہلکان کر دی۔ مگر تعجب کی بات ہے کہ عبداللہ کی آنکھوں کی چمک اور چہرے کی شوخی مزید بڑھ گئی تھی۔

درد، تکلیف، ہونٹوں پر بہتے خون کا ذائقہ، پھٹے کپڑوں سے جھانکتا لاغر جسم اور سُوجی ہوئی آنکھیں، آج عبداللہ کا ظاہر اس کے باطن کا نظارہ پیش کر رہا تھا، وہ پوری رات درد میں کمی پر سوتا اور شدت پر اٹھتا رہا۔

فضلو کو تو جیسے آج کسی نے اندر سے ہی توڑ ڈالا ہو، اپنے سامنے اپنے لختِ جگر کو پٹتا دیکھتا رہا اور اتنی جرأت بھی نہیں کہ اٹھ کے بچا ہی سکے، کوئی ہاتھ ہی روک لے۔ آج پھر فضلو رات بھر کھلے آسمان کے نیچے بیٹھا اپنے اللہ سے نہ جانے کیا کیا کہتا رہا۔

☆.....☆.....☆

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

خلافِ توقع صبح عبداللہ اُٹھا تو اس کا موڈ کافی خوشگوار تھا، جسم پر چوٹوں کے نشان مگر چہرے پر وہی ازلی مسکراہٹ جو اس کی شخصیت کا حصہ تھی۔ ماں نے جلدی سے گرم گرم پراٹھا سامنے رکھ دیا اور باپ کی قمیص سے بنائی گئی قمیص بھی رکھ دی۔

عبداللہ ماں سے، اماں یہ روٹی کہاں سے آئی؟

تو کھالے چپ کر کے کل کا بھوکا ہے۔

سائیں کے ڈیرے سے آٹا لائی ہے نا؟

تو کھاتا ہے کہ نہیں؟ ماں نے بڑی مشکل سے آنسو روکتے ہوئے کہا۔

عبداللہ کا دل تو نہیں چاہ رہا تھا مگر ماں کے غم کو دیکھتے ہوئے روٹی کھائی اور قمیص پہن کر باہر نکل گیا۔

عبداللہ جلد از جلد چاچا دینو کے پاس پہنچ کر اپنے دل کا غم ہلکا کرنا چاہتا تھا چاچا دینو نے عبداللہ کی شکل دیکھی تو مسکرانے لگا عبداللہ کو تو جیسے آگ ہی لگ گئی۔

اوئے چاچا کیسا دوست ہے تُو مجھے پھینٹی پڑی اور تو ہنس رہا ہے؟

عبداللہ یہ تو سینک ہو رہی ہے کُندن کی۔

چاچا یہ موٹی موٹی باتیں کر کے دل نہ جلا، مجھے کچھ پوچھنا ہے؟

ہاں پوچھ؟

چاچا میں کیا کروں گا، میری جندگی تو ختم ہوگئی، ڈیرے پہ جانے پر پابندی لگ گئی۔ تجھے پتہ ہے نا کل کیا ہوا ہے؟

ہاں، ہاں عبداللہ پورے گاؤں کو پتہ ہے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تو کیا اللہ کو بھی پتہ ہوگا؟

ہاں بیٹا! وہ تو مالکِ کُل ہے سب دیکھتا، سب سنتا ہے۔

تو پھر وہ مجھے بچانے کیوں نہیں آیا؟

سائیں کے بندے آ گئے تھے نا مارنے، تُو تو کہتا ہے میں اللہ کا بندہ ہوں تو وہ کیوں نہیں آیا بچانے کو؟

بیٹا ہر کام میں اللہ کی مصلحت ہووے ہے شاید تیرا ڈیرے پہ کام کرنا اسے منظور نہ ہو۔

چل تو چھوڑ اسے، آ نماز پڑھ لیں مسجد جا کر ظہر ہونے والی ہے۔ ظہر پڑھ کے چاچا دینو سبزی کی ریڑھی لے کر گاؤں کے بس اسٹینڈ پر کھڑا ہو گیا اور عبداللہ اس کے ساتھ ساتھ۔

چاچا ہم نماز کیوں پڑھتے ہیں؟

تا کہ اللہ پاک خوش ہو جاویں۔

اگر ہمیں نماز پڑھ کر خوشی نہ ہووے تو بھی اللہ پاک خوش ہو جاویں گے؟

چاچا دینو دیر تک عبداللہ کو دیکھتا رہا مگر جواب کچھ نہ دیا۔

اسی طرح باتوں باتوں میں دن ڈھل گیا، چاند سامنے آیا تو دونوں نے گھر کی راہ لی۔

چاچا نے جاتے ہوئے کہا عبداللہ دیکھ چاند اور اس کی چاندنی کتنی پیاری ہے؟

چھوڑ چاچا ابھی تو بھوک لگی ہے جب پیٹ خالی ہو نا تو چاندنی واندنی کچھ اچھا نہ لگے ہے۔

چاند سے پیاری ہیں مجھ کو بھوک میں دو روٹیاں
جب کوئی بچہ مرے گا کیا کرے گی چاندنی؟

☆.....☆.....☆

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

فضلو کئی ہفتوں سے سوچ رہا تھا کہ عبداللہ کا مستقبل کیا ہوگا؟

کئی بار خیال آیا کہ سائیں سے پھر معافی مانگ کر عبداللہ کو ڈیرے پہ لے آؤں کہ غریب لوگوں کا واحد آسرا یہ ڈیرہ ہی تو تھا، مگر سائیں کے غصے اور عبداللہ کی سوال کرنے کی مستقل عادت کے ڈر سے چپ ہو رہا۔

آج برابر والے گاؤں سے ڈیرے پر کچھ مہمان آئے ہوئے تھے ان میں کچھ بچے بھی تھے جنہوں نے پیلی شلوار قمیص کی اسکول یونیفارم پہنی ہوئی تھی یہ دیکھتے ہی فضلو کے دل میں بھی امید جاگی کہ وہ عبداللہ کو اسکول میں داخل کروا دے۔ اس طرح شاید اسے زندگی میں کوئی کام بھی مل سکے اور اس کا وقت بھی برباد نہ ہو۔

اگلی صبح فضلو نے عبداللہ کو تیار کیا اور گاؤں کے واحد اسکول کی طرف چل پڑا، اسکول پہنچا تو دیکھا کہ تین میں سے دو کمروں میں گائے اور بھینس بندھی ہوئی تھیں، عبداللہ سے پھر نہ رہا گیا بول پڑا:

استاد جی! کیا ڈھور ڈنگر بھی پڑھنے آتے ہیں؟

ابے نہیں! یہ وڈیرہ سائیں کے ہیں۔ پھر استاد جی فضلو سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ فضلو! وڈیرہ سائیں سے اجازت لے آ، ان کی اجازت کے بغیر یہاں کوئی داخلہ نہیں لے سکتا۔

''مگر اسکول تو سرکاری ہے'' فضلو نے احتجاجاً کہا۔ ''اور سرکار سائیں کی ہی تو ہے''، استاد جی نے لقمہ لگایا۔

عبداللہ نے پھر سے ٹانگ اڑائی، تو استاد جی! کتنے بچے پڑھ رہے ہیں اسکول میں؟

صرف دو، وہ دونوں میرے بیٹے ہیں، باقی سائیں نے کسی کو اجازت نہیں دی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تو سائیں کے بچے؟

ابے پگلے! وہ شہر کے بڑے اسکولوں میں ہوں گے وہ کوئی غریبوں کے اسکولو ں میں تھوڑا ہی آئیں گے۔

کچھ دیر کی مزید بحثِ لاحاصل کے بعد فضلو اور عبداللہ واپس گھر کی طرف چلے گئے۔ فضلو نے عبداللہ کا دل بڑا کرتے ہوئے کہا تو فکر نہ کر پاس والے گاؤں میں داخلہ کرادوں گا۔ تو روز گاڑی میں چلے جانا بس اڈے سے، ڈرائیور میرا جاننے والا ہے وہ کرایہ نہیں لے گا میں شام کو اس کی گاڑی دھو دِیا کروں گا۔

کچھ دنوں کے بعد سائیں شہر گیا تو فضلو چپکے سے برابر والے گاؤں چلا گیا اسکول پتہ کرنے کو۔

عبداللہ پورا دن اسی کا انتظار کرتا رہا، فضلو آیا اور کہا کہ وہاں داخلہ نہیں ملا اور سو گیا، عبداللہ کو کچھ سمجھ نہ آیا کہ کیا ہوا مگر پوچھے تو پوچھے کیا؟

رات کے پچھلے پہر عبداللہ کی آنکھ کھلی تو ابا کو اماں سے کہتے سنا، ارے نیک بخت! وہاں اسکول میں بچوں سے کام کرواتے ہیں، ان سے غلط حرکت وغیرہ بھی کرتے ہیں، پورے گاؤں میں یہ بات مشہور ہے، ہمارا عبداللہ تو ویسے بھی بڑا کمزور ہے کہ شور بھی نہیں کر سکے گا۔

اس کے نصیب میں نہیں ہے اسکول تو پریشان نہ ہو، اللہ کوئی سبیل کرے تو کرے بظاہر تو کچھ سُجھائی نہیں دیتا۔ پتہ نہیں کب کوئی آنسو عبداللہ کی آنکھ سے نکلا اور تہہ خاک ہوا۔

☆.....☆.....☆

www.iqbalkalmati.blogspot.com

آج فضلو پھر مسجد میں انہی مولوی صاحب کی منت سماجت کر رہا تھا کہ عبداللہ کو مسجد میں قرآن و نماز پڑھا دیں اور مدرسے میں داخلہ دے دیں۔

دیکھ فضلو! تیرے بچے کے کرتوت اور شہرت کوئی اچھی نہیں ہے گاؤں بھر میں، اوپر سے وڈیرہ سائیں ناراض ہوگئے تو چندہ بھی نہیں ملے گا تو اگر وعدہ کر کہ تیرا لال سوال نہیں پوچھے گا اور روز مسجد اور مدرسے کی جھاڑ و پونچھا کرے گا تو کل سے بھیج دے۔

اور یوں کچھ گھنٹوں کی غلامی اور سوال نہ کرنے کی شرط پر عبداللہ کا داخلہ ہوگیا۔

عبداللہ مسجد میں پڑھائی کی منازل بہت تیزی سے طے کرتا چلا گیا۔صبح فجر کے بعد ہی آجاتا اور مغرب کے بعد گھر جاتا جب کہ معمول کے اوقات صبح سورج نکلنے سے لیکر ظہر کی نماز تک تھے۔

کھانا بھی مدرسے میں کچھ نہ کچھ مل ہی جاتا،نورانی قاعدہ،یَسَّر نا القرآن ،ناظرہ، تجوید سب کچھ عبداللہ نے 2 سال کے عرصے میں مکمل کرلیا،لکھنا پڑھنا بھی سیکھ لیا،حافظہ اس کمال کا کہ سال سال پہلے کی باتیں یوں از بر ہوتیں جیسے کل کی بات ہو۔

دوسال میں معمولی نوک جھونک کے علاوہ ابھی تک کوئی بڑا مسئلہ نہ ہوا تھا۔

ایک دن مولوی صاحب نے عبداللہ کو ''مولوی'' بننے کا مشورہ دیا۔

مولوی صاحب ''مولوی'' کسے کہتے ہیں؟

بھئی وہ شخص جو انسانوں کو اللہ کا راستہ دکھائے وہ مولوی ہوتا ہے۔

تو مولوی کو راستہ کون دکھاتا ہے؟

اسے دین کا علم راستہ دکھاتا ہے۔

تو لوگ دین کا علم حاصل کرلیں مولوی کی ضرورت کیا ہے؟

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

لوگوں میں اتنی عقل نہیں ہوتی۔

تو مولوی کے پاس کہاں سے آئی؟

مولوی کو اللہ دیتا ہے۔

تو لوگوں کو کیوں نہیں دیتا؟

اور اس گفتگو کے بعد مولوی صاحب نے عبداللہ کو ''مولوی'' بنانے اور عبداللہ نے ''مولوی'' بننے کا خیال دل سے نکال دیا۔

مدرسے وہ اب بھی جاتا تھا ایک استاد سے حدیث اور فقہ پڑھنے، مگر اب اس کے سوالوں کا سلسلہ دراز ہوتا جا رہا تھا۔

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ﴾

[سورۃ الذاریٰت ۵۱:۵۶]

''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کریں۔''

آج کی کلاس مولوی صاحب نے اس جملے سے شروع کی، پوری جماعت نے اقرار میں سر ہلایا مگر عبداللہ کو بھلا ''آسان باتیں'' کب سمجھ آتی تھیں مولوی صاحب سمجھ نہیں آیا۔

مولوی صاحب نے غصے میں عبداللہ کو دیکھا اور عربی اور اردو میں آیت اور اس کا ترجمہ پھر بیان کر دیا۔

مولوی صاحب بات نہیں بنی، عبداللہ پھر گویا ہوا۔

اب مولوی صاحب کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا انہوں نے چیخ کے کہا بد بخت سب بچوں کو سمجھ آ گیا، تیرا دماغ ہے یا بھوسا تجھے کیا مسئلہ ہے جو اتنی آسان بات پلے نہیں پڑتی۔

مولوی صاحب، فرشتے موجود ہیں نا، کوئی چوبیس گھنٹے رکوع میں تو کوئی سجدے میں، کوئی حمد و ثنا کے لیے تو کوئی طواف میں مگن، تو اللہ کو میری ''عبادت'' کیوں چاہئے؟

آخر ''میری عبادت'' فرشتوں کی عبادت سے کیسے مختلف ہوئی؟

چپ کر، بد بخت ہر بات پہ سوال نہ پوچھا کر اللہ کا کلام ہے اور تو مسجد میں بیٹھا ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مگر اللہ سائیں نے یہ کلام ہمارے واسطے بھیجا ہے اگر میں سمجھوں گا نہیں تو عمل کیسے کروں گا، مجھے فرق سمجھا دیں ورنہ میں تو نہیں پڑھتا نماز۔

کیا ضروری ہے کہ فتنۂ محشر بھی بنوں
وجہِ تخلیقِ جہاں ہوں یہ سزا کافی ہے

عبداللہ کے یہ الفاظ پوری کلاس میں بجلی بن کے گرے۔ مولوی صاحب نے اس ''کفر'' کی پاداش میں ارتداد کا فتویٰ لگایا اور خبر گاؤں میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔

فضلو بھاگتا ہوا آیا، ایک خلقت جمع ہوگئی، چاچا دینو کو بھی خبر کر دی کسی نے، سمجھا بجھا کے عبداللہ سے کہا معافی مانگ مگر عبداللہ نہ تو معافی مانگے نہ نماز پڑھے۔

خیر لوگوں کے سمجھانے پر مولوی صاحب نے عبداللہ کو کلمۂ توحید پڑھا کے پھر سے مسلمان کیا اور فضلو سے مٹھائی کا مطالبہ۔

''مسلمان'' ہونے کے بعد عبداللہ نے مولوی صاحب سے کہا، مولوی صاحب! وہ سوال کا جواب تو دے دیں۔

ابے عقل کے دشمن، اسی سوال کی وجہ سے تو سارا جھگڑا ہوا ہے۔ تجھے ایمان عزیز ہے کہ نہیں؟ پر وہ سوال تو وہیں کا وہی رہا نہ؟

لے جا فضلوا سے، آجائیں وڈیرہ سائیں شہر سے واپس، اس گاؤں میں یہ ''کافر'' رہے گا یا میں۔

عبداللہ پہ تو مولوی صاحب کی بات کا کچھ اثر نہ ہوا مگر فضلو کی جان نکلی جا رہی تھی، عبداللہ بمشکل 11 سال کا ہوگا مگر اس کے مسئلے پورے گاؤں کے برابر تھے گھر پہنچتے ہی فضلو نے کہا!

عبداللہ، آج تو مولوی بھی تیرا دشمن ہوگیا سائیں پہلے ہی تجھ سے خار کھاتا ہے، نہ دنیا سے یاری نہ دین سے، دونوں ہی دشمن ہوگئے، تیرا کیا ہوگا؟

ابا تو مجھے زہر لا دے تیری بھی جان چھوٹے اور میری بھی۔

اتنے میں دروازے کے باہر کسی نے آواز لگائی۔ آنے والا چاچا دینو تھا چاچا دینو نے معاملے کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے بات کا رخ موڑا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عبداللہ تجھے بلی پسند ہے ؟ہاں! چاچا بہت پسند ہے اُچھلتی کودتی قلابازیاں کھاتی، قلقاریاں بھرتی، اپنی دنیا میں مگن۔

کیا وہ اپنے کسی بھی کام میں اللہ کی نافرمانی کرتی ہے؟

نہیں چاچا، وہ کر ہی نہیں سکتی، اس کے پاس اتنا دماغ تھوڑا ہی ہوتا ہے۔

اور فرشتے، کیا وہ گناہ کر سکتے ہیں؟

اُم م م م، نہیں چاچا ان کے پاس گناہ کا جذبہ نہیں ہوتا۔

تو عبداللہ یہی تو وہ من مرضی ہے جس کی وجہ سے اِنسان ممتاز ٹھہرا اور اسی من مرضی کی وجہ سے پکڑ ہوگی۔

عبداللہ کو اپنے سوال کا جواب مل گیا مگر فضلو کی پریشانی تو کچھ اور تھی۔

آخر کار فضلو نے عبداللہ کی ماں کے ساتھ مل کر ایک فیصلہ کر ہی لیا اور وہ تھا عبداللہ کو اپنی بہن کے پاس پنجاب بھیجنے کا۔

فضلو کی بہن کی شادی پنجاب کے ایک دیہاتی گھرانے میں ہوئی تھی، امیر تو وہ بھی نہ تھے مگر کم از کم ہاری نہ تھے، زمین کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا تھا اس کے شوہر کا اِس پہ کام کرتے تھے اور اولاد کوئی تھی نہیں۔

اور یوں صبح سویرے پَو پھٹنے سے پہلے عبداللہ دکھی دل اور روتی آنکھوں کے ساتھ اپنے ماں، باپ اور دینو چاچا کو خدا حافظ کہہ کر روانہ ہو گیا۔

☆.....☆.....☆

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عبداللہ اپنی پھوپھی سے مل کر بہت خوش ہوا، صرف دو بندے ہی تو تھے گھر میں، اور عبداللہ یوں بھی تنہائی پسند تھا۔

کچھ ہی دنوں میں پھوپھی نے عبداللہ کا ''نئی روشنی'' نامی سرکاری اسکول میں داخلہ کرادیا۔ پیلی یونیفارم عبداللہ کو بہت پسند آئی۔

عمر کے اعتبار سے یوں تو عبداللہ کو پانچویں کلاس میں ہونا تھا مگر اسے A,B,C,D نہیں آتی تھی لہٰذا 11 سال کی عمر میں اسے پہلی جماعت میں اپنی سے آدھی عمر کے بچوں کے ساتھ بیٹھنا پڑا۔

پورے اسکول میں ہیڈ ماسٹر کو چھوڑ کے فقط تین استاد اور تھے، نہ مکمل فرنیچر، نہ بجلی اور پانی بھی وہ جو گھوڑے گدھے سب ہی پیتے تھے۔

مگر عبداللہ کی پیاس تو علم سے ٹھیک ٹھاک بُجھ رہی تھی وہ جماعتیں تین، تین ماہ میں پھلانگتا چلا گیا اور صرف چودہ سال کی عمر میں نویں تک پہنچ گیا۔ اب بورڈ کے امتحانات ہونے والے تھے لہٰذا پورا سال پڑھنا تھا۔

سال کے شروع کے ہفتے میں ایک استاد نے عبداللہ کو بلایا اور نصیحت کی:

''بیٹا تو مجھے بڑا پسند ہے، تو ذہین ہے، اچھے سوال پوچھتا ہے اور ہمیں معلوم ہے کہ ہم میں سے کسی کے پاس تیرے سارے سوالوں کے جواب بھی نہیں ہوتے، مگر دیکھ یہ بورڈ کے امتحان ہیں، یہاں پوزیشن کے لیے زبردست مقابلہ ہوتا ہے تو کوشش کر اگر کوئی پوزیشن تو نے اٹھالی بورڈ میں تو اس بہانے شاید ہمارے اسکول کے بھاگ کھل جائیں اور سرکار یہاں پر کوئی مناسب عمارت اور انتظامات کروادے۔ ہمیں بڑی امیدیں ہیں تجھ سے، اللہ تیرا حامی و ناصر ہو!''

عبداللہ ایک نئے عزم، ایک نئے جوش، ایک ولولے کے ساتھ اٹھا اور اس نے سوچ لیا کہ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کوئی فائدہ نہیں زندگی کا اگر پوزیشن نہ آئی تو۔

گھر جا کے پھوپھی سے ذکر کیا تو وہ کچھ پریشان ہوگئیں، ایک تو اضافی کتابوں کا خرچ اور دوسرا وہ عبداللہ کی جذباتی طبیعت کو جانتی تھیں، انہیں لگا کہ اس لڑکے کی اگر پوزیشن نہ آئی تو کہیں کچھ کر نہ گزرے۔

اور یوں وہ بھی دن رات عبداللہ کے ساتھ لگ گئیں اس کی تیاری میں۔

ان چار سالوں میں عبداللہ صرف ایک بار ہی گاؤں جا سکا اپنے والدین سے ملنے ،ماں ملاقات پہ اتنا روئی کہ آئندہ عبداللہ نے جانے کا ذکر ہی نہ کیا۔وہ اکثر کہتا میں ایک دن ماں باپ کو اس دلدل سے نکال لاؤں گا۔

پھوپھی کو شاعری اور اردو سے بڑا لگاؤ تھا، انہوں نے عبداللہ کی اردو اور شاعری پر بڑی توجہ کی ۔اس کی پڑھائی کی رفتار بڑھانے کے لیے اسے روز کوئی نہ کوئی کتاب دے دیتیں[جو اکثر وہ ردّی والے سے کوڑیوں کے مول خرید لیتی تھیں]. پھوپھی اسے کہتی آج رات کا کھانا جب ملے گا جب یہ کتاب ختم ہوگی۔

پروین شاکر، فیض احمد فیض، اکبرالہٰ آبادی، چودھری فضلِ حق ،نسیم حجازی سے لے کر عمران سیریز، مظہر کلیم، ابوالاثر حفیظ جالندھری، علامہ اقبال، سعدی و رومی، کوئی مصنف بچا نہیں تھا جس کی کتاب عبداللہ نے پڑھی نہ ہو۔اور حافظے کا کمال یہ کہ چھ ہزار سے اوپر شعر یاد کر چکا تھا۔

اسی سال ڈویژن میں ہونے والے تقریری اور بیت بازی کے مقابلوں میں اول پوزیشن حاصل کی۔

پوزیشن کے بعد عبداللہ اور اس کی پھوپھی کی خوشی دیدنی تھی۔

خیر پڑھتے پڑھتے عبداللہ کی نظر کمزور ہوگئی اور عینک لگ گئی مگر کتابوں کا جو شوق چڑھا وہ اُترنے کا نام ہی نہ لیتا تھا۔عبداللہ کے دوستوں کی تعداد صفر تھی کبھی کبھار چاچا دینو بہت یاد آتے تو اداس ہو جاتا اور انہیں خط لکھ دیتا جس کا وہ باقاعدگی سے جواب دیتے تھے۔

خیر وقت اپنی مقررہ رفتار سے گزرتا چلا گیا۔آج اخبار میں میٹرک کے امتحان کا رزلٹ تھا عبداللہ نہ تو خود رات بھر سویا نہ کسی کو سونے دیا۔شاید ہی کوئی گھر ایسا ہو پورے محلے میں جو عبداللہ کے لیے دعا نہ کر رہا ہو۔پھوپھی تو سرتاپا دعا ہی بن گئی تھیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہاتھ اٹھتے ہیں نہ ہوتی ہے لبوں کو جنبش
ہم تجھے اتنے سلیقے سے دعا دیتے ہیں

عبداللہ بھی رات بھر مُصلّے پہ بیٹھا روتا رہا۔

''اللہ سائیں! ساڈی وِی سن لے ساڈی لاج رکھ لے۔

مینو پوزیشن دے دے۔ فرتے نوکری لگ جاوے گی، تیرا اوڈا شکر ہووے گا، دیکھ میرا باپ اور ماں خوش ہو جائیں گے اور پھوپھی تو شاید خوشی کے مارے جھومنے لگیں۔ تجھے تیری شانِ کریمی کا واسطہ، شانِ حبیبی کا واسطہ، تو تو قریب ہے نا مجھ سے، شہ رگ سے بھی قریب، تو سن لے نا، نہ سنی ہو تو بھی سن، تجھے ہی تو سجدہ کرتا ہوں، تیرے علاوہ کوئی نہیں ہے تو جاؤں کہاں؟ بس سن لے میرے اللہ۔ اللہ سائیں میں تجھ ہی سے مانگتا ہوں، میرا باپ بھی تجھ سے مانگتا ہے، دادا بھی تجھ سے ہی مانگتا تھا، ہم تو نسلوں سے بھکاری چلے آ رہے ہیں تیرے در کے، تو خالی ہاتھ واپس نہ بھیجنا میرے اللہ میاں مجھے یقین ہے تو نے سن لی، دیکھ مجھے جھوٹا نہ کروایو!

اس رات کے اندھیرے میں تو جانتا ہے کہ میں نے جندگی میں صرف تجھ سے ہی تو مانگا ہے سن لے میرے مولا!۔

تجھے اس بات کا واسطہ کہ تو اللہ ہے، میرا اللہ ہے، او میرے اللہ سن۔''

پتہ نہیں کب عبداللہ کی آنکھ لگی، پھوپھی نے بھی نہ اٹھایا کہ رات بھر کا جاگا ہوا تھا۔ آنکھ کھلی جب گھر کے باہر شور اٹھا پورا اسکول ہی تو گھر میں آیا ہوا تھا اخبار ہاتھ میں لیئے۔

عبداللہ نے پورے ڈویژن میں سب سے زیادہ مارکس لئے تھے، ہر آنکھ خوشی میں اشکبار تھی۔ عبداللہ کو آج اپنی ماں باپ اور چاچا دینو بہت زیادہ یاد آ رہے تھے۔ اور وہ یک دم ہی اُداس ہو گیا۔

عبداللہ اسی شام اخبار کی کاپی ہاتھ میں لیئے گاؤں روانہ ہو گیا اور پورے راستے سوچتا رہا کہ ابا کو کیسے بتائے گا۔ مولوی صاحب کو چڑائے گا جو اسے کوڑھ مغز کہتے تھے، گاؤں والوں کو دکھائے گا جو سمجھتے تھے کہ اس کے دماغ میں بھوسا بھرا ہوا ہے۔

عبداللہ نے صبح سویرے گھر میں قدم رکھا تو ابا چارپائی پر پڑا کچھ سوچ رہا تھا اور ماں دیگچی

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

میں چائے بنا رہی تھی۔

دیکھ ابا دیکھ۔تیرے بیٹے نے کیا کیا ہے، پورے نمبر، سب سے زیادہ مارکس پورے ڈویژن میں، دیکھ اخبار میں بھی آیا ہے، اب میں بھی صاحب بن جاؤں گا بلے بلے۔شاواشاوا۔

باپ اور ماں اپنے بیٹے کے بوسے لیتے رہے اور روتے رہے۔جذبات کا سمندر جب ٹھنڈا ہوا تو فضلو نے کہا۔

چل عبداللہ، سائیں کو دکھاتے ہیں اسے بھی تو پتہ چلے کہ میرے بیٹے نے کیا کیا ہے۔اس نے تجھے گالی دے کے نکالا تھا نہ؟ چل آج اسے بتاتے ہیں۔

عبداللہ گویا ہوا:

چھوڑ دے ابا، مجھے پسند نہیں تیرا وڈیرہ، پھر کوئی ہنگامہ کرے گا مجھے ڈر لگتا ہے۔

ابے کچھ نہیں ہوگا، نوکروں کی خوشی میں مالک خوش ہوتے ہیں تو چل، آج میں سینہ تان کے کوئی بات کرسکوں گا۔زندگی میں پہلی بار آج میں اس گاؤں کی زمین پر فخر سے چل سکوں گا۔آج میں کپڑا کندھے پہ رکھ کے نہیں پگڑی بنا کے پہنوں گا تو چل۔

اور یوں عبداللہ چارونا چار ڈیرے کی طرف روانہ ہوا۔

ڈیرے پر پہنچے تو سائیں موجود تھا مگر موڈ کچھ خراب ہی معلوم ہو رہا تھا مگر فضلو تو اپنی ہی دھن میں مست تھا کہنے لگا:

''سائیں! یہ میرا لونڈہ آیا ہے آج پنجاب سے، اس کا آج میٹرک کا رزلٹ نکلا ہے۔''

اچھا کتنے پرچوں میں فیل ہوا ہے؟ سائیں نے مضحکہ خیز لہجے میں پوچھا۔نہ سائیں ٹاپ کیا ہے پورے ضلع میں، یہ دیکھ اخبار میں نام آیا ہے سائیں آپ کا بیٹا بھی تو تھا شہر میں میٹرک کے امتحان میں، چھوٹے سائیں نے تو کمال ہی کر دیا ہوگا۔

یہ سنتے ہی سائیں کی آنکھ انگارہ ہوگئیں، ان کا بچہ 4 پرچوں میں فیل ہوگیا تھا کہنے لگا حرامخور مجاق اڑاتا ہے، سن لیا ہوگا کسی سے، یہ تیرے پلے نے بتایا ہوگا اخبار پڑھ کے۔ٹھہر ذرا میں نکالتا ہوں تیرا گھمنڈ۔

فضلو کی تو جیسے روح ہی نکل گئی، اس نے تو سوچا بھی نہ تھا ایسا ہوگا کہنے لگا ''نہ سائیں، ہم

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تو تیری ملکیت ہیں، مجھے نہ پتہ تھا پیپرز میں غلطی ہوگئی ہوگی ،چھوٹا سائیں تو ملک میں سب سے ہشیار ہے۔مگر جو تیر کمان سے نکل گیا وہ واپس کہاں آتا ہے؟

سائیں نے اخبار پھاڑ کے فضلو کے منہ پر مارا اور لاتوں گھونسوں کی بارش شروع کر دی۔

اب عبداللہ سے نہ رہا گیا،اس نے بھاگ کے سائیں کا ہاتھ پکڑ لیا،اور کہا سائیں معاف کر دے ہمیں کیا پتہ تھا تو چھوڑ دے میرے ابا کو۔سائیں غصے میں آپے سے باہر ہو گیا اور ہاتھ چھڑاتے ہوئے کہا،نہیں چھوڑتا حرامی کی اولاد، کیا کرے گا۔

عبداللہ کیا کہتا صرف اتنا کہا کہ ''اللہ پوچھے گا۔''

بس پھر کیا تھا فضلو کی پٹائی ختم اور عبداللہ کی شروع۔

جب سائیں اور اس کے نوکروں نے مار مار کے باپ بیٹا کو ادھ موا کر دیا تو نجانے کیوں سائیں کو ایک خیال آیا۔

کہنے لگا ہاں یہ ٹھیک ہے، یہ میری ملکیت ہی تو ہیں فضلو نے ٹھیک کہا،مگر بھینسیں بھی ملکیت ہیں اور میں نشانی کے طور پر انہیں گرم سلاخوں سے داغ دیتا ہوں، جو میرا نشان ہے ۔

مجبور عبداللہ کے کپڑے اتروائے گئے اور کمر پہ کھولتی ہوئی سلاخ سے نشان لگا دیا گیا۔چیخوں سے آسمان ہل گیا مگر زمینوں کے جو مالک ہوتے ہیں ان کا دل کب کوئی چیز خاطر میں لاتا ہے۔سائیں نے نخوت بھرے لہجے میں کہا اب سالا ساری جندگی پگڑی پہن کے نہیں آئے گا۔ہاری پیدا ہوا ہے ہاری مرے گا۔اس کا باپ بھی ہاری تھا تو بیٹا بھی ہاری مرے گا اگر آج کی پٹائی سے بے غیرت بچ گیا تو۔اور پھر سائیں کے بندوں نے اللہ کے بندوں کو اٹھا کے انکے گھر کے سامنے پھینک دیا۔

☆.....☆.....☆

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

گاؤں میں خبر پھیل گئی، کوئی حکیم کو بلا لایا تو کوئی گورکن کو کہ عبداللہ کے بچنے کی امید کسی کو نہ تھی، ہونٹ پھٹ گئے تھے، آنکھیں سوج گئی تھیں، چھ دانت باہر نکل گئے تھے اور جو جلنے کا نشان تھا اس میں خون رس رہا تھا۔

چاچا دینو نے بڑی جان ماری، کوئی سات دنوں بعد عبداللہ بستر سے اٹھنے کے قابل ہوا۔

ننگ دھڑنگ زخموں سے چور پورے گاؤں کے سامنے پڑا رہنے سے جو ٹھیس خود اعتمادی کو پہنچتی ہے اس کا اندازہ کوئی اور کیسے لگا سکتا ہے؟

عبداللہ کچھ ہفتوں میں چلنے پھرنے کے قابل ہوا، تب تک فضلو نے گاؤں چھوڑنے کی ٹھان لی تھی۔ قریبی شہر میں چاچا دینو کا کوئی جاننے والا تھا اس نے مزدوری دلانے کا وعدہ کر لیا تھا کچھ پیسے بھی چاچا دینو اور کچھ اور دوستوں نے دے دیئے تھے جس سے کچھ روز کھانے کا گزارہ ہو سکتا تھا۔ فضلو نے اگلے دن صبح سویرے اپنا گھر اور تھوڑا بہت جو کچھ بھی اس میں تھا اسے چھوڑا اور شہر روانہ ہو گیا کبھی واپس نہ آنے کے لیے۔

☆.....☆.....☆

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اس شہر کو ایک بڑا گاؤں کہا جائے تو بہتر ہوگا، جو سہولیات بڑے شہروں میں ہوتی ہیں وہ یہاں عنقا تھیں مگر فضلو کو کام خوب مل جاتا تھا گاؤں کا مشقتی جسم تھا 16 گھنٹے کام کرتا تو بھی نہ تھکتا تھا اور اوپر سے ایمان دار۔ یہ دونوں ہی باتیں شہری لوگوں میں مفقود تھیں۔ کچھ دن تو عبداللہ شہری زندگی میں مٹرگشت کرتا رہا پھر ایک دن فضلو سے پوچھا:

ابا! اب کیا کروں؟

فضلو: بیٹا میری تو سات نسلوں میں کسی نے میٹرک نہیں کیا، مجھے کیا پتہ میٹرک کے بعد کیا کرتے ہیں تو ایسا کر ڈاکیہ لگ جا، ایڈریس/پتہ تو پڑھ لے گا نا؟ ہاں ہاں بابا تو فکر نہ کر۔

اور یوں عبداللہ ڈاکیہ بننے کی فکر میں لگ گیا۔ اسے خواب میں بھی یہی دکھتا کہ وہ ڈاکیے کی ''سرکاری نوکری'' کر رہا ہے اور لوگوں کو خط، ٹیلی گرام اور منی آرڈر پہنچا رہا ہے۔

کچھ دن بعد عبداللہ جنرل پوسٹ آفس کے سامنے انٹرویو کی لائن میں کھڑا تھا ایک آسامی اور کوئی 200 بندے کھڑے تھے، بیس سال سے ساٹھ سال تک کے، عبداللہ تو فقط پندرہ سال کا ہی ہوگا۔

خیر انٹرویو میں یہ کہہ کر منع کر دیا کہ عمر بہت کم ہے، ذاتی سائیکل نہیں ہے کہ ڈاک جا کے ڈال سکے اور تجربہ نہیں ہے۔

عبداللہ نے بڑی کوشش کی کہ بات بن جائے مگر عبداللہ کی زندگی میں کوئی کام اتنا آسانی سے بھلا کب ہوا ہے اور یوں عبداللہ بے نیل و مرام گھر واپس آ گیا۔

ابا اب کیا کروں؟

اسی سوال کے ساتھ صبح عبداللہ پھر فضلو کے سامنے کھڑا تھا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

فضلو نے آس پاس کچھ لوگوں سے مشورہ کیا، کسی نے کہا کلرک لگوا دے تو کسی نے پائلٹ بننے کا مشورہ دیا، کسی نے فوج کی نوکری کو زندگی کا حاصل بتایا تو کسی نے مزید پڑھائی کو مقصدِ حیات۔

الغرض فضلو نے تمام معلومات عبداللہ کے گوش گزار کر دیں۔

جب کچھ نہ سمجھ آیا تو گورنمنٹ کالج میں پری انجینئرنگ میں داخلہ لے لیا کہ ریاضی میں عبداللہ کے ہمیشہ پورے نمبر آتے تھے۔

فضلو نے سختی سے منع کر دیا تھا کہ کتابوں کے پیسے نہیں ہیں مگر عبداللہ نے سوچا کہ کسی سے مانگ کے کام چلا لے گا۔

پھوپھی کے گاؤں میں کوئی کالج تھا ہی نہیں ورنہ عبداللہ کب کا وہاں جا چکا ہوتا۔

عبداللہ کی شہرت کچھ کلاسوں بعد ہی ہوگئی۔ایک ہی تو تھا جو صبح سے لے کر رات تک یا تو لیکچر ہال میں ہوتا یا لائبریری میں۔عبداللہ آنکھ بچا کر کالج کے ردی کے ڈبے سے آدھی استعمال کی ہوئی کاپیاں اور پین پنسل بھی اٹھا لیا کرتا تھا۔عبداللہ اپنے نوٹس شاپنگ بیگ میں لایا کرتا تھا اور یوں کالج بھر کو طنز کرنے کے لیے ایک کھلونا مل گیا تھا مگر عبداللہ نے تو جیسے نہ سننے اور نہ بولنے کی قسم کھائی ہوئی تھی جو دل چاہے جو مرضی بولتا رہے، عبداللہ نے صرف پڑھنا تھا اور بس۔

کچھ ہفتوں بعد کالج میں ریاضی کے نئے استاد آئے، عبداللہ کو یہ مضمون بہت پسند تھا مگر استاد کو اس کے سوالات چبھتے تھے۔

فیثا غورث ہو یا ٹرگنا میٹری، کوارڈریٹک ایکویشن ہو یا الجبرا، عبداللہ کو اگر روزمرہ زندگی میں ان کا اطلاق سمجھ نہ آئے تو نہ وہ خود چین سے بیٹھتا اور نہ ہی ٹیچر کو بیٹھنے دیتا۔

روز روز کی اس تکرار کا نتیجہ یہ نکلا کہ ٹیچر کلاس میں آتے ہی سب سے پہلے عبداللہ کو باہر نکال دیتا۔

کچھ دن عبداللہ نے برداشت کیا مگر پھر کالج آنے کا فائدہ ہی کیا ہو جب کلاس ہی اٹینڈ نہ کر سکتا ہو۔

آج عبداللہ ٹیچر کے کہنے کے باوجود کمرے سے باہر نہیں گیا ''میں کیوں جاؤں میں غلط

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سوال نہیں پوچھتا نہ ہی نیت آپ کو تنگ کرنے کی ہے، مگر آپ بلاوجہ جب چاہے مجھے سب کے سامنے ذلیل کرتے ہیں اور کوئی دکھ نہ ہوا گر اس کے بدلے کچھ سیکھنے کو مل جاوے، آپ ظلم کرتے ہیں، اللہ پوچھے گا!''

یہ سننا تھا کہ ٹیچر نے کلاس ختم کرنے کا اعلان کیا اور ڈسپلنری کمیٹی میں عبداللہ کے خلاف درخواست دے دی۔

کالج پرنسپل نے عبداللہ کو اپنے والدین کو لانے کا کہا مگر عبداللہ جانتا تھا کہ اس کا باپ کبھی کالج نہیں آئے گا اور اگر اسے کسی ممکنہ پھڈے کی بھنک بھی پڑی تو وہ اپنے ہاتھ سے ہی عبداللہ کو مار ڈالے گا اور یوں کالج پرنسپل نے عبداللہ کی بات سنے بغیر یک طرفہ فیصلہ دے دیا اور عبداللہ کو کالج سے [Expelled] خارج کر دیا گیا۔

آج تو جیسے عبداللہ کی دنیا ہی ختم ہوگئی وہ خواب جو دیکھے تھے انجینئر بننے کے، کچھ کر دکھانے کے بڑا آدمی بننے کے سب چور ہو گئے۔

سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ گھر پہ کیا بتائے، کس منہ سے جائے گا، خیر اسی سوچ بچار میں جب گھر پہنچا تو فضلو بہت خوش نظر آیا دیکھتے ہی کہنے لگا عبداللہ میں نے مزدوری چھوڑ دی ہے اور کرایہ پہ ایک ٹھیہ لے لیا ہے برتنوں کا۔ اب میں برتنوں کا کام کروں گا آرام سے بیٹھ کر اس دن تک جب تک تو انجینئر نہیں بن جاتا اب شاید ہم بھی خوش ہو سکیں گے۔

مگر ابا آج مجھے کالج سے نکال دیا گیا ہے برے کردار Bad Character کی وجہ سے، اب کہیں اور داخلہ بھی نہیں ملے گا، فضلو کو اپنے بیٹے پہ پورا یقین تھا کہ کچھ بھی ہو اس کا کردار بے داغ ہے، عبداللہ دس انگلیوں میں دس چراغ تھا۔ ویسے بھی جب بھوک کی بیماری بدن سے چمٹی ہو نا تو خواہشوں کی ملکہ کوسوں دور رہتی ہے۔

فضلو نے اداس لہجے میں کہا عبداللہ مجھے لگتا ہے کہ تجھے مولوی کی بددعا لگ گئی ہے تو شاید ''بے نام'' ہی رہ جائے، تو فکر چھوڑ اور میرے ساتھ ٹھیے پہ بیٹھا کر۔

اور یوں عبداللہ نے ٹھیے پہ بیٹھنا شروع کر دیا۔ ساتھ میں وہ کوئی نہ کوئی کتاب ساتھ لے جاتا پڑھنے کو، آج کل زیادہ تر زور اسلامی کتابوں اور انگریزی سیکھنے پر تھا۔ عبداللہ شہر کی لائبریری

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سے روز نئی کتابیں لے آتا۔ اثر نعمانی، عزیز اثری، وحیدہ نسیم، قدرت اللہ شہاب، جبار توقیر، سعید لخت، کمال احمد رضوی، نسیم حجازی، سعادت حسین منٹو، علیم الحق حقی، ناصر کاظمی، یاس یگانہ، لطیف فاروقی، علامہ راشد الخیری، عشرت رحمانی، حسینہ معین، انتظار حسین، شوکت تھانوی اور کرشن چندر۔ وہ کون سا ایسا مصنف تھا جو عبداللہ نے چھوڑ دیا ہو۔

ایک دن ایک گاہک دکان پر آیا اسے لالٹین چاہئے تھی۔ فضلو نے ایک لالٹین اس کے سامنے رکھ دی اور کہا یہ 100 روپے کی ہے۔ بڑی اچھی ہے پائیدار، لیک بھی نہیں ہوتی، اس کا شیشہ بھی دستیاب ہے وغیرہ وغیرہ، کچھ ہی دنوں میں فضلو ایک گھاگ سیلز مین بن چکا تھا۔

مگر مجھے تو ولایتی چاہئے، گاہک نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

فضلو نے ایک اور لالٹین نکال کے رکھ دی اور قیمت 300 روپے بتا کر زمین و آسمان کے قلابے ملانے لگا اس کی خصوصیات کے بارے میں۔

تھوڑی سی تکرار کے بعد گاہک نے ولایتی لالٹین 250 میں خرید لی جب کہ لوکل وہ 50 میں بھی خریدنے پر آمادہ نہیں ہوا۔

جب وہ چلا گیا تو فضلو نے قہقہہ لگایا اور کہا سالے شہری لوگ اپنے آپ کو بہت عقلمند سمجھتے ہیں دونوں لالٹین ایک ہی جگہ کی بنی ہوئی ہیں صرف پیکنگ کا فرق ہے۔

عبداللہ کو یہ بات سخت ناگوار گذری اس نے باپ سے کہا۔ ابا تو تو بدل گیا ہے، شہری ہوا تجھے راس نہیں آئی، اب کیا تو جھوٹ بھی بولے گا۔

نہیں عبداللہ، یہ یہاں کا عرف ہے، ایسے ہر کام ہوتا ہے، شروع کے کئی ہفتوں میں سیدھی سچی بات کرتا رہا مگر بونی تک نہ ہوئی اب دیکھ کام دھندہ کیسا چمک رہا ہے۔

مگر ابا، جان دینی ہے اللہ پوچھے گا۔

ہاں بیٹا، کہتا تو تو ٹھیک ہی ہے چل وعدہ آئندہ ایسا نہیں کروں گا۔

اگر تیرا اور تیری ماں کا بھوکوں مرنے کا خیال نہ ہوتا تو کبھی یوں نہ کرتا۔

چھوڑ ابا، مجھے تو نہ ڈرا اب مرنے سے، مرنا ہوتا تو کب کا مر گیا ہوتا۔ بھوکا مرنا لکھا ہے تو ایسے ہی سہی، پر جھوٹ نہ بولیں گے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کچھ روز بعد اخبار میں ایک نئے کالج کا اشتہار آیا جو کسی N.G.O نے غریب اور یتیم بچوں کے لئے کھولا تھا مگر وہاں انجینئرنگ کی تعلیم نہیں دی جاتی تھی۔ انہوں نے پری میڈیکل سے شروع کیا تھا اور کلاسیں بھی شام کو ہوتی تھی۔ عبداللہ اسی شام کالج پہنچ گیا اور ایڈمیشن فارم جمع کروادیا۔

انٹرویو کے وقت تمام ماجرا سچ سچ کہہ سنایا کہ پچھلے کالج سے Bad Character کا سرٹیفکیٹ کیونکر حاصل ہوا۔ ایڈمشن کمیٹی کو اس بات کا پورا احساس تھا کہ یہ پوزیشن ہولڈر بچہ ہے اور اگر آ گیا تو اس کا نام مارکیٹنگ اور فنڈز کے حصول میں پوری طرح استعمال کر سکتے ہیں۔

مگر عبداللہ کی اس قدر صاف گوئی انہیں بالکل نہ بھائی، پرنسپل صاحب کہنے لگے برخوردار، تمہارے میٹرک میں مارکس ضرور اچھے ہیں مگر ساتھ ساتھ تم تھوڑے سے بے وقوفِ اور بدعقل بھی ہو۔

نہیں پرنسپل صاحب، عبداللہ نے ان کی بات کو بیچ میں سے اچکتے ہوئے کہا، میں بے عقل ہوسکتا ہوں مگر بدعقل اور بے وقوف نہیں۔

سب ہنسنے لگے اور کہا کہ بے وقوف یہ تو ایک ہی بات ہے، بھلا بتاؤ اس میں فرق کیا ہے؟

جناب! بے عقل وہ ہوتا ہے جسے اللہ نے عقل دی ہی نہ ہو، اس بارے میں میں کوئی دعوی فی الوقت نہیں کرتا، آپ پڑھائیں گے تو دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔

بدعقل وہ ہوتا ہے جس کے پاس عقل تو ہو مگر وہ اسے غلط کاموں میں استعمال کرے، میں ایسا کچھ نہیں کرتا۔

بے وقوف، وقوف سے نکلا ہے، جیسے کہ وقوف عرفہ، ٹھہرنے کو کہتے ہیں، ایسا شخص جو ٹھہر کے، ٹک کے کچھ نہ کر سکے وہ ہوا بے وقوف اور میرے میں یہ خصوصیت بھی نہیں پائی جاتی۔

ایڈمیشن کمیٹی نے مزید کچھ کہے بغیر فل اسکالرشپ کے ساتھ اس کے فارم پر دستخط کر دیئے۔ اور یوں عبداللہ ڈاکٹر بننے کے خواب دیکھنے لگ گیا اور وقت کا پہیہ اپنی رفتار سے گھومتا رہا۔

کالج میں یوں تو سب معمول کے مطابق چل رہا تھا، عبداللہ کی ذہانت کا ڈنکا ہر سُو بج رہا تھا کوئی تقریری مقابلہ ہو یا بیت بازی کا، کوئی ڈرامہ ہو یا مضمون نگاری، عبداللہ کا نام ہی اس

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بات کی ضمانت تھا کہ کالج کی پہلی پوزیشن آنی ہے۔ عبداللہ نے بارہا اس کالج کے بچوں کو ہرایا جہاں سے وہ نکالا گیا تھا، بدلے کا جذبہ تو کوئی خاص تھا نہیں ہاں مگر ہر کام کو احسان [Excellence] پہ کرنے کا جنون اسے پہلی سے کم کسی بھی پوزیشن پہ ٹکنے نہ دیتا تھا۔ مگر ایک استاد ایسے تھے جو عبداللہ کو بے حد پسند کرتے تھے ان کا نام تھا عبدالرحمٰن۔ وہ درسِ نظامی سے فارغ التحصیل تھے، پرانے زمانے کے انڈیا سے پڑھے ہوئے تھے اور کالج میں اردو، اسلامیات اور مطالعۂ پاکستان پڑھاتے تھے۔ عبداللہ نے کورس کی ساری کتابیں ازبر یاد کی ہوئی تھیں، کیمسٹری کے Periodic Tables ہوں یا فزکس کے اکیویشن اور Laws، بائیولوجی کے Zoological Names ہوں یا باٹنی کے پودوں کی Classification، اسلامیات کی کتاب کی احادیث ہوں یا اردو کی غزلیں، عبداللہ سب یاد کر کے 2، 3 ماہ میں ہی فارغ ہو جاتا، شاید یہ بچپن کا اثر تھا کہ مانگی گئی کتابیں کچھ دنوں میں واپس کرنی ہوتی تھیں کہ اس کا دماغ اسی طرح Tune ہو گیا تھا اور حافظہ بہت تیز تر ہوتا چلا جا رہا تھا۔ عبدالرحمٰن صاحب وہ واحد استاد تھے جن کے پاس اپنے مضامین میں عبداللہ کے ہر سوال کا جواب ہوتا تھا۔

عبدالرحمٰن صاحب عبداللہ کو روز کوئی نئی دعا سکھاتے اور اللہ پہ توکل کا درس دیتے، وہ کہا کرتے یہ ساری محبتیں اللہ کی محبت کے سامنے ہیچ ہیں۔

ایک دن کہنے لگے، یہ آنکھ بڑی عجیب شے ہے جب تک بند نہ ہو کھلتی ہی نہیں ہے۔

ایک دن دعا مانگی کہ ''اے اللہ تو جانتا ہے کہ تو تو ہے، میں میں ہوں!''

انہوں نے دو دعائیں تو عبداللہ کو ازبر کرا دی تھیں اور کہا تھا کہ روز بلا ناغہ مانگا کرو۔

ایک سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی دعا:

﴿رَبِّ اِنِّی لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ﴾ [سورۃ القصص ۲۸:۲۴]

''الٰہی! میں اس کا محتاج ہوں کہ تو مجھ پر اپنی نعمت نازل فرمائے۔''

اور ایک یہ دعا کہ:

''اے اللہ! سب ایمان والوں کو معاف کر دے۔''

اور عبداللہ تواتر سے یہ دعائیں مانگے چلا جاتا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ایک عادت انہوں نے اور ڈالی عبداللہ کو، وہ تھی اللہ میاں کو خط لکھنے کی، وہ کہتے تھے جب کوئی بات ہو جاوے، جب کوئی خوشی دیکھو یا غم آوے تو اللہ کو خط لکھو، اسے سناؤ اپنی کہانی، اس سے کہو اپنی کتھا، اور کسی سے کچھ نہ مانگو۔

ہر حد سے ماوراء تھی سخاوت میں اس کی ذات
ہم آخری سوال سے آگے نہ جا سکے

عبدالرحمٰن صاحب نے عبداللہ کی طبیعت کو دیکھتے ہوئے اسے ایک بددعا بھی دی تھی کہ اللہ تجھے اتنا مصروف رکھے کہ تیرے پاس گناہ کی فرصت نہ ہو۔

اور عبداللہ ہمیشہ اس بات پر ہنسا کرتا۔

خیر انٹر کے امتحانات ہوئے اور عبداللہ نے پہلی پوزیشن حاصل کی پورے کالج میں۔

200 میل کی مسافت پہ ایک شہر تھا جہاں میڈیکل کالج میں داخلہ مل گیا، اور یوں عبداللہ ''ڈاکٹر صاحب'' بننے کی جستجو میں لگ گیا۔

میڈیکل کالج جاتے ہوئے اس نے ماں باپ اور سر عبدالرحمٰن کی خوب دعائیں لیں۔

مگر شاید زندگی کو کچھ اور ہی منظور تھا، وہاں درجن بھر سیاسی پارٹیوں کی تنظیمیں تھیں جو عبداللہ کی صلاحیتوں کو اپنے اپنے پولیٹکل ایجنڈے کی تقویت میں استعمال کرنا چاہتی تھیں مگر عبداللہ کو بھلا ان الجھنوں سے کیا مطلب، نتیجہ یہ نکلا کہ گفتگو اور مہذب دعوت، گستاخیوں اور بدتمیزوں پر چلی گئی اور آخر کار ایک دن ایک پارٹی کے لڑکوں نے عبداللہ کو خوب مارا، کپڑے پھاڑ دیئے اور کتابیں تک جلا دیں۔

اور اُسے اٹھا کر تمام اساتذہ، پولیس سب کے سامنے کالج سے باہر پھینک دیا، پولیس والوں نے آ کے کہا اب نظر آئے تو کالج میں ہیروئن رکھنے کے جرم میں زندگی بھر جیل میں سڑا دیں گے۔ اور عبداللہ ''ڈاکٹر صاحب کے خواب'' کی لاش اُٹھائے واپس آ گیا۔

ستارے کچھ بتاتے ہیں، نتیجہ کچھ نکلتا ہے
بڑی حیرت میں ہے میرا مقدر دیکھنے والا

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عبداللہ اپنے ازلی سوال کے ساتھ آج پھر فضلو کے سامنے کھڑا تھا مجھے کیا پتہ، تیرے پہ مولوی کی بددعا ہے ،تو منحوس ہوگیا ہے ،جہاں جاتا ہے پٹ کر واپس آجاتا ہے ،کوئی کام تیرا بنتا نہیں ہے، مجھے نہیں پتہ، نہ مجھ سے پوچھ نہ مجھے بتا۔اور یہ کہہ کر فضلو اپنے آنے والے گاہک کے ساتھ مصروف ہوگیا۔

مشوروں اور ملاقاتوں کا ایک سلسلہ پھر شروع ہوا، کسی نے کہا بی فارمیسی کرلو تو کسی نے ایسوسی ایٹ ڈپلومہ کرنے کو کہا، کسی نے بزنس ایڈمنسٹریشن کی راہ دِکھائی تو کوئی کمپیوٹر سائنس کا شیدائی۔

آج T.V پر ہالی وڈ کی کوئی فلم چل رہی تھی جو عبداللہ نے دکان کے ساتھ والے چائے کی ڈھابے پر دیکھی ،خوب صورت اور نوجوان، لوگ سفید رنگ کے ایپرن پہنے، شیشے کی بوتلوں میں رنگ برنگے محلول گھماتے پتہ نہیں کیا ایجاد کررہے تھے ،کسی نے کہا کہ یہ دوائیاں بنارہے ہیں تو کسی نے انگریزی نہ سمجھتے ہوئے موووی کو کیمیائی ہتھیاروں سے جوڑ دیا۔

خیر، آج رات خواب میں عبداللہ نے دیکھا کہ وہ وائٹ کوٹ پہنے دنیا کی بیماریوں کی کھوج لگارہا ہے۔وہ صبح اُٹھا تو مسکرا رہا تھا، اسے اپنی زندگی کی مقصد مل گیا تھا اور وہ تھا بی فارمیسی۔

بی فارمیسی کے لیے شہر کی بڑی یونیورسٹی میں داخلہ فارم جمع کروادِیا، فضلو لاکھ سمجھاتا رہا کہ فیس کے پیسے کہاں سے لائیں گے؟، رہے گا کہاں؟، کھائے گا کہاں سے؟

مگر عبداللہ ہمیشہ جواب دیتا کہ ابا میں 313 کے فارمولے پر چلتا ہوں، جو کام میں کرسکتا ہوں وہ کرتا ہوں، جو کرنہیں سکتا اس کے بارے میں پریشان بھی نہیں ہوتا۔

غزوۂ بدر میں 313 صحابہ کرام ﷺ کے پاس جو بھی تھا وہ لے کے پہنچ گئے ،فتح جس

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کا مقدر ہو جائے تو سبیل خود ہی ہو جایا کرتی ہے۔

خیر وہی ہوا جس کا فضلو کو ڈر تھا، ایڈمیشن لسٹ لگی مگر عبداللہ کا نام تھا نہیں اس میں، عبداللہ سیدھا رجسٹرار کے پاس گیا، کہا کہ ''سرات بھر سے یونیورسٹی گیٹ پر بیٹھا ہوں کہ رہنے کی جگہ نہیں ہے، ضرور کوئی غلطی ہوئی ہے، میرا نام لسٹ میں نہیں ہے۔

رجسٹرار صاحب نے پوچھا کہ تمہارا ڈومیسائل کہاں کا ہے، ہمارے پاس کوٹہ سسٹم ہے، میں چیک کرتا ہوں۔

جناب ڈومیسائل تو اندرونِ سندھ کے ایک گاؤں کا ہے۔

ہاں، اس ضلع کی صرف ایک سیٹ ہے۔

جی بالکل، وہ ایک سیٹ میری ہے، میرے سے زیادہ نمبر ضلع میں کسی کے بھی نہیں۔

ہاں! مگر آپ کے ضلع سے منتخب ہونے والے قومی اسمبلی کے ممبر ایجوکیشن منسٹر ہیں۔

ہاں تو [عبداللہ نے بے قراری سے پوچھا۔]

تو برخوردار، آئینی طور پر چانسلر کی ایک سیٹ ہوتی ہے اور اس پر ان کا بھانجا تمہارے ہی گاؤں کے ڈومیسائل سے منتخب ہو چکا ہے 53% مارکس لینے کے باوجود۔

اور عبداللہ کو اپنا وجود دھڑام سے فرش بوس ہوتا نظر آیا۔

''مقصدِ زندگی'' شروع ہونے سے پہلے ہی ختم ہو گیا۔ وہ دوائیاں، وہ خواب، وہ پراجیکٹس سب خاک میں مل گیا۔ اب کس منہ سے جائے گا واپس۔

☆.....☆.....☆

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ابّا اب میں کیا کروں؟

عبداللہ آج پھر اپنے بے بس باپ کے سامنے کھڑا پوچھ رہا تھا۔

کچھ دنوں بعد اخبار میں اشتہار آیا کہ پاس والے شہر میں کمپیوٹر سائنس کا بیچلرز پروگرام شروع ہو رہا ہے۔عبداللہ نے پھر صرف یہ سوچ کے فارم جمع کروایا کہ کچھ کرنا نہ کرنے سے بہتر ہے، ورنہ نہ تو اسے کمپیوٹر سائنس کی کوئی سمجھ تھی نہ شوق۔ پھر وہی 313 کا فارمولا۔

اس بار داخلہ تو مل گیا مگر اسکالرشپ نہ ملی کہ پہلی بار یہ پروگرام شروع ہو رہا تھا اور ایک خلقت تھی جو داخلہ چاہتی تھی ایسے میں یونیورسٹی کو کیا سوجھی تھی کہ وہ مفت میں داخلے دیتی پھرے۔

ایک ہزار روپے ماہانہ فیس تھی مگر فضلو کے لیے ہزار روپے ماہانہ دینا ناممکنات میں سے تھا بہت سمجھایا مگر عبداللہ بس دعائیں ہی مانگتا رہتا۔

''اے اللہ! تو محتاج نہیں چھوٹے بڑے لوگوں کا، تو جب چاہے جیسے چاہے دے دے، تجھے کوئی بجٹ تھوڑا ہی پاس کرانا ہوتا ہے اسمبلی سے، تو مجھے ایسے ہی دے دے، دیتا چلا جا، بس دیتا ہی رہے۔

اے اللہ، اے میرے مالک، اے میرے رب، تو مجھے اپنی قدرت کا مظہر بنا دے، لوگ مجھے دیکھ کر کہیں کہ جب اللہ کسی کو دینے پر آتا ہے نا تو وہ ایسے دیتا ہے، جب کسی کو بلاوجہ نوازتا ہے نا تو وہ ایسے ہوتا ہے، او میرے اللہ، تو وجہ کا محتاج نہیں تو مجھے بلاوجہ ہی دے دے۔ آمین۔''

☆.....☆.....☆

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اسکالرشِپ تو نہ ملنی تھی نہ ملی مگر عبداللہ کو شام میں نوکری مل گئی، یونیورسٹی کے ساتھ قائم دھوبی گھاٹ پر۔

دن بھر پڑھنا اور رات بھر کپڑے دھونا، اتنے پیسے مل جاتے کہ عبداللہ فیس جمع کروا دیتا اور ایک آدھ وقت کچھ کھا بھی لیتا۔

کم کھانے کی عادت تو گھٹی سے ملی تھی لہٰذا اگر ایک وقت بھی کھانا مل جائے تو غنیمت تھا۔

پہلا سمسٹر ختم ہوا، عبداللہ کا 4 میں سے 4 GPA آیا تو سب کو پتہ چلا گڈری کا لعل کسے کہتے ہیں۔ جہاں کچھ دوست بنے وہاں بہت سے دشمن بھی۔

دیکھ، تو پوزیشن مت لایا کر۔ ایک روز ایک بڑے باپ کی اولاد نے راستہ روک کے عبداللہ سے کہا۔

اس کے باپ کو سب پیر صاحب کے نام سے جانتے تھے اور ان کی یونیورسٹی اور معاشرے میں ''خدا ترسی'' کی وجہ سے بڑی شہرت تھی۔ عبداللہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا کیوں؟

کیونکہ تو مزارع کی اولاد ہے اور ہم پیرزادے ہیں، گھر والے مذاق اڑاتے ہیں کہ مزارع کا بچہ ٹاپ کر رہا ہے اور تم لوگ فیل آ رہے ہو، اب اگر تیری پوزیشن آئی تو ٹانگیں توڑ دیں گے۔

عبداللہ نے پورا عزم کر لیا کہ اگلے سمسٹر میں پوزیشن نہیں لے گا، کیونکہ اگر اس بار پٹا تو یہاں سے بھی باہر ہو گا اور ابا تو مار ہی ڈالے گا۔ فضلو نے تو اب پیسے بھی مانگنا شروع کر دیئے تھے عبداللہ سے، کہ اکلوتے بیٹے سے نہ مانگے تو کس سے مانگے؟

مگر عبداللہ کا تو اپنا گزارہ مشکل سے ہوتا تھا، مانگے کی کتابوں سے تو بھلا وہ گھر پیسے کیسے بھیجتا؟

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

خیر اگلے امتحانات آئے ،عبداللہ نے جانتے بوجھتے ہوئے صرف آدھے سوال حل کیے حالانکہ اسے پورا پیپر آتا تھا تا کہ پوزیشن نہ آئے صرف پاس ہو جاؤں۔

مگر اللہ کا کرنا ایسا کہ باقی کسی سے وہ آدھے سوال بھی حل نہ ہوئے اور بُرے مارکس کے باوجود اس کی پوزیشن آ گئی۔

پہلا سمسٹر GPA4 پہلی پوزیشن، دوسرا سمسٹر GPA2.8 پہلی پوزیشن ،اب بے چارہ کیا کرے اور کہاں جائے؟

پیر صاحب کے بچے اور اس کے دوست جہاں دل چاہتا عبداللہ کو روک لیتے ،کبھی نوٹس پھاڑ دیتے تو کبھی چپل اتروا لیتے ۔عبداللہ صرف ایک درخواست کرتا کہ مجھے عینک سنبھالنے دو کیونکہ یہ میں Afford نہیں کر سکتا، اب مارو۔اور یوں پِٹ پِٹ کے دو سال آخر پورے ہونے ہی لگے۔

شاگرد تو شاگرد، عبداللہ اپنے استادوں کے بھی کان کترنے لگا۔تیسرے سمسٹر میں کمپیوٹر کی مشہور کمپنی نے پروگرامنگ کے مقابلے کروائے ،عبداللہ کی پاکستان بھر میں دوسری پوزیشن آ گئی۔

☆.....☆.....☆

www.iqbalkalmati.blogspot.com

آج عبداللہ کی زندگی کا بڑا اہم دن تھا، آج اس کے بیچلرز پروگرام کا آخری پرچہ تھا، آج کے بعد نہ اس نے کبھی پٹنا تھا نہ کپڑے دھونے تھے۔ اس کا موڈ تھا پرچہ کرتے ہی سیدھا پھوپھی کے گاؤں جاؤں گا اور نتیجہ نکلتے ہی شہر میں کوئی نوکری کرلوں گا۔ پرچے بھی اس نے آخری سمسٹر میں پورے کیے تھے کہ رزلٹ کے بعد کسی سے ملنے کا موقع کہاں آنا تھا؟

عبداللہ پورے انہماک سے پرچہ کر رہا تھا، پرچہ خاصا مشکل تھا مگر عبداللہ کے لیے نہیں، اتنے میں باہر شور اٹھا، باقی تمام طلباء نے پرچے کو آؤٹ آف کورس قرار دیتے ہوئے کاپیاں پھاڑیں اور پرچے کا بائیکاٹ کرتے ہوئے باہر چلے گئے۔ عبداللہ نے کسی کی فکر کبھی کی تھی جواب کرتا۔ اس نے سر جھکا کے خاموشی سے جلدی جلدی پیپر کیا اور باہر نکل گیا۔

باہر آیا تو جیسے میلہ لگا ہوتا ہے، لڑکے، ان کے ہاتھوں میں ڈنڈے اور لاٹھیاں اور سامنے معافی مانگتے ہوئے اساتذہ اور اسٹاف۔

اتنے میں کنٹرولر آف ایگزامینیشن آئے اور اعلان کیا کہ کیونکہ ایک بچے نے پرچہ مکمل حل کر کے جمع کروادیا ہے اس لیے پیپر Count ہوگا۔ اس کا جو رزلٹ آئے گا سو آئے گا آپ سب فیل۔ اور یہ کہہ کر وہ چلے گئے لڑکوں کو یہ معلوم کرنے میں دیر نہ لگی کہ وہ بچہ کون تھا؟

عبداللہ شکرانے کے نفل ادا کرنے مسجد میں داخل ہو ہی رہا تھا کہ ''پیر صاحب'' کے بچوں اور اس کے دوستوں نے اسے دبوچ لیا۔

بس پھر کیا تھا، مار، گھونسوں، لاتوں، لاٹھیوں اور مکّوں کی وہ تکرار کہ پوری یونیورسٹی اس شور سے گونج اٹھی، عبداللہ کی حالت دیکھ کر اس کے دشمن بھی رو پڑے، لاٹھی مار کے سر خونم خون کر دیا، پانچ پسلیاں توڑیں، پاؤں کے انگوٹھے کا ناخن کھینچ کے باہر نکال دیا اور جاتے جاتے ہاتھ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کی انگلیاں لکڑی کی مدد سے توڑ گئے۔

کوئی جگہ ایسی تھی نہیں جسم پر جہاں زخم نہ آیا ہو، جب غصہ رفو ہوا تو سب لڑکے عبداللہ کو مردہ سمجھ کے چھوڑ کے بھاگ گئے۔ جب تک ہوش رہا عبداللہ صرف ایک ہی بات دہراتا رہا۔ ''اللہ پوچھے گا۔''

کچھ اساتذہ اور بچوں نے مل کے عبداللہ کو یونیورسٹی کی گاڑی میں ڈالا اور اس کے گھر پہنچایا۔

سات دن بعد عبداللہ کو سرکاری ہسپتال کے بستر پر ہوش آیا، ابا کو 20 ہزار روپے ادھار لینا پڑا اس کی زندگی بچانے کے لیے۔

عبداللہ نے ایک آہ کے ساتھ آنکھ کھولی تو ماں کا روتا ہوا چہرہ سرہانے پایا، ماں کا غم ہلکا کرنے کو وہ مصنوعی ہنسی کے ساتھ گویا ہوا:

اماں مرا تھوڑی ہی ہوں ابھی زندہ ہوں، تو رو کیوں رہی ہے؟

عبداللہ تو مر ہی جاتا تو اچھا ہوتا، اس عمر میں بوڑھے باپ کو یہ دن تو نہ دیکھنے پڑتے۔

پیر صاحب نے پولیس بھیج دی تھی، محلے والوں نے بڑی مشکل سے ''معافی نامہ'' دے کر جان چھڑائی ہے۔

پیر صاحب نے چار گھنٹوں تک گھر کی صفائی بھی کروائی۔

عبداللہ اس سے اچھا ہوتا کہ تو پیدا ہی نہ ہوا ہوتا۔ اور ماں روتے روتے کمرے سے باہر نکل گئی۔

عبداللہ نے آسمان کی طرف نظر کی اور مسکراتے ہوئے شعر پڑھا ؎

وہ کیا کرے جو تیری بدولت نہ ہنس سکا
اور جس پہ اتفاق سے آنسو حرام ہیں

عبداللہ نے شعر ابھی پورا کیا ہی تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور سر عبدالرحمٰن اور چاچا دینو دونوں چلتے ہوئے آئے۔ عبداللہ نے پوری کوشش کی کہ اٹھ کے ان کا استقبال کر سکے مگر جسم نے ساتھ نہ دیا۔ اس نے پھر مسکراتے ہوئے شعر پڑھا ؎

اے درد تو ہی اُٹھ کہ وہ آئے ہیں دیکھنے
تعظیم کی مریض میں طاقت نہیں رہی

عبدالرحمٰن صاحب اور چاچا دینو نے خوب پیار کیا اور ڈھیر ساری دعائیں دیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عبداللہ نے چاچا دینو سے پوچھا، چاچا کوئی موٹی سی بددعا بتا کہ مانگوں اور سامنے والوں کا بیڑہ غرق ہو جاوے۔

چاچا نے سنتے ہوئے کہا بیٹا معاف کر دے، ایسے نہیں کہتے۔

نہیں چاچا میں سنجیدہ ہوں، اتنی دعائیں بتاتا ہے بغیر پوچھے ہی، ایک بددعا بھی سِکھا دے پوچھنے پر۔

عبداللہ! چپ سے بڑی بددعا کوئی نہیں ہوتی، جب بندہ بولتا ہے نہ تو قدرت خاموش رہتی ہے جب بندہ چپ ہو جاتا ہے تو قدرت انتقام لیتی ہے اور اس کا انتقام بہت برا ہے۔

عبداللہ نے سمجھنے نہ سمجھنے کی کیفیت میں التجائیہ نظروں سے عبدالرحمٰن صاحب کی طرف دیکھا، انہوں نے اشکبار آنکھوں سے یہ آیت پڑھی:

﴿ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾

[سورۃ الانعام ۶:۴۵]

''غرض ظالم لوگوں کی جڑ کاٹ دی گئی اور سب تعریف اللہ رب العالمین ہی کیلئے ہے۔''

☆.....☆.....☆

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کچھ دن بعد لڑکھڑاتے ہوئے عبداللہ ہسپتال سے اپنے گھر میں داخل ہو رہا تھا۔

ابا! تو نے معافی کس بات کی مانگی، مارا تو انہوں نے تھا، تو اتنا غریب اور ڈرپوک کیوں ہے؟

دیکھ ابّا، آپ میرے ماں باپ ہو، مجھے عزیز ہو، مگر جس طرح زندگی آپ گزار رہے ہو اور مجھے دے رہے ہو مجھے یہ زندگی نہیں چاہئے۔

اسی کا نام زندگی ہے تو میں آج اسے اپنے ہاتھوں سے ختم کر دوں گا۔

نہ آپ ڈھنگ سے روٹی دے سکتے ہو نہ کپڑے نہ چھت، نہ ہی میری حفاظت کر سکتے ہو اور نہ ہی ان لوگوں کے خلاف پرچہ کر سکتے ہو جنہوں نے ساری یونیورسٹی کے سامنے مجھے مارا۔

میں آج دریائے سندھ پہ جا کے خودکشی کروں گا اور جب خدا کے پاس پہنچوں گا تو خود اپنے اللہ سے بات کروں گا۔

یہ گفتگو سن کے فضلو اور عبداللہ کی ماں رونے لگی اور روتے روتے کہنے لگی نہ میرے لعل ہمیں معلوم ہے قصور تیرا نہیں ہے، یہ تو تیری قسمت ہی ایسی ہے۔

تو محنتی تو ہے نا، تو بس محنت کئے جا اور ایک دن تو ضرور کامیاب ہو جائے گا، سکس پھول [Successful] بن جاؤے گا۔

اس جملے نے عبداللہ کی سوچ کا دھارا کہیں اور بدل دیا۔ ابا کیا مطلب، کامیابی [Success] کسے کہتے ہیں؟ میں ایسا کیا کروں کہ تو فخر سے کہے کہ میرا بیٹا کامیاب ہو گیا۔

بتانا اور میں بالکل ویسا ہی کروں گا۔

دیکھ عبداللہ! پاکستان میں 99 فیصد مسائل پیسے سے حل ہو جاتے ہیں تو اگر لاکھ روپے مہینہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کما لے تو میں سمجھوں گا تو کامیاب انسان ہے۔

ابا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا، لاکھ کبھی خواب میں بھی دیکھے ہیں؟

خیر عبداللہ نے کاغذ پنسل نکالا اور زخمی انگلیوں سے کسی نہ کسی طرح لکھ ہی ڈالا کہ لاکھ روپے مہینہ کمانا ہے۔

اچھا اماں، تو بتا، تو کسے کامیابی کہتی ہے، تیرے لیے کیا کروں۔

بیٹا مجھے پیسہ ویسہ نہیں چاہئے، تیری خوب صورت سی دلہن ہو اور میرے خوب صورت سے پوتے، مجھے اس دنیا سے اور کچھ نہیں چاہئے۔

عبداللہ نے یہ بھی لکھ دیا کہ خوب صورت لڑکی سے شادی کرنی ہے اور بچے پیدا کرنے ہیں۔

پھر اس کے بعد تو جیسے عبداللہ کے ہاتھ میں مشغلہ آ گیا، وہ جگہ جگہ جاتا اور سب سے پوچھتا کہ کامیابی [Success] کیا ہے میں ایسا کیا کروں کہ آپ سب لوگ کہنے پر مجبور جائیں کہ میں کامیاب ہوں؟

محلے والے، مسجد والے، چوھدری صاحب، اساتذہ، جنہوں نے مارا تھا، پیر صاحب الغرض ہر وہ بندہ جس سے عبداللہ بات کر سکتا اس سے وہ یہی ایک سوال پوچھتا رہا۔

پیر صاحب نے کہا جس دن تو یہاں گاڑی میں بیٹھ کر آئے گا میں سمجھوں گا تو کامیاب ہے۔

کسی نے راڈو کی گھڑی بتائی تو کسی نے کوئی گاڑی، کسی نے ملک کی مشہور یونیورسٹی میں جانے کا نام لیا تو کسی نے کتاب لکھنے کو کامیابی ٹھہرایا، کسی نے امریکہ اور کینیڈا میں جانے کو کامیابی کہا تو کسی نے M.I.T سے پڑھنے کو، کسی نے ناسا میں کام کو کامیابی بتایا تو کسی نے کوئی بڑی اسکالرشپ کا نام لیا، کسی نے سعودی عرب کا نام لیا تو کسی نے جزیرہ ہوائی کا، الغرض جتنے منہ اتنی باتیں۔

عبداللہ کے پاس کوئی لگ بھگ 200 کے قریب وضاحتیں جمع ہو گئیں اس ایک لفظ ''کامیابی'' کی جسے آس پاس کے لوگ اور ہمارا معاشرہ ''کامیابی'' گردانتا ہے۔

☆.....☆.....☆

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عبداللہ نے آج رات اللہ کو پھر خط لکھا:

''میرے پیارے اللہ سائیں!

اللہ سائیں، تو جانتا ہے کہ کیا ہوا، کس نے کب کب مارا، کیوں کیوں مارا، کس لیے مارا، تو تو ہے میں میں ہوں۔

میرے مالک! میں نے تو کہا تھا کہ مجھے اپنی قدرت کا مظہر بنا دے، یہ کیا کیا تو نے کہ عذاب کو بھی شرم آئے، میرے مالک یہ اگر میرے گناہوں کی سزا ہے تو معاف کر دے، سخی کی شان ہوتی ہے کہ وہ پکڑے تو چھوڑ دیا کرتا ہے۔

اگر تو آزمائش ہے تو یا الٰہی مجھے کب دعویٰ ہے طاقت کا، میں تو ایک غریب، کمزور اور مفلوک الحال شخص ہوں، کچھ اگر ہے عمر بھر کے سرمائے میں تو تجھ پر یقین، تیری محبت، تیرا نام۔

تو اگر چاہے تو ذلیل کروا دے، چاہے تو عزت دے دے، میں شکایت نہیں کروں گا، مگر التجا ہے دو جہاں، کل کائنات کے سرکار، میری سن، مجھے عزت دے دے، تیرے لیے کیا مشکل کہ تو کم تر چیزوں میں سے عزت دے دے، حقیر کو تاج پہنا دے اور لوگ اسے بادشاہ سمجھتے ہوئے تالیاں بجائیں۔

یا الٰہی، اب زندگی کا مقصد 198 چیزیں ہیں جو دنیا والوں نے لسٹ میں لکھوائی ہیں۔ یہ میری زندگی کا مقصد، یہی ترجیحات اور یہی To Do List [TDL] ہے۔

بظاہر یہ سب ناممکنات میں سے ہیں، ہزار روپے ماہانہ سے لاکھ روپے ماہانہ پر جمپ، پیدل سے گاڑی، اور ایسے شخص کا امریکہ جانا جسے آج تک ٹرین میں بیٹھنا نصیب نہ ہوا ہو، ایک دیوانے کی بڑ ہی تو ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کون مانے گا کہ یہ لسٹ یا ان میں سے 10 فیصد بھی پوری ہوسکتی ہیں اے میرے مالک!
اپنے آپ کو دیکھتا ہوں تو سانسیں بھی اُدھار لگتی ہیں، تجھ پہ نظر کرتا ہوں تو یہ لسٹ ہیچ نظر آتی ہے۔
تو کروادے پوری، اپنی شان سے، بلاوجہ کروادے، تو بول دے کُن، فیکون ہوجاوے گا، تو دینے والا بن میں لینے کو بے تاب بیٹھا ہوں۔
اے میرے مالک! میں تیرا نام لے کے شرط لگانے جارہا ہوں دنیا سے، دیکھ رسوا نہ کروائیو یہ بے نام تیرے نام پہ اِتراتا ہے، لاج رکھ لے۔ اگر تو نے لسٹ پوری کروادی اور مجھے [Successful] بنادیا تو میرا وعدہ جو تو کہے گا وہ کروں گا اور اس کے خلاف کچھ بھی نہ کروں گا، میرا وعدہ ہے میرے مولا۔
یہ عبداللہ کا وعدہ ہے اپنے اللہ سے۔
میرے اللہ میں یہ لسٹ اس خط کے ساتھ منسلک کررہا ہوں۔
تو وفا کیجیو میرے رب۔ بس تجھ سے ہی وفا کی اُمید ہے آمین! ثم آمین!

☆.....☆.....☆

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کچھ ہی روز بعد نتیجے کا اعلان ہوا، عبداللہ کی یونیورسٹی میں سیکنڈ پوزیشن آئی۔ اس نے یہ جاننے کی زحمت ہی نہ کی کہ فرسٹ کون، کیونکر اور کیسے آیا۔

ابا سے 300 روپے لیئے، اور شہر روانہ ہو گیا۔

اب ماسٹرز میں داخلہ بھی لینا تھا اور جاب بھی ڈھونڈنی تھی اور رہنے کا انتظام بھی کرنا تھا۔ 300 میں سے 60 روپے کرائے میں چلے گئے تھے بس کے۔

جس یونیورسٹی نے بی فارمیسی میں داخلہ نہیں دیا تھا وہاں جانے کا من نہیں ہوا، پرائیویٹ یونیورسٹیز کی فیس اتنی زیادہ کہ داخلے کا سوچ بھی نہ سکتا تھا، ایسے میں ایک پرائیویٹ یونیورسٹی کا اشتہار نظر آیا جسے کمپیوٹر لیب میں اسٹنٹ درکار تھا، پیسے بچانے کی غرض سے کوئی چار میل پیدل چل کے پہنچا تو حلیہ بہت خراب تھا۔

پاؤں میں گرد آلود چپل، شلوار قمیص اور سادگی، پرائیویٹ یونیورسٹی کے انفارمیشن ڈیسک پہ بیٹھی خاتون نے ایسے بات کی کہ جیسے وہ کوئی فقیر ہو۔

میم، داخلہ فارم دے دیں M.Sc میں ایڈمشن کا۔

ہزار روپے کا ہے، آپ کے پاس پیسے ہیں۔

جی نہیں۔

تو بیٹا فارم خریدنے کے پیسے تو ہے نہیں تو فیس کہاں سے دو گے؟

پتہ نہیں۔ اچھا آپ کے پاس لیب اسٹنٹ کی جاب آئی ہے؟

ہاں! مگر تمہاری جاب کے کوئی آثار نظر نہیں آتے۔

کیوں؟

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اپنا حلیہ دیکھا ہے؟

وہ تو میں سفر سے آ رہا ہوں نا، میں ٹھیک کر لوں گا۔

اچھا بیٹھو، ابھی لیب انچارج آتے ہیں تو میں بات کراتی ہوں تمہاری۔

آپ کے پاس واش روم ہے، عبداللہ نے تھوڑی دیر بعد کہا تو میم نے اسٹاف واش روم کی طرف اشارہ کر دیا اور عبداللہ جھٹ گھس گیا کہ انٹرویو سے پہلے ہاتھ منہ دھو لے۔

واش روم میں بھی وہ دعا ہی مانگ رہا تھا۔

''یا اللہ! ان جلاّدوں کے دل میں رحم ڈال، جاب دلا دے تو بعد میں پڑھائی کی بھی کوئی صورت نکلے، تو رحم کر میرے اللہ، وعدہ یاد ہے نا! مجھے بھی یاد ہے۔''

عبداللہ اپنی دھن میں مگن مانگے جا رہا تھا اور اسے خبر بھی نہ ہوئی کہ کب کون ساتھ والے واش روم میں آیا اور چلا بھی گیا۔

عبداللہ باہر نکلا تو وہ میم صاحب گرم ہو گئیں۔

تمہارے باپ کا گھر ہے، جا کر بیٹھ ہی گئے۔ رفیع صاحب آئے تھے انہوں نے تمہیں دیکھ لیا ہوگا تو کیا کہیں گے، وہ یونیورسٹی کے ریکٹر ہیں، اور غصے کے بہت تیز۔ دفع ہو جاؤ اب یہاں سے۔

عبداللہ کی تو جیسے جان ہی نکل گئی، اس نے ابھی مین گیٹ سے باہر قدم ہی رکھے تھے کہ سکیورٹی گارڈ بھاگتا ہوا اس کی طرف آیا۔

عبداللہ کے ہاتھ اور پاؤں منجمد ہو گئے، صرف دل سے اتنا نکل سکا، اللہ اب نہ پٹوائیو، زبان تو گنگ ہو گئی تھی۔

چلو، تم کو بڑے صاحب نے بُلوایا ہے۔

ک ک کس کو؟

تمہیں لڑکے اور کسے؟

اور یہ کہہ کر گارڈ تقریباً عبداللہ کو پکڑ کر ریکٹر آفس میں لے گیا۔

سامنے کوئی پچاس برس کے انتہائی حلیم پرسنلٹی والے صاحب بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مسکرا کر دیکھا اور کہا بچے کیا نام ہے آپ کا؟

عبداللہ اتنا پریشان ہوا کہ اس کے منہ سے ریکٹر کا نام نکل گیا۔

رفیع، جی رفیع، اوہ میرا مطلب ہے عبداللہ۔

آج زندگی میں پہلی بار عبداللہ کو کسی نے ''آپ'' کہہ کر مخاطب کیا تھا۔

بیٹھ جاؤ، چائے پیئو گے؟

نن نن نہیں، میں ٹھیک ہوں۔

مگر ریکٹر صاحب نے چائے اور بسکٹ لانے کا کہہ دیا۔

جب تک عبداللہ چائے اور اس میں بسکٹ ڈبو ڈبو کر کھاتا رہا وہ چپ چاپ اسے دیکھتے رہے۔

جب عبداللہ فارغ ہوا تو کہنے لگے۔ کیوں آئے ہو آج یونیورسٹی میں۔

اور عبداللہ نے ایک سانس میں جاب اور پڑھائی دونوں کی کتھا سنا دی۔

کام تو ہم تمہیں دے دیں گے مگر کیا کر بھی لو گے؟

عبداللہ نے اپنی تعلیمی اسناد سامنے رکھ دیں اور کہا کہ سر کمپیوٹر پروگرامنگ جیسے مجھے آتی ہے شاید ہی دنیا میں کسی کو آتی ہو۔

ٹھیک ہے، کل سے کام پر آجاؤ، صبح نو سے چار بجے تک کام اور شام 4:30 بجے سے 8 بجے تک شام کی کلاسوں میں ماسٹرز کر لو۔

فیس میں نے معاف کر دی ہے، تنخواہ چھ ہزار روپے مہینہ بولو! منظور ہے؟

آپ مذاق تو نہیں کر رہے؟

نہیں، میرے پاس اتنا ٹائم نہیں ہوتا۔

جی، میں حاضر ہو جاؤں گا، اب اجازت۔

اچھا سنو! رہتے کہاں ہو؟

جی، ابا کے دوست ہیں فلاں جگہ پر ان کے پاس کچھ دن گزاروں گا۔

اوہو، وہ جگہ تو یہاں سے کوئی 60 میل دور ہے۔

تم لائبریری میں سو سکتے ہو؟

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جی بالکل۔ میں جھاڑو لگا کے صاف بھی کر دیا کروں گا۔

نہیں جھاڑو لگانے والے بہت ہیں، ٹھیک ہے کل آؤ پھر کچھ سوچتے ہیں۔

عبداللہ پھولا نہیں سما رہا تھا، شہر میں پہلا دن، جاب اور پڑھائی اور رہائش سب مل گئے۔

آج اسے رَبِّ اِنِّـــی والی دعا کا اِدراک ہوا۔ پوری رات مسجد میں بیٹھا اپنے اللہ سائیں کا شکر ادا کرتا رہا۔

☆.....☆.....☆

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کچھ روز بعد ریکٹر صاحب آئے تو عبداللہ لائبریری میں رات کے وقت کتابیں سر کے نیچے رکھ کے لیٹا ہوا تھا۔ ریکٹر صاحب نے بلایا اپنی گاڑی میں بٹھایا اور بازار لے گئے۔

پینٹ شرٹس، ٹوپی، بنیان، بیلٹ جوتے، پرفیوم اور پین کیا نہیں تھا جو انہوں نے نہ دلایا ہو۔

عبداللہ کی تو باچھیں ہی کِھل گئیں، Cross کا پین، Mark & Spencer کی شرٹس اور Levis کی جینز۔

اور یوں عبداللہ کی نوکری اور پڑھائی چلتی رہی۔

تین سالوں کے عرصے میں عبداللہ نے ماسٹرز بھی کرلیا امتیازی نمبروں کے ساتھ، اور نوکری میں ترقی کرتا ہوا لیکچرار بھی بن گیا اسی یونیورسٹی میں۔

مگر ان تین سالوں میں وہ یونیورسٹی سے سوائے جمعہ یا عید پڑھنے کے کبھی باہر نہیں گیا۔

ماں، باپ اور سر عبدالرحمٰن سے فون پر بات ہو جاتی اور پھوپھی اور چاچا دینو سے خط کے ذریعے۔

کچھ سالوں سے چاچا دینو، ہر سال حج پر جا رہے تھے، پورے سال پیسے جمع کرتے، کم پڑ جاتے تو عین موقع پر کوئی پیسے دے دیتا اور چاچا دینو یہ جا وہ جا۔

ایک دن عبداللہ نے خط میں ان سے پوچھا۔

چاچا، گورنمنٹ کا کوٹہ ہوتا ہے، تم ہر سال ایک آدمی کی سیٹ مارتے ہو، فرض تو ایک بار ہوتا ہے نا تم بار بار کیوں جاتے ہو؟

اگر کوئی آدمی نہ جا سکا اور مر گیا اگلے سال سے پہلے تو گناہ تمہاری گردن پر ہوگا۔

چاچا دینو کا جواب ملا:

''بیٹا میں تو فارم جمع کروا دیتا ہوں، ہر سال قرعہ اندازی میں میرا نام ہی کیوں نکلے ہے؟ وہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بلاوے ہے تو جاوں نا؟

خود سے تھوڑا ہی جاتا ہوں!۔''

اس سال عبداللہ نے چاچا دینو کے ساتھ اپنے باپ کو بھی حج پہ بھیج دیا، اب اس کی تنخواہ لگ بھگ 20 ہزار کے قریب ہو چکی تھی، ابا حج سے آیا تو اعلان کیا کہ اس کے گروپ میں شہر کے کوئی صاحب تھے اور ان کی لڑکی سے عبداللہ کی شادی پکی کر آئے ہیں۔

عبداللہ نے جھٹ اپنی TDL کھولی۔''خوب صورتی'' کی کنفرمیشن کرائی اپنی ماں سے اور شادی کر لی بِنا لڑکی کو دیکھے بِنا نام پوچھے۔

بینا عبداللہ کی دلہن کا نام تھا جسے وہ پیار سے بلّو بلاتا تھا۔

شبِ عروسی میں گھونگھٹ کھول کے عبداللہ نے یہ شعر پڑھا۔

تو نے چھو کر مجھے پتھر سے پھر انسان کیا
مدتوں بعد میری آنکھ میں آنسو آئے

بلّو نے عبداللہ کو اِک نئی زندگی سے روشناس کرایا، وہ اچھے گھر سے آئی تھی اور عمر بھی صرف سولہ سال کی تھی، عبداللہ اس وقت بمشکل اکیس، بائیس کا ہی تھا۔ بلّو نے عبداللہ کو بڑے ہوٹلوں میں کھانا، اچھا پہننا اور انگریزی سِکھائی۔ اور عبداللہ کچھ ہی روز میں مریضِ عشق بن گیا۔

کہاں تک در بدر پھرتے رہیں گے
تمہارے دل میں گھر کرنا پڑے گا

ہنی مون کے لیے وہ بیوی کو لے کر کشمیر چلا گیا، زندگی میں پہلی بار اتنی ساری خوشیاں اتنے تواتر سے ملی تھیں کہ عبداللہ کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ انہیں ہینڈل کیسے کرے۔

وہ ہر بات پہ بلّو کو ایک شعر سناتا اور وہ شرما کے دہری ہو جاتی۔

بیٹھے رہو ایسی بھی مصور سے حیا کیا
کاہے کو کھینچے جاتے ہو تصویر سے پہلے

کچھ ہی عرصے بعد عبداللہ ایک پیارے بیٹے کا باپ بن گیا، جس کا نام اس نے اپنے استاد کے نام پر عبدالرحمٰن رکھ دیا، اور یوں TDL سے ایک کام اور کٹ گیا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عبداللہ نے اب دنیا بھر کی اسکالرشِپ اور ملک کی مایۂ ناز یونیورسٹیز میں داخلے کے لئے Apply کرنا شروع کر دیا۔

روزاخبار میں سے تراشے نکالتااوررات بھرآفس سے ملنے والے لیپ ٹاپ پہ کام کرتا رہتا۔اسی اثنامیں اس نے مختلف رسائل میں کمپیوٹرسائنس پرلکھنا بھی شروع کر دیا۔

پڑھانے کی کوئی فکراسے تھی نہیں کہ کمپیوٹر کے دس سے اوپرمضامین کی کتابیں اسے منہ زبانی یادتھیں،صرف ایک مارکراور بورڈ چاہئے اورعبداللہ شروع۔

یونیورسٹی میں اس کی پہچان بہترین ٹیچر کے طور پر ہوتی جوطالب علموں کے تمام سوالات کے جواب دیتا۔

اب آہستہ آہستہ عبداللہ یونیورسٹی کی سینئر مینجمنٹ میں مقام بنانے لگا تھا۔

آج عبداللہ کوملک کی سب سے بڑی یونیورسٹی سے فون کال آئی۔

جی آپ نے ہمارے Ms leading to Phd پروگرام میں اپلائی کیا ہے،مگرآپ کے 40 کریڈٹ ہاورزکم ہیں۔گورنمنٹ نے کچھ عرصہ پہلے بیچلرز پروگرام چارسال کا کر دیا ہے جب کہ آپ نے دوسال کا کیا ہے۔

تو آپ کے ماسٹرز کے کورسز ملانے کے باوجودآپ کی 40 کریڈٹ ہاورزکم ہیں آپ انہیں مکمل کر کے اگلے سال پھراپلائی کیجئے گا۔

ہماری یونیورسٹی کے انتخاب کاشکریہ!

یااللہ!یہ کیامصیبت ہے؟دوسال میں یہ حال ہواتھااگرچارسال لگاتاتوجنازہ ہی نکل جاتا۔اب یہ یونیورسٹی TDL لسٹ پربھی تھی،چھوڑتو سکتانہیں تھا۔تو عبداللہ نے اسی یونیورسٹی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

میں جہاں کام کرتا تھا وہ یک اینڈ زپر ایگزیکٹو پروگرام میں داخلہ لے لیا۔

ایک سال میں ایک ماسٹرز اور کرلیا، یہ بھی کمپیوٹر سائنس میں۔

اگلے سال پھر ایڈمیشن نہ ملا، آٹھ کریڈٹ ہاورز کا فرق رہ گیا، اب عبداللہ نے شہر کی ایک اور یونیورسٹی میں شام میں ماسٹرز پروگرام میں داخلہ لے لیا، کمپیوٹر سائنس پہ اتنا عبور تھا کہ کلاس لے یا نہ لے کوئی فرق نہ پڑتا تھا۔ اس بات کو نئی یونیورسٹی کے وائس پریزیڈنٹ نے فوراً نوٹ کرلیا ان کا نام تھا ڈاکٹر حیدر۔

ایک دن عبداللہ کو اپنے آفس میں بلایا اور کہا کہ ''میاں، کیوں ٹائم ضائع کر رہے ہو، عبداللہ نے سارا ماجرا کہہ سنایا، کہنے لگے اس سال اپلائی کرو تو Recommendation لیٹر مجھ سے لکھوالینا۔

پتہ نہیں انہوں نے ایسا کیا لکھا کہ بڑی یونیورسٹی میں داخلہ بھی ہوگیا اور 100% اسکالرشپ بھی مل گئی اور ساتھ میں Teaching Assistant کی جاب اور 15 ہزار تنخواہ بھی۔

اب ایک طرف TDL کا ایک ٹاسک تو دوسری طرف لگی لگائی جاب، بیوی، بچہ، یہاں تنخواہ لگ بھگ کوئی 60 ہزار روپے ہو چکی تھی۔ مگر عبداللہ نے جوٹھان لی سوٹھان لی۔ اپنی بلّو سے مشورہ کیا، اس نے کیا کہنا تھا ہاں میں ہاں ملادی اور یوں عبداللہ نے استعفیٰ جمع کروادیا۔

ڈر تھا تو صرف ایک کہ رفیع صاحب کا سامنا کیسے کرے گا کہ وہ احسان کرنے والے تھے، انہوں نے منع کردیا تو کیا ہوگا۔ آج عبداللہ جو کچھ بھی تھا وہ اوپر اللہ اور نیچے رفیع صاحب کی ہی بدولت تو تھا۔

آج وہ رفیع صاحب کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔

انہوں نے کہا:

دیکھو عبداللہ تم جانتے ہو کہ تم مجھے کتنے عزیز ہو، میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ تم جذباتی کوئی فیصلہ نہ لو، تمہاری عمر کیا ہے؟

سر 23 سال۔

اور تنخواہ؟

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سر 60 ہزار کے لگ بھگ۔

اللہ کے بندے، اس عمر میں یہ تنخواہ، خوبصورت بیوی اور بچہ، لائف سیٹ ہے اور تم استعفیٰ دے کر پھر سے طالب علم بننے کا سوچ رہے ہو۔ This is Financial Suicide

جی سر بالکل، کسی سے شرط لگا بیٹھا ہوں جانا ہوگا۔

کسی سے شرط لگائی ہے، میں بات کرتا ہوں اس سے۔

نہیں سر رہنے دیں، بس اجازت مرحمت فرمادیں، اللہ آپ کا بھلا کرے گا۔

چلو میں تمہیں ایک آفر دیتا ہوں، تم مجھ سے پانچ سال کا Contract سائن کرلو، میں تمہاری تنخواہ بڑھا کے ایک لاکھ کر دیتا ہوں، مگر پانچ سال تک پھر جانے کا نام نہیں لینا۔

عبداللہ کے سامنے اپنے باپ کے الفاظ گونج اٹھے۔

مگر اس نے دل پر پتھر رکھ کے کہا۔

سر ایک بات بتائیں۔

ایک آدمی کتنے فی صد بچت کرسکتا ہے؟ کیونکہ Economics کا کلیہ ہے:

Expenses are raised to meet the Income.

آپ جتنا زیادہ کماتے ہیں آپ کے خرچے اتنے ہی بڑھ جاتے ہیں۔

کم کمانے والے بسوں میں سفر کرتے ہیں اور ان کے بچے نئی روشنی میں جاتے ہیں، زیادہ کمانے والے جہازوں میں اڑتے ہیں اور ان کے بچے پرائیوٹ اسکولوں میں مہنگی تعلیم حاصل کرتے ہیں، بچتا کچھ نہیں ہے دونوں کے پاس۔

یورپ والے مشہور ہیں بچت کے لیے وہ بھی صرف پانچ فی صد بچا پاتے ہیں۔

دیکھو اگر دھیان سے خرچ کرو تو شاید پچاس فی صد تک بھی بچالو، رفیع صاحب نے کہا۔

سر یہ بتائیں، آپ کے پاس جو امپورٹڈ گاڑی ہے وہ کتنے کی ہے؟

88 لاکھ۔

اچھا اور ڈیفنس کا گھر؟

6 کروڑ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تو سرا گر میں یہ ''شاندار'' جاب پوری زندگی کرتا رہوں اور میری آنے والی سات نسلیں بھی کرتی رہیں تو میں نہ آپ کے جیسا گھر لے سکتا ہوں نہ کار۔ بھاڑ میں جائے ایسی جاب۔

میری منزل کچھ اور ہے سر مجھے جانا ہوگا۔

اور آخر کار ریکٹر صاحب نے استعفیٰ پہ دکھی دل کے ساتھ دستخط کر دیئے۔ وہ پودا جو انہوں نے پانچ سال پہلے لگایا تھا آج ایک تناور درخت تھا۔

☆.....☆.....☆

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نئی یونیورسٹی، نئے لوگ، کم پیسے، عبداللہ ہر چیز کو انجوائے کر رہا تھا، کچھ پیسے بنک میں پسِ پشت ڈال رکھے تھے جن سے گزارہ بڑا اچھا ہو رہا تھا، عبداللہ ہوسٹل میں رہتا تھا اور بیوی بچے ایک کمرے میں پاس ہی ایک گھر میں Paying Guest کے طور پر۔ عبداللہ کو جب بھی ٹائم ملتا وہ یا تو انہیں یونیورسٹی بلا لیتا یا ان کے پاس چلا جاتا۔ بیوی بچے والا وہ شاید ایک ہی طالب علم تھا اپنی کلاس میں۔

☆.....☆.....☆

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اخبار سے عبداللہ کا یارانہ بہت پرانا تھا۔ آج اخبار میں اس کی نظر امریکہ کی مشہورِ زمانہ سینیٹر اسکالرشپ [Senator Scholarship] پر پڑی۔

Eligibilty Criteria میں TOFEL اور GRE شرط تھے اور Subjective GRE کے اضافی مارکس۔

عبداللہ نے تمام اساتذہ اور دوستوں کے منع کرنے کے باوجود اپلائی کر دیا اور TOFEL اور GRE کی تیاری میں لگ گیا۔ سب کا خیال تھا کہ اس اسکالرشپ کے حصول کے لیے بلا مبالغہ ہزاروں لوگ اپلائی کرتے ہیں اور سیٹیں صرف چار۔

عبداللہ نے بڑی محنت سے اسکالرشپ کے مضمون لکھے، اپیلی کیشن لکھی اور Recommendation لیٹرز جمع کروائے۔ ایک اس نئی یونیورسٹی سے، ایک رفیع صاحب سے اور ایک عبدالرحمٰن صاحب سے [اردو میں]۔

نجانے ان لوگوں نے کیا لکھا، یا اپیلی کیشن کے مضامین کا کرشمہ یا کوئی دعا کا نتیجہ کہ عبداللہ شارٹ لسٹ ہو گیا۔ صرف 22 بندوں کو انٹرویو کال آئی پاکستان بھر میں سیٹوں کے لیے اور عبداللہ ان میں سے ایک تھا، عبداللہ دن رات TOFEL اور GRE کی تیاری میں لگ گیا، ایک ہی دن میں دونوں پرچے شیڈول کروا لیئے مگر قدرت کو شاید کچھ اور منظور تھا۔ TOFEL سے تین دن پہلے عبداللہ کی ماں کو ہارٹ اٹیک آ گیا۔

عبداللہ بھاگ کے گاؤں پہنچا، جو جمع پونجی تھی وہ علاج پہ لگ گئی۔

اور ماں کی کچھ حالت بہتر ہوئی تو عبداللہ نے جیسے تیسے پیپرز دیئے۔

اس گہما گہمی اور پریشانی میں نہ تو یونیورسٹی کا رزلٹ کچھ بہتر آیا، یونیورسٹی نے Probation پہ ڈال دیا اور اسکالرشپ کینسل کر دی تو دوسری طرف TOFEL میں واجبی سے مارکس، ہاں GRE میں عبداللہ نے 90% مارکس حاصل کر لئے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

آج عبداللہ اپنی بِلّو کے ساتھ ملک کے دارالحکومت کی طرف سینٹر اسکالرشِپ کے آفس کی طرف جارہا تھا، بس میں سفر کرتے ہوئے اپنی بیوی سے کہنے لگا:

دیکھ بِلّو، یہ تو غلطی سے شاید انہوں نے مجھے کال کرلیا ہے، یہ اسکالرشپ وغیرہ میرے نصیب میں کہاں؟

اس بہانے ہم دونوں امریکن ایمبسی دیکھ لیں گے ورنہ ہمیں وہاں کون گھسنے دے۔

خیر جب تمام Candidates اس بات کی پریکٹس کررہے تھے کہ کیا پوچھیں گے تو کیا بولیں گے اور اپنی ہی جمع کروائی ہوئی درخواستوں کو بار بار پڑھ رہے تھے۔ ایسے میں عبداللہ اور بلّو سارے آفس میں گھوم گھوم کر تصویریں دیکھ رہے تھے اور ہر گورے یا کالے امریکی سے ہاتھ ملا ملا کر فخر محسوس کررہے تھے کہ انہوں نے اپنی زندگی میں اتنے سارے امریکی ایک ساتھ پہلے کبھی نہ دیکھے تھے، عبداللہ کی پروفائل سب سے کمزور تھی۔

سب لوگ بڑے شہروں کے تھے، انگلش میڈیم اسکولوں کے پڑھے ہوئے، ان کی انگریزی اور شاندار تلفظ دیکھ کے ہی عبداللہ کو یقین ہو چلا تھا کہ اس کی دال یہاں نہ گلے گی۔

خیر آخر اس کا نمبر آ ہی گیا۔

کانپتے قدموں، لرزتے ہاتھوں، دھڑکتے دل، لڑکھڑاتی زبان مگر شوخ آنکھوں کے ساتھ دبلے پتلے عبداللہ نے آفس میں قدم رکھا۔

ابھی بمشکل کرسی پر بیٹھا ہی تھا کہ سوال ہوا:

تو آپ امریکہ جانا چاہتے ہیں؟

جی آپ کو کس نے کہا؟

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اسی لیے تو آپ یہاں موجود ہیں؟

دیکھئے جناب، PhD کرنی ہے کیونکہ وہ میری TDL پر ہے، پیسے میرے پاس ہیں نہیں، آپ جہاں چاہیں بھیج دیں بس فیس بھر دیں۔

امریکہ سے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟

جی جنگوں کا شوق ہے یا بندے مارنے کا عراق ہو یا افغانستان۔

کیا آپ کی باتوں سے میں یہ سمجھوں کہ آپ کو امریکہ سے نفرت ہے؟

جناب نفرت تو بڑا بھاری لفظ ہے، مگر مجھے محبت بھی کیسے ہو؟

آپ جانیں دیں، شاید دیکھوں تو محبت ہو جاوے۔

نیشنل ایمرجنسی کی صورت حال میں کس کا ساتھ دو گے؟

جی پاکستان کا، ملک ماں ہوتا ہے اور ماں کا ساتھ کون چھوڑتا ہے۔

ہمیں نہیں لگتا کہ آپ امریکہ جا کر واپس آئیں گے؟

نہیں، ایسا نہیں ہے، مجھے واپس آنا ہے۔

ہم کیوں مان لیں کہ آپ سچ کہہ رہے ہیں۔

کیونکہ میں جھوٹ نہیں بولتا۔

آپ جھوٹ کیوں نہیں بولتے؟

''اللہ پوچھے گا۔''

اور انٹرویو ختم۔ واپسی پر بلّو نے خوب صلوٰتیں سنائیں کہ یہ کیسا انٹرویو دے کر آئے ہو، جھوٹی موٹی تعریف نہیں کر سکتے تھے، عبداللہ نے کہا، میں سچ بولتا تھوڑا ہی ہوں، خود بخود زبان سے نکل جاتا ہے۔

نکل جاتی ہو سچی بات جس کے منہ سے مستی میں
فقیہہِ مصلحت بین سے وہ رندِ بادہ خوار اچھا

کچھ ہفتوں بعد عبداللہ کی کمپیوٹر سائنس پر لکھی ہوئی پہلی کتاب منظرِ عام پر آئی [اور یوں TDL سے ایک آئٹم اور کم ہوا]، اسی روز سینٹر اسکالرشپ میں Selection کا لیٹر ملا،

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عبداللہ کے پاؤں زمین پر نہیں ٹِک رہے تھے، مگر اسی شام اس کی ماں کا انتقال ہو گیا۔ عبداللہ کئی روز روتا رہا، نہیں اللہ سائیں، یہ تو T D L میں تھا نہیں، یہ کیسے ہو گیا، یہ کیوں ہوا، مگر جذبات کا جوار بھاٹا چند ہی دنوں میں معدوم ہو گیا۔ اور یوں عبداللہ امریکہ روانہ ہوا۔

☆.....☆.....☆

www.iqbalkalmati.blogspot.com

امریکہ میں عبداللہ اپنے بیوی بچے کے ہمراہ بڑا خوش تھا، عجیب دنیا تھی وہ تمام برائیاں جو ملکی معاشرے میں اس کے لیے مصیبت بنی ہوئی تھیں وہ تمام خوبیاں بن گئیں۔

سوال پوچھنے پر استاد خوش ہوتے، سچ کو معاشرے میں سراہا جاتا، جھوٹ سے نفرت کی جاتی، ہر بندے کو اسکے حصے کی عزت ملتی، آپ لائن میں کھڑے ہیں تو ہر بندہ لائن میں کھڑا ہے بھلے معاشرے میں اس کا مقام کیا ہی ہو۔

عبداللہ کو احساس ہوا کہ ہم معاشرے میں کسی شخص کی عزتِ نفس کو اتنی بار مجروح کرتے ہیں کہ اس میں خود اعتمادی ہی نہیں رہتی اور وہ پھر جو چاہے وہ کر گزرتا ہے۔

یہاں آ کر عبداللہ کی صحت بہت اچھی ہوگئی۔ اس نے ایک اور ماسٹرز کیا۔

کچھ عرصہ جاب کی، پھر جزیرہ ہوائی میں ایک اسکالرشپ مل گئی وہاں چلا گیا، وہاں سے آیا تو سینٹر اسکالرشپ والوں نے اس کا شاندار اکیڈمک ریکارڈ دیکھتے ہوئے دوسری بار اسکالرشپ دے دی PhD کے لیے۔

اور بالآخر پانچ سال کی دن رات محنت کے بعد عبداللہ کو PhD ڈگری مل گئی۔ اس نے آج پھر چار میں سے چار GPA لے کر یونیورسٹی کے بہترین طالب علم کا اعزاز پایا۔

اس عرصے میں عبداللہ متعدد ملکوں میں گھوما، درجن بھر سے زائد کتابیں لکھیں، مقالہ جات اور ریسرچ پیپرز کی تعداد پچاس سے تجاوز کر گئی، سات Patent اپنے نام کرا لیئے اور ملنے والے Awards کی ایک لمبی لائن تھی جو عبداللہ کے C.V میں ہر اس شخص کا منہ چڑا رہی تھی جو اسے کوڑھ مغز کہتا تھا۔

عبداللہ کو اللہ سائیں نے دو اور بیٹوں سے نوازا۔ اسکالرشپ کی رو سے ابھی عبداللہ کے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

واپس جانے میں چار ماہ تھے۔اسے M.I.T. سے ایک آفر آئی تو کام کرنے وہاں چلا گیا اور وہاں سے اسے سافٹ ویئر ٹیسٹنگ کا ایک پراجیکٹ ناسا میں مل گیا۔تنخواہ تھی 240 ڈالرز فی گھنٹہ۔

کام کرتے ہوئے اچانک ایک دن عبداللہ بھاگتا ہوا گھر پہنچا اور اپنی TDL لسٹ نکالی جو اس نے ایک عرصے سے نہیں دیکھی تھی۔

عبداللہ جوں جوں لسٹ پڑھتا گیا اس کے چہرے کا رنگ اڑتا چلا گیا، یا خدایا، کوئی آئیٹم ایسا بچا ہی نہیں تھا جو ٹِک ہونے سے رہ گیا ہو، آخری چند آئٹم اس نے آج ٹِک کر دیئے۔

عبداللہ گھنٹوں بیٹھا خلاؤں میں گھورتا رہا اور پھر اس کے رونے کی آواز نے اس کی بیوی بچوں کو گہری نیند سے جگا دیا۔

بیوی، جو گواہ تھی اس کے پچھلے دس سالوں کی لگاتار اور انتھک محنت کی، بے قراری سے بولی، کیا ہوا، کیا ہو گیا ہے عبداللہ، سب خیریت تو ہے، تم کیوں رو رہے ہو، بتاؤ تو سہی ہوا کیا ہے، تم تو ایسے کبھی بھی نہ روئے۔

بلّو وہ لسٹ تھی نہ TDL والی، ہاں ہاں کیا ہوا اس کو۔

بلّو وہ مکمل ہو گئی۔

Every Damn Thing got ticked off.

wow تو چلو جشن مناتے ہیں، تم کیا ناشکروں کی طرح رو رہے ہو، چلو اُٹھو باہر جا کے کھانا کھاتے ہیں۔

نہیں بلّو، ہاتھ ہو گیا ہے، کیا مطلب؟

بلّو آدمی کسی چیز کے پیچھے بھاگ رہا ہو اور بھاگتا ہی چلا جا رہا ہو اور وہ چیز اسے مل جاوے تو سکون آتا ہے، قرار ملتا ہے، دِل کا خلا بھر جاتا ہے۔

مگر میرے ساتھ تو ایسا کچھ نہیں ہوا۔

وہ دل کا خلا تھا نہ وہ بڑھ کے گز بھر کا ہو گیا ہے۔یا اللہ میں کیا کروں۔میں شرط ہار گیا، اور اب مجھے وہ کرنا ہے جو تو کہے، مگر اللہ سائیں تیری TDL تو مجھے پتہ ہی نہیں ہے، میں نے کبھی اس پر دھیان ہی نہ دیا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اور اگر دنیا یہی چاہتی تھی مجھ سے تو میں نے وہ سب کچھ کر دکھایا جو دنیا نے، ماں باپ نے، رشتہ داروں نے، عزیز و اقارب نے، دوستوں اور دشمنوں نے مجھ سے چاہا، اب کیا کروں میرے ربا، میں اب مزید زندہ کیوں رہوں؟

آخر میں ہوں کیوں؟

تو نے مجھے پیدا کیوں کیا؟

میری زندگی کا مقصد ہے کیا؟

یارب! دس سال ضائع ہو گئے، تو جانتا ہے اٹھارہ گھنٹے روز کام کیا ہے، عید، بقرعید، رمضان کچھ بھی ہو، بارش یا طوفان میں کام کرتا رہا، نہ ماں باپ پر دھیان، نہ بیوی بچوں کو ٹائم، میں کام کرتا رہا، کتنے آلام و مصائب آئے میں لگا رہا، کتنی خوشیاں آئیں جو میں نے لمحہ بھر کو رُک کے نہیں دیکھیں، میں کام کرتا رہا۔

مگر آج، آج میں پھر خالی ہوں، سب کچھ ملنے کے باوجود میرے اللہ سائیں میں پھر وہیں پہنچ گیا جہاں سے شروع ہوا تھا۔

میں کیا کروں اب؟

میرے اللہ جواب دے۔

ہاتھ الجھے ہوئے ریشم میں پھنسا بیٹھے ہیں
اب بتا! کون سے دھاگے کو جدا کس سے کریں؟

اور یہ کہتے کہتے عبداللہ کو Anxiety کا دورہ پڑا اور اسے ہسپتال میں ایڈمٹ کرنا پڑا۔

وہ تمام تر رعنائیاں، شوخیاں اور امارت کی چیزیں جو کبھی چاہی جاتی تھیں آج عبداللہ کی نظروں میں بے معنٰی ہو گئیں۔ وہ تو شکر ہے کہ لسٹ دس سالوں میں پوری ہو گئی وگرنہ شاید زندگی بھر اسی میں لگا رہتا اور جب فرشتے قبر میں آ کے پوچھتے: فِيمَ كُنتُم

﴿ إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنتُمْ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا فَأُولَئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ﴾ [سورۃ النساء ۴: ۹۷]

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

''جولوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں جب فرشتے ان کی جان قبض کرنے لگتے ہیں تو ان سے پوچھتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم ملک میں عاجز و ناتواں تھے۔ فرشتے کہتے ہیں کہ کیا اللہ کا ملک فراخ نہیں تھا کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے؟ ایسے لوگوں کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بُری جگہ ہے۔''

تو کیا جواب دیتا۔

عبداللہ کی حالت اس جُواری کی سی تھی جو اپنا سب کچھ ہار گیا ہو، ایسے شخص کی جِسے منزل پہ پہنچ کے پتہ لگا ہو کہ یہ منزل اس کی تھی ہی نہیں۔

وہ تمام لوگ جو عبداللہ سے پیار کرتے تھے، اس سے مخلص تھے، جن کی عبداللہ قدر کرتا تھا، ماں باپ، رشتہ دار، دوست واحباب، سب نے مل کے جھوٹ بولا اور اپنے ایجنڈے پہ لگا دیا۔

اب کس پہ یقین کرے، کس سے رجوع کرے، کس کی بات مانے، کس کو دُہائی دے، آج عبداللہ کا کوئی نہیں رہا تھا، وہ بالکل اکیلا ہو گیا تھا۔

☆.....☆.....☆

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عبداللہ نے گھر پہنچ کے جاب سے استعفیٰ دیا اور سوالوں کی ایک لمبی لسٹ بنائی کہ جن لوگوں کو وہ عقلمند سمجھتا ہے ان سے جا کے پوچھے گا۔ اگر تو جواب مل گئے تو مسئلہ ختم ورنہ وہ بھی اپنی لسٹوں میں کہیں گم ہیں۔ اور پھر ان کا نام عقل مند لوگوں کی لسٹ سے خارج کر دے گا۔

سوال کچھ اس طرح کے تھے۔

☆ میں کون ہوں؟

☆ انسان کسے کہتے ہیں؟

☆ بندہ کسے کہتے ہیں؟

☆ ہمارا مقصدِ حیات کیا ہے؟

☆ زندگی کا Vision کیا ہونا چاہئے؟

☆ ہر وہ چیز جس کی آپ خواہش کر سکیں وہ آپ کو مل جائے تو آپ کس کی خواہش کریں گے؟

☆ وہ زندگی جو ایک خواہش سے دوسری خواہش کی طرف سفر کرتی ہوا سے کیا نام دیں گے؟

☆ جانور اور انسان میں کیا فرق ہے؟

☆ آپ کو کیسے معلوم ہو کہ اللہ کے پاس آپ کا کیا مقام ہے؟

☆ اللہ آپ سے کیا چاہتا ہے؟

☆ میری TDL میں سے کتنی چیزوں سے متعلق سوال ہوگا؟

☆ ہم پر اللہ کا کیا حق ہے؟

☆ ہم پر اللہ کے نبی محمد مصطفیٰ ﷺ کا کیا حق ہے؟

☆ کیا ہمارا معاشرہ ہمیں اپنے رب سے دور کرتا ہے؟

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

☆ ترقی وعلم سے ملنے والے غرور کا خاتمہ کیونکر ممکن ہو؟

☆ زندگی کس چیز کا نام ہے؟

☆ اللہ کیسے راضی ہوتا ہے؟

☆ میں یہ کیسے مان لوں کہ جو کچھ بھی آپ کہہ رہے ہیں میرا اللہ مجھ سے یہی چاہتا ہے؟

☆ کیسے پتہ چلے کہ زندگی کا Vision [خواب] زندگی کے مقصد سے جڑتا ہے؟

☆ یہ خوف کیسے نکلے کہ جو کچھ میں کر رہا ہوں وہ ٹھیک ہے Sound ہے، یا کہ پھر دس سال بعد اسی جگہ پر آجاؤں گا؟

☆ اللہ سے معافی کیسے مانگیں؟

☆ دعا مانگنے کا طریقہ کیا ہو؟

☆ کامیابی کسے کہتے ہیں؟

ان سوالوں کو لے کر عبداللہ شہر بہ شہر، کُو بہ کُو پھرتا رہا، دنیا کے دس ممالک پھر لیئے، امریکہ کی 48 ریاستوں کی خاک چھان ماری اور جب کچھ نہ بن پڑا تو واپس پاکستان چلا آیا، یہاں بھی کوئی تین درجن سے اوپر شہر اور گاؤں گھوم ڈالے، جو کچھ کمایا اور بچایا تھا وہ اس صحرا نوردی کی نذر ہو گیا، مگر دل کا قرار ایسا اُجڑا کہ آنکھیں ویران اور دل بنجر ہو گیا۔

کتنے ہی لوگ تھے اس کے ذہن میں جنہیں وہ اپنا آئیڈیل اور اور رول ماڈل سمجھتا تھا، بڑی بڑی سافٹ ویئر کمپنیوں کے مالک، ملٹی نیشنل کمپنیوں کے بے تاج بادشاہ، مفکّر، اسکالرز، ریسرچرز، پروفیسرز، گاؤں کے بوڑھے سنیاسی، شہر کے بزنس مین، مفتی صاحبان، مولوی حضرات، الغرض کوئی عبداللہ کو مطمئن نہ کر سکا، اور ایک ایک کر کے تمام نام لسٹ سے خارج ہو گئے۔

ہر کوئی اپنی دنیا میں مگن خوش وخُرم، کوئی پلاٹ خریدنے کا مشورہ دے تو کوئی گھر بنانے کا، کوئی ''روحانی منزلیں'' طے کرنے یا کروانے کی ''گارنٹی'' دے تو کوئی انسانیت کی خدمت میں سکون پانے کا مشورہ دے۔

مگر ایک عبداللہ تھا جس کے دل کی ویرانی، روز بروز بڑھتی ہی جا رہی تھی، وہ اکثر لوگوں کو

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مخاطب کر کے کہتا:۔

اپنی خوشی کے ساتھ میرا غم بھی مِلا دو
اتنا ہنسو کہ آنکھ سے آنسو نکل پڑیں

اس ادھیڑ بُن میں اچانک اسے خبر ملی کہ چاچا دینو کا انتقال ہو گیا ہے، یہ خبر بجلی بن کے گری پہلے سے بوسیدہ حال عبداللہ پر۔

چاچا دینو ہی تو ایک ٹمٹماتا ہوا روشنی کا چراغ تھا اس کی اندھیری دنیا میں، وہ بھی گیا۔

یا اللہ! یہ تو سارے راستے ہی مسدود ہو رہے ہیں، تو چاہتا کیا ہے؟

نجانے کس طرح عبداللہ نے چاچا دینو کا جنازہ پڑھا اور انہیں قبر میں اتارتے وقت وہ یہ شعر پڑھ رہا تھا:۔

رشک آزادی پہ ہے ایسے اسیروں کی مجھے
چُھٹ گئے جو جان دے کر پنجۂ صیّاد سے

عبداللہ کی حالت دن بدن گرتی جا رہی تھی، داڑھی الجھ گئی تھی، کبھی بال بڑھ جاتے تو کبھی وہ گنجا ہو جاتا، گھر والے، سسرال والے سب پریشان تھے۔

آج عبداللہ نے سر عبدالرحمٰن سے ملنے کا پروگرام بنایا۔ عبداللہ دل ہی دل میں سب سے ہی ناراض تھا کہ کسی نے بھی اس راستے پہ چلتے ہوئے خبر دار نہ کیا۔ جیسے ہی عبدالرحمٰن صاحب نے عبداللہ کی حالت دیکھی ان کے منہ سے بے اختیار نکلا:۔

بتا رہی ہے یہ آنکھوں کی منجمد لالی
کڑے دنوں، کٹھن رتجگوں سے گزرے ہو
خزاں خزاں سا یہ چہرہ، دھواں دھواں آنکھیں
خوشی کی کھوج میں کتنے غموں سے گزرے ہو؟

عبداللہ سے آنسو ضبط نہ ہو سکے اور وہ ان سے گلے مل کے نجانے کتنی دیر روتا رہا۔

آخر جب عبدالرحمٰن صاحب نے اس کے سوالوں کی کھوج میں اس کی مدد کا فیصلہ کیا تو عبداللہ کو کچھ قرار آیا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عبدالرحمٰن صاحب نے عبداللہ سے کہا کہ جوابات تو تمہیں بہت سے لوگ دے چکے ہیں، مسئلہ ہے تمہارے دل کے اطمینان کا، تمہارے دل کو کوئی بات لگتی ہی نہیں ہے، کوئی ایسا درد، ایسی چبھن، ایسا خلا ہے جو تمہیں چین سے بیٹھنے نہیں دے رہا ہے، اب تمہیں کتنے ہی جواب کیوں نہ مل جائیں تمہارا مسئلہ ایسے حل نہیں ہوگا۔

عبدالرحمٰن صاحب نے کچھ دوستوں سے مشورہ کر کے حل بتانے کا وعدہ کیا اور عبداللہ ایک موہوم سی اُمید کے ساتھ گھر روانہ ہوا۔

کافی دن گزر گئے عبدالرحمٰن صاحب کا کوئی جواب نہیں آیا، عبداللہ پہلے تو یہ سوچ کے انتظار کرتا رہا کہ وہ دوستوں سے مشورہ کر رہے ہوں گے، مگر آج کافی دنوں بعد اس نے ان کے گھر پہ فون ملایا۔

بیٹے سے بات ہوئی، کہنے لگا، ابّو کو فالج اور لقوہ کا اٹیک ہوا ہے اور وہ ہسپتال میں ہیں، عبداللہ کے ہاتھ سے رسیور گر گیا۔

جا کے عیادت کی، ڈاکٹرز نے بتایا حالت بہتر ہو جائے گی مگر شاید دوبارہ بولنے اور چلنے پھرنے میں کئی سال لگ جائیں۔

عبداللہ سامنے جا کر بیٹھ گیا مگر عبدالرحمٰن صاحب کی آنکھوں میں شناسائی کی چمک تک نہ تھی کہ بیماری سے ذہن متاثر ہوا تھا۔

عبداللہ نے آنکھ اُٹھا کے آسمان کی طرف دیکھا اور ایک آنسو اس کی داڑھی بھگوتا ہوا زمین پہ آ گرا۔

☆.....☆.....☆

www.iqbalkalmati.blogspot.com

آج عبداللہ نے نہا دھو کر نئے کپڑے پہنے، مسجد میں جا کر نماز پڑھی، بیوی بچوں کے ساتھ کھانا کھایا، سب ہی اس کا یا پلٹ پر حیران تھے، بلّو کو یہ کوئی طوفان کا پیش خیمہ لگ رہا تھا۔

جب علیحدگی نصیب ہوئی تو وہ عبداللہ سے کہنے لگی:

عبداللہ! کیا ہوا، تم ٹھیک تو ہو، کہیں انٹرویو کے لیے جا رہے ہو کیا؟

نہیں بلّو، اب مجھ سے یہ درد نہیں سہا جاتا، آج فیصلہ ہو کر ہی رہے گا۔

کیا مطلب؟

آج میں ایک بار پھر، آخری بار، اللہ سے مانگوں گا، اپنے سوالات کے جوابات، اور دل کا سکون، اگر مل گیا، تو ٹھیک، ورنہ.....

ورنہ کیا؟.....بلّو کے منہ سے چیخ نکلی۔

ورنہ میرے بچوں کا خیال رکھنا۔

بلّو تو مصلّے پر ڈھیر ہو گئی کہ اُسے عبداللہ کے آہنی عزم کا بھرپور ادراک تھا، پتہ نہیں کب تک وہ کیا کیا مانگتی رہی اسے خبر تھی کہ آج فیصلے کی رات ہے۔

جب سارے گھر والے سو چکے تو عبداللہ چپکے سے اُٹھا اور کمرے سے باہر نکل گیا، بلّو نے بھی چپکے سے پیروی کی۔

عبداللہ، برابر والے کمرے میں مصلّے پر تہجد پڑھ رہا تھا، نماز سے فراغت کے بعد اس نے ہاتھ اُٹھائے:

''اللہ سائیں!

تجھے تو پتہ ہے کیا ہوا؟ میں ہار گیا اللہ سائیں۔ وہ بدنصیب کہ جو سب جیت کے بھی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہار گیا۔ اور تو ایسا بے نیاز کہ سب کچھ دے کے بھی پرواہ نہیں۔

میرے اللہ، دیکھ میری مدد کر، ورنہ میں مر جاؤں گا، میں نہیں رہ سکتا زندہ اب بغیر TDL کے، تو مجھے دے نئی TDL، ایسی TDL کہ جس کے ہر آئیٹم کو ٹِک کر کے میں تجھ سے قریب ہو جاؤں، میں تجھ سے راضی تو مجھ سے راضی ہو جائے، او سوال دینے والے اللہ، جواب بھی دے دے، او کُلَّ یَوۡمٍ هُوَ فِي شَأنٍ والے اللہ، میرا ابھی مسئلہ Solve کر دے، اوءَ اِلٰهٌ مَعَ اللّٰهِ والے اللہ میرے لیے کافی ہو جا، کھول دے بند گرہیں، ڈال دے دماغ میں کچھ، ختم کر یہ کشمکش، کر دے رحم، دے دے آگہی، سُجھا دے کوئی راہ، کر دے رہنمائی، تو کچھ لوگوں کو چھوڑ دیتا ہے بھٹکنے کو، کچھ کو راہ دکھاتا ہے، تو کسی کا ہاتھ پکڑ کر اسے چلاتا ہے، او میرے شہ رگ سے قریب اللہ! میرا ہاتھ پکڑ، مجھے راہ دکھا، میرے پاس آ، میری مدد کر، او غار میں سکینہ اُتارنے والے اللہ، او میرے مالک، او میرے مولا، اے میرے پالنہار، میڈا سائیں، میڈا یار، میرے مالک، آ جانا، ہاتھ پکڑ، راستہ دکھا، روشنی دے اپنے نور میں سے، میرے آگے روشنی کر میرے پیچھے کر، میری دائیں کر میرے بائیں کر، میرے اوپر کر میرے نیچے کر، میں کیا کہوں گا منکر نکیر کو اگر پوچھ بیٹھے فِيمَ كُنتُمۡ؟

مارا جاؤں گا میرے اللہ، میری TDL انگارہ بنا کے نہ لگا دی جاوے۔ رحم کر میرے مولا، تو کر بھی لے، تجھے تیرے رحم کا واسطہ، تیرے حبیب ﷺ کا واسطہ، واسطہ اس صحابیؓ کا جس کے سینے سے نیزہ پار ہو گیا تھا اور وہ کہہ رہا تھا:

فُزۡتُ وَرَبُّ الۡكَعۡبَةِ (١)۔

واسطہ اس بات کا کہ تو میرے اللہ ہے اور میں تیرا بندہ۔

بچا لے مجھے میرے مالک، میری سرکار، کر بھی دے مدد، سن بھی لے میرے مولا۔

میرے اللہ، سخی کی شان نہیں ہوتی کہ دے کر واپس لے، میرے مولا تو غافر الذنب ہے، تو سارے ہی معاف کر دے، دیکھ میں سجدے میں گر گیا، دیکھ میں نے ناک رگڑ لی، سجدے سے زیادہ Defenseless پوزیشن تو کوئی بھی نہیں ہے میرے اللہ۔ میں تیری توحید کا اقرار کرتا ہوں میرے رب، شرک سے بچتا ہوں میرے اللہ، ان دونوں کے بیچ میں ہونے والے گناہوں کو معاف کر دے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تو نے اپنا بنا کے چھوڑ دیا
کیا اسیری ہے کیا رہائی ہے

حشر میں حساب نہ کرنا میرے اللہ، ایسے ہی چھوڑ دینا میرے اللہ، تو پوچھیو نہیں میرے اللہ، تو پوچھیو نہیں میرے اللہ، تو پوچھیو نہیں میرے اللہ۔

اوراس کے بعد عبداللہ کی آواز جیسے گنگ ہوگئی، بول تو کچھ رہا تھا، مگر الفاظ پلّے نہیں پڑ رہے تھے، رونے، سسکیوں، آہوں کی آواز میں سب کچھ دب چکا تھا، وہ ایسے ہوا میں ہاتھ مار رہا تھا جیسے کوئی ڈوبنے والا بچاؤ کے لیے ہاتھ پاؤں چلاتا ہے، بلّو جو یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی وہ دھڑام سے گر گئی اور نجانے کب عبداللہ کو بھی نیند آ گئی۔

بات ادھوری مگر اثر دونا
اچھی لکنت زبان میں آئی

صبح جب بلّو اُٹھی تو رات کے واقعہ کی وجہ سے اس کا چہرہ سیاہ پڑا ہوا تھا، فوراً نظر دوڑائی تو عبداللہ نظر نہ آیا، ابھی ڈھونڈنے جا رہی تھی کہ وہ ہنستا مسکراتا کمرے میں داخل ہوا، آج بہت ہی بدلا بدلا اور سنبھلا ہوا لگ رہا تھا، آتے ہی ہمیشہ کی طرح بلّو پہ پھبتی کسی۔

کیا تیرا جسم تیرے حسن کی حدّت میں جلا
راکھ کس نے تیری سونے کی سی رنگت کر دی؟

پہلے والا عبداللہ دیکھ کے بلّو کی جان میں جان آئی۔

اب عبداللہ کافی سنبھل گیا تھا، اس کے دل کو شاید کچھ چین مل گیا تھا، اس نے سمجھ لیا تھا کہ جو سوال تینتیس سالوں میں جمع ہوئے ہیں ان کا حل تینتیس دنوں میں نہیں ملے گا، وہ اب چلنا چاہتا تھا جستجو کے اس سفر میں۔

☆.....☆.....☆

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کچھ دنوں بعد آج عبداللہ اپنے فیملی کے ساتھ ملک کی مایۂ ناز یونیورسٹی میں اسسٹنٹ پروفیسر کی جاب جائن کرنے کے لیے جا رہا تھا۔ یونیورسٹی میں دیکھتے ہی دیکھتے عبداللہ کے نام کا ڈنکا بجنے لگا، ساتھ ہی عبداللہ نے اپنے بیوی بچوں پر خصوصی توجہ دینا شروع کی۔ وہ بچوں کی تعلیم وتربیت کا بہت خیال رکھتا۔

زندگی میں کچھ ٹھہراؤ سا آ گیا تھا، عبداللہ آج بھی نماز پڑھتا تو اللہ سے گھنٹوں دعائیں مانگتا، عبداللہ آج بھی اپنے اللہ کو خط لکھا کرتا۔

عبداللہ کی زندگی میں آج بھی بہت سے سوال آتے ہیں۔ کچھ کا جواب مل جاتا ہیں کچھ کا نہیں، مگر اسے اس بات کا احساس ہے کہ جس راہ پر وہ چل رہا ہے وہ اسے بھٹکنے نہیں دے گی۔

☆.....☆.....☆

www.iqbalkalmati.blogspot.com

آج یونیورسٹی میں کوئی اضافی سیمینار ہو رہا تھا Goals Settings پر کہ زندگی میں Goals کیسے بنائے جائیں اور پھر ان پہ محنت کیسے کی جائے؟

تو عبداللہ جلدی گھر واپس آ گیا، گھر آتے ہی عبداللہ کو خبر ملی کہ اس کا بچہ انگلش کے امتحان میں فیل ہو گیا ہے، اس نے اپنے بیٹے کو بلا کے پوچھا کہ تمہاری انگلش تو بہت بہتر ہے تو کیا معاملہ ہوا؟

بیٹے نے کہا پاپا سراسر زیادتی ہوئی ہے انگلش کا پیپر تھا اس میں سوال آیا:

When was Quaid-e-Azam born?

میں نے جواب لکھا:

He was born on 14 August 1947.

ٹیچر نے نہ صرف میرے مارکس کاٹ دیئے بلکہ کلاس کے سامنے میرا مذاق بھی اُڑایا۔

پاپا مجھے پتہ ہے کہ ان کی تاریخ پیدائش پچیس دسمبر اٹھارہ سو چھہتر ہے، مگر یہ انگلش کا پیپر تھا نہ کہ مطالعۂ پاکستان کا، آپ مجھے بتایئے:

How was my sentence gramatically wrong?

عبداللہ نے ہنستے ہوئے اپنی بیوی کی طرف دیکھا اور بیٹے سے پوچھا تو پھر آپ نے ٹیچر کو کیا کہا؟

بیٹے نے مسکراتے ہوئے جواب دیا:

''اللہ پوچھے گا۔''

☆.....☆.....☆

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عبداللہ اپنی بلّو اور بچوں کے ساتھ بیٹھا ہوا کوئی گیم کھیل رہا تھا کہ موبائل کی گھنٹی بجی۔ ہیلو 'میں ڈاکٹر حیدر بول رہا ہوں' کیا عبداللہ سے بات ہوسکتی ہے؟

جی سر، میں عبداللہ بول رہا ہوں کیسے ہیں آپ؟

عبداللہ واپسی مبارک ہو، کسی روز ملنے آجاؤ۔

جی کچھ ہی روز میں حاضر ہوتا ہوں۔

کچھ دنوں بعد عبداللہ ڈاکٹر حیدر کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔

اور سر سنائیں۔ پچھلے 6 سال کیا ہوئے۔ کوئی نئی تازی یا زندگی ابھی تک اِسی ڈگر پہ مصروف ہے؟

ویسے تو سب ٹھیک ہے عبداللہ، بس راستے اور منزل بدل گئے ہیں۔ اندر کا موسم باہر کے موسم سے جُدا ہوگیا ہے۔ ڈاکٹر حیدر کے منہ سے نکلنے والے یہ گہرے الفاظ عبداللہ کے ذہن میں بھونچال پیدا کررہے تھے۔ وہ کہنے لگا۔

سر، ایک خالی پن کا احساس مجھے بھی ہے مگر کوئی سِرا ملتا نہیں ہے۔ کمپیوٹر سائنس کا کوئی پرابلم ہوتا تو کب کا حل نِکال چکا ہوتا۔ عبداللہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

ڈاکٹر حیدر، عبداللہ کے مزاج شناس تھے کہنے لگے ایک کام کرو، یہاں سے قریب ہی ایک صاحب کا آفس ہے، میں فون کردیتا ہوں تم اِن سے جا کر میرے حوالے سے مِل لو۔

مجھے اُمید ہے کوئی سبیل نکل آئے گی۔ احمد نام ہے اُن کا۔

☆.....☆.....☆

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عبداللہ اگلے ہی روز احمد صاحب کے چھوٹے سے آفس میں بیٹھا تھا۔ آفِس میں داخل ہوتے ہی اُس کی نظر مشہور زمانہ ٹی وی پروگرام کی CDs پر پڑیں جس میں ایک شعلہ بیان مقرر مُلکِ عزیز کے ہر مسئلے کا تعلق امریکہ و اسرائیل کی خفیہ سازشوں سے جوڑ دیتے ہیں مگر حل کچھ نہیں بتاتے، عبداللہ کو ایسے لوگوں سے شدید چڑ تھی۔ اِس کے اپنے مسائل ہی اتنے زیادہ تھے کہ وہ مزید مسائل سُننے کے مُوڈ میں بالکل نہ تھا۔ عبداللہ نے جلدی سے ایک طائرانہ نظر بُک شیلف میں رکھی کِتابوں پر ڈالی، اِن میں سے زیادہ تر وہ پڑھ چکا تھا اور گفتگو شروع ہونے سے پہلے وہ احمد صاحب کے عقل و شعور کی اکاؤنٹنگ کر چکا تھا۔ احمد صاحب آرام سے اُس کے ''فارغ'' ہونے کا انتظار کرتے رہے، وہ کوئی چالیس کے پھیرے میں ہونگے، دبلے پتلے نکلتا ہوا قد، آنکھوں میں بَلا کی چالاکی مگر چہرے پر دَرد، عبداللہ زیادہ دیر آنکھیں نہ مِلا سکا۔

احمد صاحب گویا ہوئے:

کیسے ہیں آپ ڈاکٹر صاحب؟

جی ٹھیک ہوتا تو یہاں کیوں آتا۔ پریشان ہوں، سمجھ نہیں آتا زندگی میں کیا کروں؟

اتنا پڑھا لکھا، خوب جان ماری، مگر نتیجہ صفر

دل کا چین پتہ نہیں کہاں لُٹا بیٹھا ہوں۔ پتہ نہیں کس بات کی جستجو ہے؟

کون سی منزل ہے کہ دل کھنچتا ہے مگر نظر نہیں آتی۔

کوئی ہوک ہے کوئی آس کوئی تڑپ۔ کہیں نہ کہیں کوئی کمی ہے جو پوری نہیں ہوئی۔ میں ایک ایسا مریض ہوں جسے اپنی بیماری کا نہیں پتہ، علامات کا بھی نہیں پتہ، تو اب عِلاج ہو کیسے؟

عبداللہ بولنے پہ آیا تو بولتا ہی چلا گیا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دریں اثناء احمد صاحب کی آنکھوں کی چمک کئی گنا بڑھ چکی تھی۔ وہ گویا ہوئے۔

ہم م م م م۔ پہلے کہاں تھے آپ؟ ہم تو آپکو ڈھونڈ رہے تھے۔

عبداللہ کچھ نہ سمجھتے ہوئے ایک پھیکی سے ہنسی ہنس کے رہ گیا۔

احمد صاحب نے اپنی بات جاری رکھی۔

ڈاکٹر صاحب، تھوڑی دیر کے لیے judgement ترک کر دیں۔ اندازے بعد میں لگائیے گا۔ آپ ایسا کریں کہ ہماری ایک ورکشاپ ہو رہی ہے کل سے، امین صاحب ہمارے انسٹرکٹر ہیں، وہ پڑھائیں گے، یہ آپ کر لیں۔

ارے نہیں احمد صاحب، میرے پاس دنیا کے 72 سرٹیفکیٹس ہیں، میں ہر اس بندے سے مِلا ہوا ہوں یا پڑھ چکا ہوں جن کی کتابیں آپ یہاں سجائے بیٹھے ہیں، میرا مسئلہ اب کوئی نیا کورس کر کے حل نہیں ہوگا۔ انہی کورسز نے تو یہ دن دکھلایا ہے، میں اپنا رونا رو رہا ہوں آپ اپنی ٹریننگ بیچنے کے چکر میں پڑے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب آپ یہ ورکشاپ کر لیں پھر بات ہوگی۔ احمد صاحب نے جیسے کہ فیصلہ سنا دیا۔

پتہ نہیں یہ ان صاحب کے لہجے کا اثر تھا یا طبیعت کا ٹھہراؤ کہ اگلی شام جمعہ کے روز عبداللہ ٹریننگ سنٹر پہنچ گیا۔ کوئی بیس کے قریب مرد و خواتین موجود تھے۔ اور احمد صاحب جیسے ایک اور صاحب، جنہیں سب امین بھائی کہہ رہے تھے وہ ٹریننگ شروع کرنے کے لیے بے تاب۔

عبداللہ زندگی کی اتنی بدتمیزیوں کے بعد کسی سے تمیز سے بات کرنے کے موڈ میں نہیں تھا۔ ویسے بھی وہ اپنے آپکو کوس رہا تھا کہ یہاں آیا کیوں؟ وہی اِسٹیفن کوی، وہی جیک ویلش، سیم والٹن، وارن بُوفے اور پیٹر سنگر کے فرمودات، وہی بکواس ہوگی جس میں عبداللہ خُود چیمپین تھا۔

لوگوں نے اپنا تعارف کرایا۔ عبداللہ اس پورے عرصے میں سر بنچ پہ رکھے سوتا رہا، اُسے اب کسی کی پرواہ نہیں تھی کہ کوئی کیا سوچے گا، جب اپنی باری آئی تو صرف نام بتایا اور پھر کرسی پر ڈھیر ہو گیا۔

سوتے سوتے یا سونے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے امین بھائی کا ایک جُملہ کان میں پڑا۔

"اگر آپ یہاں بیٹھے بیٹھے مر جائیں تو کیا آپ اپنی زندگی کو مڑ کے دیکھیں تو یہ کہہ سکتے

ہیں کہ ہاں! لگ گئی؟ یا یہ کہیں گے کہ ضائع ہوگئی؟ یا یہ کہ پتہ نہیں کیا ہوئی اور کہاں گئی؟

ہمیں نہ بتائیں اپنے آپ سے پوچھ لیں۔

اب عبداللہ نے آنکھ کھولی مگر سر ویسے ہی جُھکا رکھا۔

"اچھا، دوسرا سوال، امین بھائی نے اپنے ترکش سے ایک اور تیر نکالا۔ کچھ لوگ آپکے مرنے کے بعد آپکے بارے میں بات کر رہے ہیں۔ آپ کیا سمجھتے ہیں وہ کیا کہیں گے؟

پتہ نہیں کون تھا جو مر گیا۔ یا اچھا ہوا مر گیا؟ یا اللہ کا نیک بندہ تھا۔ بڑے اچھے کام کر گیا ہے جو سالوں زندہ رہیں گے۔

اب عبداللہ سنبھل کے بیٹھ چکا تھا اور اسکی آنکھوں میں چمک سی آ گئی تھی۔

امین صاحب نے ایک تیر اور نِکالا اور ہاتھ میں موجود مارکر کی طرف اِشارہ کرتے ہوئے پوچھا یہ کیا ہے؟ کیا کرتا ہے؟

سامعین میں سے کسی نے جواب دیا، جناب مارکر ہے اور لکھنے کے کام آتا ہے۔

بہت خوب، اب آپ اپنے آس پاس دیکھیں اور چیزوں کی لسٹ بنالیں۔

عبداللہ کا پین تیزی سے چلنے لگا

پنکھا

کرسی

میز

چپل/جوتا

درخت

کھڑکی

ملٹی میڈیا پروجیکٹر

لیپ ٹاپ

اِسپیکرز

ٹیوب لائٹ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جگ

گلاس

مارکر

گھڑی

صوفہ

واٹر کولر

''چلیں اب اِن تمام چیزوں کے سامنے ان کا (purpose) مقصد لکھیں۔''

پنکھا ہوا دیتا ہے، مارکر لکھتا ہے، گھڑی وقت بتاتی ہے وغیرہ وغیرہ۔

''اُوہو! ہم لسٹ میں ایک نام تو بھول ہی گئے، جی ہاں! آپ کا اپنا نام وہ بھی تو لکھیں۔''

''عبداللہ'' لِسٹ میں ایک نئے آئٹم کا اِضافہ ہو گیا ہے۔

جی اب اِس کے سامنے اس کا مقصد purpose بھی لکھ لیں۔

تو عبداللہ ہم ہیں ہی کیوں؟

why do we exist?

عبداللہ ہونق بنا صرف تکے جا رہا تھا۔

امین بھائی نے اپنی بات جاری رکھی۔ ایک سیدھا سا ذریعہ ہے معلوم کرنے کا۔ جس نے بنایا ہے اُس سے پوچھ لو۔ اب مارکر بنانیوالی کمپنی نے مارکر کی تمام specifications بتا دی ہیں۔ اور

HP والوں نے اِس میز پر رکھے لیپ ٹاپ کی، اور ڈاؤلینس نے اِس ائیر کنڈیشن کی، تو آپکی سمجھ کے حساب سے جو بھی آپ کا خالق ہے آپ اُس سے پوچھ لیں۔ بحیثیتِ مسلمان، ہمارا ماننا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمارے رب ہیں۔ وہ قرآن میں فرماتے ہیں۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾

''ہم نے اِنسانوں اور جنوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا۔''

تو ہماری زندگی کا اولین مصرف تو اللہ کی رضا ہوئی ناں!

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہماری To Do List (TDL) میں سب سے اُوپر تو "اللہ کو راضی کرنا" لکھا ہونا چاہیے نا۔ ہم ڈیزائن ہی اللہ کو راضی کرنے کے لئے ہوئے ہیں مگر ہماری زندگی میں سب کچھ ہوتا ہے سوائے اللہ کے۔

عبداللہ کے دل پر یہ الفاظ بجلی کی طرح گر رہے تھے مگر امین بھائی نے تو جیسے چُپ نہ ہونے کی قسم کھا رکھی تھی۔ انھوں نے اپنی بات جاری رکھی۔

کیا خیال ہے آپ کا اُس مارکر کے بارے میں جو لکھتا نہ ہو؟ اُس گلاس کے بارے میں جس میں پانی نہ ڈالا جا سکے؟ یا اُس AC کے بارے میں جو ہوا ٹھنڈی نہ کر سکے؟ اِن تمام چیزوں نے اپنے ہونے کا حق ادا نہیں کیا نا؟

کیا خیال ہے آپ کا اب اپنے بارے میں؟

ہم م م م، ذرا سوچیئے۔ اللہ تو ہماری TDL میں ہوتا ہی نہیں ہے۔

ہر وہ عمل جو اللہ تعالیٰ سے قریب نہ کرے یا دُور لے جائے، انکی ناراضگی کا سبب بنے وہ کبھی نہیں کرنا چاہیے۔

عبداللہ کے صبر کا پیمانہ اب لبریز ہو چکا تھا۔ وہ لرزتے ہاتھوں کے ساتھ اٹھا اور کانپتی ہوئی آواز میں انسٹرکٹر سے مخاطب ہوا، اِسکی آواز سُن کر سب ہی پریشان ہو گئے۔ خود انسٹرکٹر بیچارہ سوچ میں پڑ گیا کہ آخر میں نے ایسا کہا ہی کیا ہے؟ عبداللہ گرجا۔

"امین صاحب خدارا خاموش ہو جائیں اور بند کریں یہ ڈرامہ۔

کہاں مر گئے تھے آپ آج سے 10 سال پہلے۔ پہلے کیوں نہ بتایا کسی نے یہ مجھ کو، نہیں ہے جواب آپکے سوالوں کا میرے پاس! ہوتا تو یہاں آتا ہی کیوں؟

اگر آپکو یہ خوش فہمی ہے کہ آپکے یہ چند گھنٹے میری زندگی کے تینتیس سال کھا جائیں گے تو منہ دھو رکھیں۔ وہ 33 سال جس میں محنت بھی پسینے اور خون میں فرق نہ کر سکی۔ میری 198 آئٹمز پر مبنی TDL، میری تمام تر کامیابیاں، کیا سب ایک لیکچر سے ضائع کرنے کا اِرادہ ہے؟ ایک لفظ، امین صاحب ایک لفظ منہ سے اور نِکالا تو یہ گُلدان مار کے آپ کا سر پھوڑ دوں گا۔ بھاڑ میں گئے آپ، بھاڑ میں گئی آپکی ٹریننگ اور بھاڑ میں گئے شوخ آنکھوں والے آپکے احمد صاحب، میں جا

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

رہا ہوں۔

اور یہ کہہ کر عبداللہ ٹریننگ روم سے نکل کے چلا جاتا ہے۔ حاضرین میں سے کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ وہ کچھ بول سکے مگر امین صاحب پیچھے بھاگے اور سیڑھیوں کے پاس عبداللہ کو جالیا۔

ڈاکٹر صاحب، ڈاکٹر صاحب۔ آپ سُنیں تو سہی، عبداللہ نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو امین بھائی بھاگتے ہوئے آرہے تھے۔ قریب تھا کہ عبداللہ انہیں دو چار تھپڑ جڑ دیتا مگر وہ آگے بڑھے اور عبداللہ کو سینے سے لگالیا۔ یکا یک عبداللہ کو اپنی آنکھیں تر ہوتی ہوئی محسوس ہوئی تھیں۔ وہ دل میں کہہ رہا تھا امین صاحب ہوسکتا ہے کہ آپ ٹھیک ہی کہتے ہوں، مگر میں غلط ہوں یہ کیسے مان لوں؟ میری حالت اُس ماں کی سی ہے جس کا جوان بیٹا مر گیا ہو اور وہ لاش کے سامنے بیٹھی کہہ رہی ہو کہ نہیں نہیں یہ مرا تھوڑا ہی ہے یہ تو سو رہا ہے۔

عبداللہ کو سمجھ نہ آرہی تھی کہ اپنے ارمانوں کی لاش کو کدھر دفنائے اور کدھر اس کی تدفین کرے۔

عبداللہ نے امین بھائی کو خدا حافظ کہا اور گھر چلا گیا۔

ابھی وہ پلّو کو آج کی روداد سنا ہی رہا تھا کہ اُس کا بیٹا عبدالرحمٰن آگیا اور کہنے لگا پاپا ہمیں آج Green Environment پر اسائنمنٹ ملی ہے۔ Recycling پر پوسٹر بنانا ہے۔ میں نے سب سے پہلے کچرے (Trash) کی تعریف لکھی ہے۔

وہ چیز جو اپنے مقصدِ وجود کے قابل نہ رہے۔

A thing that can't fulfill it's purpose anymore.

ٹھیک ہے نا پاپا بتایئے نا، ہاں ٹھیک ہی تو کہہ رہے ہو بیٹا۔

آج کی رات پھر رت جگا ہوگا۔ عبداللہ نے بھیگی آنکھوں سے پلّو کو کہا جو مسکرا کے خاموش ہوگئی۔

رات عبداللہ پھر جانماز پہ تھا۔

"یااللہ! تو چاہتا ہی نہیں ہے کہ میں سو سکوں۔ روز کی کوئی نئی پریشانی، کوئی ذہنی اذیت تو نے میرے دل و دماغ کو اتنا حساس کیوں بنایا ہے۔ یہ امین بھائی کیا کہہ رہے تھے۔ یہ TDL پہلے کسی نے کیوں نہ بتائی۔ تجھے راضی کرنا ہے مگر کیسے؟ میں کیا کروں کہ تو راضی ہوجائے میرے اللہ؟ اللہ میں کچرا ہی تو ہوں جو اپنے مقصدِ حیات کے قابل نہ رہا، جس نے بُھلا دیا اپنے مقصد کو مجھے معافی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دے دے، بے شک تیرا فضل وجہ کا محتاج نہیں ایسے ہی بلا وجہ بخش دے۔ کون پوچھے گا تجھ سے۔ یا اللہ میں کل واپس ٹریننگ میں جاؤں گا۔ صحیح بات سمجھا دے۔ اب کہ چوٹ نہ کرنا! امین بھائی پہ رحم کر، میری گستاخیاں معاف فرما۔ آج پھر سے اپنی TDL کوری اِسٹارٹ کر رہا ہوں اِس بار پچھتاوے سے بچانا۔ اس بار قبول کر لینا۔ آمین!''

تر اب کاسۂ دل پیش کر دیا جائے
سنا ہے کوئی سخاوت میں حد نہیں رکھتا

اگلے دن صبح عبداللہ پھر ٹریننگ روم میں تھا۔ رات والے واقعہ کا اثر سب لوگوں کے چہروں پر تھا اُس نے باری باری سب کے پاس جا کے معافی مانگی۔ تھوڑی ہی دیر میں سیشن واپسی شروع ہوا۔

امین بھائی کے لب و لہجے میں بلا کی فراست اور چابکدستی تھی۔ عبداللہ سوچ رہا تھا کہ انھوں نے اُس جیسے ہزاروں بھگتائیں ہونگے۔

"ہاں! تو ہم کل بات کر رہے تھے زندگی کے مقصد کی، یہ تو ہم سب کو واضح ہو چکا ہے کہ ہماری زندگی کا مقصد اللہ کو راضی کرنا ہے۔ جب ہم اِس مسئلے کو حل کر لیتے ہیں تو اگلا سوال آتا ہے خواب کا، Vision کا۔ ہم کیا کرنا چاہتے ہیں اس زندگی میں؟ بہت سے لوگوں نے کئی طرح سے اِسکو بیان کیا ہے۔ جو تعریف ہمیں پسند آئی ہے وہ ہے پیٹر سنگر کی "وژن سے مراد مستقبل کی وہ تصویر ہے جو آپ دیکھنا چاہیں " The picture of future you to want see. مثال کے طور پر ہم یہ کہتے ہیں کہ ہمارا بچہ بڑا ہو کے ڈاکٹر یا انجینئر بنے گا۔ تو ہم اگر 10، 20 سالوں میں (مستقبل میں) اُسے ڈاکٹر یا انجینئر کے روپ میں دیکھ رہے ہوتے ہیں۔

ہماری اس خواہش اِس چاہ کا نام vision ہے۔

مثال کے طور پر علامہ اقبال نے پاکستان کا خواب دیکھا۔ تو کوئی پاکستان سچ مچ میں انکے dreams میں تھوڑا ہی آیا تھا بلکہ ایک سوچ تھی کہ مسلمان کس طرح مل جُل کے ایک آزاد ریاست میں رہیں گے۔

تو ہم سب کی زندگی میں کوئی نہ کوئی وژن ضرور ہونا چاہئے اپنے بارے میں، اپنی اولاد کے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بارے میں، ماں باپ کے بارے میں، اپنے ادارے کے بارے میں کوئی نہ کوئی منزل تو ہو یا کوئی ٹارگٹ تا کہ آدمی پھر اُس تک پہنچنے کی جستجو کرے۔ اور ہاں! ایک کوشش یہ بھی کرنی ہوگی کہ وژن اور purpose آپس میں ٹکرائیں نہیں۔ مثال کے طور پر purpose تو اللہ کو راضی کرنا ہے اور وژن میں سینما کا مالک لکھ دیں تو بات کچھ بنی نہیں۔ purpose اللہ کو راضی کرنا ہو اور وژن میں حلال وحرام کی تمیز کے بغیر ہی پیسہ کمانا ہو تو بھی کوئی اچھی بات نہ ہوئی۔

عبداللہ کو یہ ساری سیدھی سادھی باتیں بغیر کسی مفکرانہ بحث کے بڑی اچھی لگ رہیں تھیں۔ وہ سوچ رہا تھا کہ یہی ہمارا اصل مسئلہ ہے۔ ہم بحیثیت مسلمان اور پاکستانی بڑا سوچتے ہوئے بھی ڈرتے ہیں۔ ہم نے تو خواب بھی دیکھنا چھوڑ دیئے ہیں۔ جب منزل ہی نہ ہوگی تو سفر کس سمت شروع کریں؟ اور بفرضِ محال منزل نہ بھی ملی تو بھی اِس سفر کی وجہ سے اچھے انسان تو بن ہی جائیں گے۔

یہ وژن دراصل چھوٹے چھوٹے ننھے ننھے چراغ ہیں جو پورے ملک میں جل گئے تو ہر طرف روشنی ہو جائے گی۔ اگر سب لوگوں تک امین بھائی کی یہ ٹریننگ پہنچ جائے تو ملک بدل جائے گا۔ میرا بھی ایک وژن ہونا چاہیے اور باقی ماندہ تمام عمر اُس میں لگا دوں گا۔

میں بھی بڑا خواب دیکھوں گا، ایک نئی TDL خود بخود عبداللہ کے دل میں جنم لے رہی تھی۔ میں لوگوں کو پڑھاؤں گا۔ اچھا کمپیوٹر سائنٹسٹ بناؤں گا تا کہ ملک کے لیے زرِمبادلہ لاسکیں وغیرہ وغیرہ۔ عبداللہ اپنی دنیا میں ہی مگن تھا اور وقفے کا ٹائم ختم ہوگیا۔

امین بھائی نے موضوع بدلا۔ آپ لوگوں نے کبھی پونی کی کہانی سُنی ہے؟

سب کا جواب نفی میں تھا۔ تو بھائی ایک تھا پونی (ایک چھوٹا سا کتا) اسے گاؤں دیکھنے کا بڑا شوق ہوتا ہے۔ ایک دن دوستوں سے مشورہ کر کے وہ گاؤں چلا جاتا ہے۔ گاؤں میں کنویں پہ پانی پینے کے لیئے رکتا ہے مگر پھسل کے گر جاتا ہے اور ڈوب کے مر جاتا ہے۔

اب گاؤں والے مولوی صاحب کے پاس آتے ہیں اور ماجرا سناتے ہیں کہ پونی گر گیا کنویں میں اور پانی ناپاک ہوگیا۔

مولوی صاحب کہتے ہیں کوئی بات نہیں 40 بالٹی پانی نکال لو پانی پاک ہو جائیگا۔ لوگ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

واپس آ جاتے ہیں کہ 40 بالٹی پانی نکالا مگر بدبو ابھی بھی باقی ہے۔مولوی صاحب 40 بالٹی اور نکالنے کا کہہ دیتے ہیں۔لوگ پھر واپس آ جاتے ہیں،مولوی صاحب کہتے ہیں بھائی آپ لوگ بڑے شکی مزاج ہو 40 اور نکال دو۔مگر لوگ پھر واپس کہ 120 بالٹیاں نکال چکے ہیں پانی جوں کا توں ہے اب مولوی صاحب کی برداشت سے باہر ہو گیا اور وہ ایک جمِّ غفیر کے ساتھ کنویں پر پہنچ گئے۔جھانک کے دیکھا تو پونی کی لاش تیر رہی تھی۔

بھائی اسکو کیوں نہیں نکالا؟ مولوی صاحب نے گاؤں والوں سے تعجب سے پوچھا۔

آپ نے پونی نکالنے کا کب کہا تھا؟ گاؤں والوں نے استفسار کیا۔

امین بھائی نے اپنی بات جاری رکھی۔تو آپ بتائیے اگر ہم کنواں خالی کر دیں اور پونی نہ نکالیں تو کیا کنواں پاک ہو جائے گا؟

عبداللہ نے ہنستے ہوئے نفی میں جواب دیا۔

بالکل اسی طرح ہمارا معاشرہ، ہمارے لوگ، ہمارے دوست، ہمارے احباب، ہمارے کولیگز ہزاروں کی تعداد میں پونی ہمارے دماغ میں بھر دیتے ہیں۔پھر اس کے بعد کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ہم کیا پڑھتے ہیں۔کہاں سے تجربہ لیتے ہیں،کیا تعلیم حاصل کرتے ہیں نتیجہ وہی صفر۔

جب ہم وِژن کی بات کرتے ہیں تو کئی ایک پونی ہمارے وژن کے ساتھ چپک جاتے ہیں۔اور ہمارے خوابوں کو گندے پانی کے کنویں سے باہر نہیں آنے دیتے۔

یہ کہہ کر سب لوگ لنچ کے وقفے پر چلے گئے۔مگر عبداللہ بھاری دل کے ساتھ اپنی زندگی کے پونی گنتا رہا۔اسکی گذشتہ TDL میں موجود ہر چیز اُسے ایک پونی ہی نظر آئی اور وہ خاموش بیٹھا آسمان کو تکتا رہا اور آنسو ٹپ ٹپ کر کے یکے بعد دیگرے آنکھوں سے گرتے رہے۔

☆.....☆.....☆

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

امین بھائی نے سیشن کو پھر سے شروع کیا۔

چار پونی ہیں جو سب سے پہلے وژن پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

1۔ زندگی Life

2۔ خاندان Family

3۔ وقت Time

4۔ جگہ Space

ہم کوئی وژن سوچ لیں وہ ہماری اپنی زندگی، خاندان اور جگہ کے اِرد گرد گھومتا ہے اور ہم اسے کسی نہ کسی وقت کے ساتھ قید بھی کر دیتے ہیں۔

مثلاً: میں چاہتا ہوں کہ میں کراچی کا سب سے بڑا تاجر بنوں

اب بذات خود اسی وژن میں کوئی برائی نہیں مگر یہ کراچی کی حدود میں قید ہے۔

مثلاً: میں چاہتا ہوں کہ اپنے بیوی بچوں کو تمام خوشیاں دوں

اس میں بھی کوئی بُرائی کوئی مضائقہ نہیں مگر یہ اپنے خاندان سے باہر نہیں آ رہا۔

اگر بڑا کام کرنا ہو تو ان چاروں سے باہر نکل کر سوچنا ہوگا۔ مثال کے طور پر ہمارے پیارے نبی ﷺ کا وژن کہ لوگوں کو اللہ کا پیغام پہنچانا ہے ان چاروں سے آزاد تھا۔

انہوں نے اپنے خاندان والوں پہ بھی کام کیا اور غیر خاندان والوں پر بھی، مکّۃ المکرّمہ میں بھی کام کیا اور دنیا بھر میں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہا کو بھیجا اور یہ کام انکی زندگی کے بعد بھی چودہ سو سالوں سے چل رہا ہے۔

اس جیسی مثالوں اور حوالوں سے آج کا دن ختم ہوا اور عبداللہ آج پھر جانماز پہ اپنے اللہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سائیں سے دعا مانگ رہا تھا۔ ؎

اپنی رحمت کے خزانوں سے عطا کر مالک
خواب اوقات میں رہ کر نہیں دیکھے جاتے

"اللہ سائیں! آپس کی بات ہے، ابھی تک کی زندگی تو ضائع ہوئی، آگے کی کسی کام لگ جاوے یہی بنتی ہے۔ آج تک صرف اور صرف اپنی ذات کا سوچا، کوئی کام کرنا چاہتا ہوں جو لوگوں کو فائدہ پہنچائے۔ عمر بھر نفع خور رہا اب نفع بخش بننا چاہتا ہوں۔ امین بھائی کہتے ہیں کہ وژن چاہ کا نام ہے۔ پیشین گوئی نہیں، میری چاہ ہے کہ ایسے لوگ تیار کروں جنھیں کمپیوٹر سائنس میں مہارت ہوتا کہ وہ اپنے پروگرامز کے ذریعے انسانیت کی خدمت کر سکیں۔ میں چاہتا ہوں کہ کوئی بڑا ادارہ بناؤں اس کام کے لیے۔ نہ عقل ہے نہ پیسہ نہ تجربہ، تو مدد کر میرے مالک!

تیرے لیے کیا مُشکل، تجھے کوئی اسمبلی سے بل تھوڑا ہی پاس کرانا ہوتا ہے۔

میری مدد کر میرے مالک! میرا ہاتھ پکڑ اور دیکھ پلیز اس بار صحیح لائن پر چلا دے آمین!"

آج ٹریننگ کا آخری دن تھا اور امین بھائی کا جوشِ خطابت عروج پہ۔ انھوں نے ٹریننگ کو آگے بڑھایا، آدمی زندگی میں مختلف کردار نبھاتا ہے جنھیں ہم roles کہہ لیتے ہیں۔ ان کی دو اقسام ہیں لازمی یا mandated رولز اور اختیاری یا electives۔ لازمی کردار وہ ہیں جو آپ چاہتے ہوئے بھی نہ چھوڑ سکیں مثلاً باپ کا رول۔ اب آپ اپنے بیٹے سے جا کے اگر کہیں کہ آج کے بعد تم میرے بیٹے نہیں تو آپکے صرف کہنے سے کچھ بھی نہ ہوگا، رشتے جوں کے توں قائم رہیں گے۔ اختیاری وہ رولز جو آپکی صوابدید پر ہوں مثلاً دوست۔ آپ جب چاہیں جیسے چاہیں دوست بدل سکتے ہیں۔ مثلاً جاب۔ آپ چاہیں تو استعفیٰ دے دیں اور کسی اور جگہ نوکری کر لیں۔ تو آپ سب لوگ اپنے تمام رولز کی ایک فہرست بنائیں۔ عبداللہ نے قلم نکالا اور کچھ ایسی فہرست تیار کر لی:

لازمی Mandated	اختیاری Electives
باپ	نوکر
بیٹا	دوست
بھائی	اُستاد

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اپنی ذات	شاگرد
داماد	کھلاڑی
کفیل	تیراک
امتی	شوہر
عبداللہ	انٹرنیٹ سرفر
	محلّہ کمیٹی
	مسجد کمیٹی
	لائبریری ممبر
	وغیرہ وغیرہ

امین بھائی پھر گویا ہوئے۔تقریباً وہ تمام کام جو آپ 24 گھنٹوں میں کسی نہ کسی roles کے تحت کرتے ہیں وہ یہاں آئیں گے۔اب لازمی کرداروں کو تو آپ کچھ کہہ نہیں سکتے تو اختیاری رولز میں سے ہر وہ رول جو آپکے وژن کا حصہ نہیں یا اُسے کسی نہ کسی طور support نہیں کر رہا' آپ اسے اُڑا دیں۔ ہر جنگ لڑنے والی نہیں ہوتی۔مثلاً اگر کسی کا وژن شاہد آفریدی بننا ہے تو اُسے 4 گھنٹے روز گانا گانے کی کیا ضرورت ہے وہ کرکٹ کھیلے۔آپ خود ہی منصف بن جائیں اپنے اختیاری رولز اور اپنے وژن کے بیچ۔اس طرح کرنے سے آپکی زندگی میں Focus یکسانیت بھی آئے گی اور وقت بھی بچے گا۔

وقفے میں عبداللہ معلومات کے اس طوفان کو ڈائی سیکٹ کر رہا تھا۔ٹھیک ہی تو کہتے ہیں اتنی سی زندگی میں کیا کیا کروں۔ بیواؤں کی خدمت کروں یتیموں کا خیال رکھوں، کتابیں لکھوں، پڑھاؤں، کمپنی کھولوں، ایدھی کے لیے ایمبولینس چلاؤں، پڑھوں یا ملکی سیاست میں حصہ لوں!

عبداللہ نے کاغذ پہ لکھنا شروع کر دیا۔ پاکستان میں مرد کی اوسط عمر 62 سال اور عورت کی 65 سال۔اب یہ کہتے ہیں کہ عمر پڑی ہے وہ ہے کہاں۔شروع کے 12 سال تو بچپنے کی نذر ہو جاتے ہیں۔اب اگر کوئی 70 سال بھی جیے تو 58 باقی بچے۔ہم دن میں کم از کم 8 گھنٹے سوتے ہیں۔24 گھنٹوں میں سے یہ ایک تہائی بنتا ہے تو کوئی 23 سال 4 ماہ ہم سو رہے ہیں۔8 ہی گھنٹے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کم از کم آفس میں جاتے ہیں ہر روز، 23 سال 4 ماہ وہاں گئے۔ پاکستانی اوسطاً 4 گھنٹے TV دیکھتے ہیں دن میں، یہ کوئی ساڑھے گیارہ سال بنتے ہیں، 4 گھنٹے ہم اوسطاً انٹرنیٹ کو دیتے ہیں ساڑھے گیارہ سال اِدھر گئے۔ ایک سال زندگی میں ہم طبعی ضروریات میں باتھ روم میں گزارتے ہیں۔

12 سال کی عمر میں اگر نماز فرض ہو تو اگر ہم 5 وقت روزانہ نماز پڑھیں اور دن میں ایک گھنٹہ بھی لگا دیں تو 70 سال کی عمر میں کوئی ڈھائی سال اللہ کو دینگے جس نے پیدا کیا اپنی عبادت کے لیے۔ 613,000 گھنٹوں کی زندگی میں سے صرف 20 ہزار گھنٹے؟

کوئی بات بنی نہیں۔ پوری زندگی جب تک عبادت کے مفہوم کے تحت نہیں آجاتی تب تک حق تو ادا نہ ہو سکے گا۔ کیا آپ کوئی ایسا نوکر رکھو گے جو اپنے اصل کام کو صرف 3.5% وقت دے اور باقی بے کار بیٹھا رہے؟ اور یہ 3.5% وقت بھی ہم کب دیتے ہیں۔ مہینوں گزر جاتے ہیں مسجد کا منہ دیکھے ہوئے۔

جتنی تیزی سے عبداللہ کا قلم چل رہا تھا اس سے کہیں زیادہ رفتار سے اُس کا دماغ اور دل۔

ٹھیک ہے امین بھائی! آج پھر رت جگا اور electives کا مذبح خانہ

وقفے سے آتے ہی امین بھائی نے ایک اور کاری وار کیا۔

آپ لوگوں کو مائیکروسافٹ ایکسل تو آتی ہوگی؟

تو ایک بار چارٹ بنائیں اور نیچے لکھ دیں تمام رولز جو باقی بچ گئے ہیں۔

باپ بیٹا اُمتی عبداللہ پڑوسی

ہمیں ان تمام رولز کو کسی نہ کسی، کم از کم معیار پر نبھانا چاہئے۔ جیسے کہ اسکول میں 33% نمبروں پہ پاس ہوتا ہے یا یونیورسٹی میں GPA 2.2 پر۔ اسی طرح ہر رول کا ایک (MPL) Minimum Perfomance Level ہوتا ہے۔ اگر اس سے نیچے آئے تو ظلم میں شمار ہوگا، اُوپر گئے تو احسان۔ ظلم کا مطلب ہے کسی چیز کو اسکی جگہ سے ہٹا دینا۔ مثلاً ماں باپ کے لیے MPL ہے کہ انہیں اُف بھی نہ کی جائے۔ اب آپ خود اندازہ لگالیں کہ بار چارٹ میں آپ کہاں ہیں؟ احسان کا مطلب ہے وہ چیز جو موجودہ ریسورسز میں اُس سے بہتر ممکن نہ ہو۔ غرض آپ کی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سب سے بہتر کاوش۔

کسی آدمی کے پاس 10 روپے ہیں اور وہ 10 روپے صدقہ کر دیتا ہے تو اُس آدمی سے بہتر ہوگا جو لاکھ روپے دے 10 کروڑ میں سے۔ اب آپ کو تمام رولز کے MPL معلوم کرنے ہیں۔ اور ان MPLs کو پورا کرتے ہوئے مر گئے تو کامیاب ورنہ ناکام۔ اس کے بعد امین بھائی نے مولانا تقی عثمانی صاحب کا شعر بھی سنا دیا۔

قدم ہوں راہِ الفت میں تو منزل کی ہوس کیسی
یہاں تو عین منزل ہے تھکن سے چور ہو جانا

امین بھائی نے ٹریننگ کا اختتام کیا۔

تو آپ لوگ گھر جائیں۔ رولز لکھیں MPL ڈھونڈیں اور وژن بنائیں کہ 100 سال بعد آپ اپنے آپکو کس رول میں کس جگہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ اپنی ذات کے رول میں تو بزنس مین بن جائیں مگر باپ، بھائی عبداللہ کے سارے رولز متاثر ہو جائیں۔ پھر سوچیں کہ 50 سال والا وژن کیا ہوگا۔ 25 میں کہاں ہونگے۔ اور 5,10, اور 1 سال کا پلان بنالیں حتی کہ مہینوں ہفتوں اور دنوں کی کوشش کریں تا کہ آج آپ جو کام کر رہے ہیں وہ آپکے 100 سال والے وژن سے connect ہو سکے۔

☆.....☆.....☆

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اس ٹریننگ سے عبداللہ کو اپنے بہت سے سوالوں کے جواب مل گئے۔ وہ کسی حد تک مطمئن تھا کہ چلو زندہ رہنے کا کوئی بہانہ تو ملا، کوئی راستہ تو نظر آیا، میرا کوئی مقصد حیات تو ہے۔ زندگی کے اندھیروں میں یہ چھوٹی سی کرن عبداللہ کے لیے ڈوبتے کا سہارا تھی۔

آج رات اس نے احمد صاحب کو فون کر کے شکریہ ادا کیا اور کہا کہ وہ انکی باقی ٹریننگز بھی کرنا چاہتا ہے۔ مگر فی الحال پیسے نہیں ہیں۔ احمد صاحب نے آفر دی کہ آپ کورسز کر لیں پیسے جب ہوں تب دے دینا۔

یوں عبداللہ کی زندگی میں ایک باب اور شروع ہوا۔ ٹریننگز اور وژن کا۔

☆.....☆.....☆

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عبداللہ یونیورسٹی میں واپس آیا اور دن رات پڑھانے میں لگ گیا۔ بچوں کو پڑھانا اور اچھا کمپیوٹر سائنٹسٹ بنانا اس کے وژن کا حصہ تھا۔ اس نے اپنی ریسرچ لیب بنائی اور ریسرچ پر بہت زور دینے لگا۔ دیکھتے ہی دیکھتے یونیورسٹی عبداللہ کی گرویدہ ہوگئی۔ پروفیسر عبداللہ کی کلاس میں پڑھنا طالب علموں کے لیے وجہِ افتخار سمجھا جانے لگا۔ بیچلرز کی ایک کلاس میں سے 13 انٹرنیشنل پبلی کیشنز آگئیں اور عبداللہ کے اسٹوڈنٹ دنیا بھر میں اسکالرشپ پر جانے لگے۔ 4 طالب علموں کو وہی سینیٹر اسکالرشپ ملی جس پہ عبداللہ خود گیا تھا۔ عبداللہ نے ڈیپارٹمنٹ کا curriculum تبدیل کر دیا اور دنیا کے بہترین کورسز متعارف کروائے۔ اس شہرت اور کام کی وجہ سے عبداللہ جلد ہی نظروں میں آ گیا اور اسے ہر اُس کمیٹی کا ممبر بنا دیا جاتا جس کا اس سے دور دور تک کا واسطہ نہ ہوتا۔ اُسے سزا کے طور پر ڈرائیورز کمیٹی، گارڈن کمیٹی، اوپن ہاؤس کمیٹی اور اِس جیسی ہی نجانے کون کون سی کمیٹیاں جس میں سوائے وقت ضائع ہونے کے کچھ نہ ہوتا کی ذمہ داری سونپ دی جاتی۔

عبداللہ جلد ہی اِس علم دشمن ماحول سے بیزار ہونے لگا، اس بیزاریت سے نجات پانے کے لیے اس نے دن رات وژن پڑھنا شروع کر دیا ہم کس طرح وژن بنائیں کیسے عمل کریں۔ یہ اس موضوع پر بھی چیمپین بننا چاہتا تھا۔ شاید ہی کوئی ایسی کتاب ہو اس موضوع یا اس سے متعلقہ موضوع پہ جو عبداللہ نے نہ پڑھ ڈالی ہو۔ اور شامت آئی ہمیشہ کی طرح بے چاری بلّو کی جسے گھر اور بچوں کے تمام معاملات کے ساتھ ساتھ عبداللہ کو بھی manage کرنا پڑتا۔ اُس نے عبداللہ کو مزید ٹریننگز کروانے کے لیے اور اس کی کتابوں کا خرچہ برداشت کرنے کے لیے اپنا زیور تک بیچ دیا اور پارٹ ٹائم کام بھی شروع کر دیا کہ عبداللہ میں زندگی کی رمق ہی اُس کا اثاثہ تھا۔ عبداللہ نے بارہا کوشش کی کہ بلّو بھی یہ ٹریننگز کر لے، وہ گئی بھی، مگر اُس کا دل نہ لگنا تھا نہ لگا۔ وہ ہمیشہ سے اپنے آپکو

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ایک کمزور سی گناہگار انسان کہتی جس سے کچھ نہ بن پڑتا ہو۔

عبداللہ نے یونیورسٹی میں ہونے والی ہر زیادتی کے بدلے میں مزید پڑھنا شروع کر دیا جس دن یونیورسٹی میں کوئی تلخ کلامی ہوتی اور اس دن کچھ اور نئی کتابیں وہ بلّو سے کہا کرتا کہ اس ملک میں ہونے والے مظالم کا واحد انتقام علم ہے۔

عبداللہ جب بھی پالو آلٹو، روبن شرما، اسٹیفن کوی، جم کولنز یا سیم والٹن کی کتابیں پڑھتا تو آ کے بلّو سے ڈسکس کرتا۔ وہ ہمیشہ ہنس کے خاموش ہو جاتی مگر کوئی نہ کوئی جملہ ایسا بول دیتی کہ عبداللہ ہفتوں سر پیٹتا رہتا۔ ایک دن کہنے لگی۔ عبداللہ تم اپنی ذہانت، اپنی باتوں اور لفّاظی سے کسی شخص کی زبان چپ کروا سکتے ہو مگر دل نہیں جیت سکتے۔

دل جیتنا ہو تو surrender کرنا سیکھو۔

ایک دن کہنے لگی عبداللہ میرا دل ہر اُس چیز کو کرنے کا چاہتا ہے جو اللہ کو ناپسند ہے۔ دل کی سنوں تو اللہ ناراض، اللہ کی سنوں تو دل ناخوش، یہ چکی تمام عمر یونہی چلتی رہے گی۔

وہ اکثر عبداللہ سے کہتی، عبداللہ آرام کر لیا کرو، کچھ دنوں کے لیے چھوڑ دو اس وژن کے چکر کو۔ خیر و شر کی ازلی لڑائی میں بندہ تھک بھی تو جاتا ہے۔ کچھ دیر آرام کر لے تو کیا مضائقہ۔

مگر عبداللہ کو تو جو ایک دھن سوار ہو جائے وہ ہو جائے۔ اسی علم و شوق میں زندگی کی گاڑی رواں دواں تھی کہ ایک دن صبح صبح عبداللہ کو ریکٹر آفس سے کال ملی۔ وہ ملنے پہنچا تو ریکٹر صاحب نے خوشخبری سنائی کہ آپکی تنخواہ میں 25 ہزار روپے کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔

عبداللہ اس غیر متوقع خبر پر پریشان ہوا کہنے لگا آخر کیوں؟

جی وہ ہمارے سسٹم ایڈمنسٹریٹر system administrator نے استعفیٰ دے دیا ہے تو آج سے آپ کے پاس system administrator کا ایڈیشنل چارج بھی ہے۔

مجھے قبول نہیں ریکٹر صاحب۔

مگر ڈاکٹر عبداللہ آپ کو یہ کام آتا ہے۔

جی مجھے کھانا پکانا بھی آتا ہے تو جس دن آپ کا باورچی چلا جائے اُس کا ایڈیشنل چارج بھی فدوی کو عطا کر دیجئے گا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دیکھیے ریکٹر صاحب میں نے PHD کیا ہے کوشش ہے کچھ ریسرچ ورک کرلوں۔
ازراہِ کرم میرے کیریئر سے مذاق نہ کریں۔
ہم نے آپکو مطلع کرنے کے لیے بلایا تھا مشورے کے لیے نہیں۔آپ جاسکتے ہیں،
ریکٹر نے گویا حتمی فیصلہ سنادیا۔
عبداللہ نے کاغذ قلم نکالا، وہیں استعفیٰ لکھا اور گھر واپس۔
بلو نظر آئی تو عبداللہ نے زبردستی مسکراتے ہوئے عنایت علی خاں کا شعر پڑھ دیا۔ ؎

جو سر کٹنے پہ راضی ہوں، انھیں جھکنا نہیں آتا
وہی منزل کو پاتے ہیں جنھیں رکنا نہیں آتا

بلّو ایک شعر میں سب کچھ سمجھ گئی اور گھر کی پیکنگ میں لگ گی کہ یونیورسٹی کا دیا ہوا مکان خالی کرنا ہے۔

رات کھانے پہ عبداللہ سے پوچھا اب کیا کرو گے عبداللہ؟
اللہ کی زمین وسیع ہے بلّو، کچھ کرتے ہیں۔سوچ رہا ہوں گاؤں جا کے برتنوں کی ریڑھی لگا لوں۔یونیورسٹی کا اچھا خاصہ تجربہ تھا وہاں یہ ہوا، کارپوریٹ سیکٹر کا تو تجربہ ہی نہیں ہے وہاں کیا ہو گا۔آج جواباً بلّو نے بھی شعر سنادیا۔ ؎

تو نے جو کچھ بھی کہا، میں نے وہی مان لیا
حکمِ حوّا کی قسم، جذبِہ آدم کی قسم

عبداللہ آج ایک بار پھر روڈ پہ تھا۔جگہ جگہ نوکری کی درخواست دے رہا تھا۔مگر انٹرویوز میں ہر جگہ فیل۔کچھ لوگ اسکی ذہانت سے خوفزدہ ہو جاتے،تو کچھ کو اسکے لہجے کی کاٹ پسند نہ آتی،ایک HR مینجر تو پھٹ ہی پڑے۔

ڈاکٹر عبداللہ آپ بہت خطرناک انسان ہیں۔آپکو کوئی کیسے قبول کرے۔اپنے مضمون میں آپ خود اتھارٹی ہیں تو کوئی آپکو Technically چیلنج نہیں کرسکتا۔روپے پیسوں کی قدر آپ نہیں کرتے تو یہ طریقہ بھی بے کار مرنے سے آپکو ڈر نہیں لگتا۔تو جو آپ چاہیں گے وہ کریں گے۔
ہم آپکو جاب نہیں دیں گے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اور عبداللہ گھر آ کے پھر سے بلّو کو روداد سنا دیتا۔ اس اثناء میں وہ ایک 200 صفحات کا وژن ڈاکومنٹ لکھ چکا تھا اپنا اور اپنی فیملی کا کہ زندگی میں کرنا کیا ہے جسے وہ ماسٹر پلان کہتا تھا۔

بلّو روز اسکی تیاری کرواتی۔ اُسے زیادہ بولنے سے منع کرتی اور روانہ کر دیتی۔

آج ایک ڈیفنس آرگنائزیشن میں اس کا بہت اہم انٹرویو تھا۔

جب عبداللہ اپنے سافٹ ویئر اور مہارت کی presentation دے چکا تو CEO نے کہا کہ آپ یہیں جوائن کر لیں، آپ صرف مجھے رپورٹ کریں گے۔ آپکو اُن ٹیکنالوجیز پر کام کرنا ہوگا جن میں بحیثیت قوم ہم دوسرے ممالک کے محتاج ہوں۔ کب سے شروع کریں؟

عبداللہ کی خوشی انتہاؤں کو چھو رہی تھی۔ اچھی تنخواہ گھر اور گاڑی اور کام بھی 100 فی صد اسکے اپنے وژن سے متعلق۔ وہ خوشی خوشی گھر آیا سبھی خوش تھے سوائے بلّو کے۔

بلّو نے کہا، عبداللہ اتنے خوش نہ ہو، خوشی تمہیں کم ہی راس آتی ہے۔

یہ دیکھو تم نے کیا کرنا ہے، تمھیں اپنے آپ سے کیا چاہیے؟ یہ بھول جاؤ دنیا تم سے کیا چاہتی ہے۔ ورنہ ہمیشہ اُداس ہی رہو گے۔

عبداللہ نے جواب میں لمبی چوڑی تقریر کر ڈالی کہ وہ کسی طرح اس وژن سے پاکستان کو تبدیل کر دے گا اور بلو ہمیشہ کی طرح ہنستے ہوئے کھانا لگانے چلی گئی۔

☆.....☆.....☆

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

زندگی پھر سے مکمل رفتار سے دوڑی چلی جا رہی تھی۔ کام کے سلسلے میں عبداللہ اکثر ملک سے باہر چلا جاتا اور ساتھ میں کوئی نہ کوئی کورسز بھی کر آتا۔

اب تو احمد صاحب نے اُسے اپنے لیکچرز میں بھی بلانا شروع کر دیا تھا جہاں وہ کلاس سے کچھ باتیں کر لیتا اور یوں عبداللہ کی شہرت دور دور تک جانے لگی۔

بلّو ہر رات کو صرف یہ دعا مانگتی کہ اے اللہ میرے عبداللہ کا خیال رکھنا۔

اسکی رفتار مجھے ہمیشہ پریشان کرتی ہے اس میں ٹھہراؤ لا، یہ پارہ کی طرح اچھلتا پھرتا ہے اور لوگوں کے حسد اور نظر کا شکار ہو جاتا ہے

اسکی طبیعت بہت تھرد یلی ہے اُس پہ رحم کر۔

☆.....☆.....☆

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ایک دن عبداللہ کے ایک دوست ڈاکٹر رمضان اسے ایک مفتی صاحب کے پاس لے گئے۔عبداللہ جانا نہیں چاہتا تھا اُسے اب مولوی حضرات اور مفتیانِ کرام سے ڈر سا لگنے لگا تھا مگر اس دن وہ اپنے دوست کے اصرار پر چلا گیا۔ جب تک عبداللہ پہنچتا مفتی صاحب اپنا لیکچر ختم کر کے جا رہے تھے۔عبداللہ نے ان سے ملاقات کی اجازت مانگی اور دو ہفتوں کے بعد کا وقت مقرر ہوا۔عبداللہ دو ہفتوں بعد ٹھیک وقت پر مفتی صاحب کے گھر پہنچ گیا یہ سوچتا ہوا کہ انہیں وقت اور دن دونوں بھول چکے ہونگے مگر مفتی صاحب موجود بھی تھے اور منتظر بھی۔

مفتی صاحب کے گھر میں لگ بھگ 40 ہزار کتابیں تھیں جنہیں دیکھ کر ہی عبداللہ کا دل بلیوں اُچھلنے لگا۔اُس نے بے ساختہ کہا۔

صرف اِتنا ہے واقعہ دِل کا
ہم نے کھویا ہے تم نے پایا ہے

یہ مفتی صاحب عبداللہ کو بہت پسند آئے۔ پڑھے لکھے۔انگریزی بھی جانتے تھے اور کئی ممالک کا سفر بھی کیا تھا۔نہ سیکرٹری، نہ دائیں بائیں مریدوں کا جمگھٹا نہ تصنّع، نہ بناوٹ اور نہ ہی لفّاظی، دو چار باتیں سیدھے سادھے الفاظ میں کر دیں اور بس۔

عبداللہ کا دل انکی جانب کھنچتا چلا گیا۔عبداللہ کو ان کی شخصیت اپنے مولانا عبدالرحمٰن صاحب جیسی لگی۔اوپر سے انکی زبان اور اُردو میں بہت چاشنی تھی۔

بقول شاعر

سلیقے سے ہواؤں میں جو خوشبو گھول سکتے ہیں
ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جو اُردو بول سکتے ہیں

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کچھ ہی عرصے میں اس جاب میں بھی وہی مسائل آنا شروع ہو گئے۔ اس بار قصور عبداللہ کا ہی تھا۔ اس کے رویے میں لچک نہ تھی۔ کیونکہ وہ اپنی زندگی کا ایک فلکسڈ ڈاکومنٹ بنا چکا تھا۔

لہٰذا کسی کے کہنے پر اس میں کوئی ردوبدل نہ کرنا چاہتا تھا۔

مزید یہ کہ حاسدوں کی حسد کا بھی کوئی ٹھکانہ نہیں ہوتا۔ صبح شام کوئی نہ کوئی مسئلہ کوئی نہ کوئی جھوٹ جسے برداشت کرنے اور اپنی صفائی میں عبداللہ کا پورا دن نکل جاتا۔ دراصل جھوٹ بولنا بھی ایک صلاحیت ہے جسے خدا کسی کسی کو نہیں بھی دیتا۔ مگر عموماً عبداللہ کا واسطہ "باصلاحیت" لوگوں سے ہی پڑا۔

عبداللہ کا اب تک مصمّم یقین ہو گیا تھا کہ پاکستان میں کسی بچے کو نفسیاتی مریض بنانا ہو تو کسی کمپنی میں جاب کروا دو۔ ایک ہی سال میں جھوٹ، مکاری، غیبت، حسد اور ظلم اسکی فطرتِ ثانیہ بن جائے گی۔ باہر ممالک میں کام میں ایمانداری ملتی ہے۔ ہمارے ملک میں مذہبیت۔ اللہ کے اور رسول ﷺ کے نام پر گردنیں کاٹ دیں گے مگر اسلام پر عمل نہیں کریں گے۔ ہم اسلام کو کام نہ کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ عاشق رسول ﷺ سارے ہیں، اُمتی کوئی نہیں۔

ذوقِ جنوں ستم کی حدوں سے گزر گیا
کم ظرف زندہ رہ گئے اِنسان مر گیا

تجربات کی یہ اذیتیں اب تلخیاں بن کر عبداللہ کی زبان پر آ چکی تھیں۔

وہ جتنا زیادہ کام کرنا چاہتا اُسے اتنی پریشانیوں اور رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا۔

اور جواب میں وہ سب کو وژن اور MPL کی چھڑی سے ہانک دیتا۔ وہ ہر ایک سے اُمید لگاتا کہ وہ احسان excellence کے درجے پہ کام کرے گا۔ جواب ظلم میں آتا تو عبداللہ تلخ ہو جاتا۔

عبداللہ باقاعدگی سے مفتی صاحب کے پاس جانے گا، کبھی کچھ پوچھ لیتا، کبھی صرف جو بھی بات چیت چل رہی ہوتی وہ سن کے آ جاتا اور ڈائری میں لکھ لیتا۔ ایک دن مفتی صاحب کہنے لگے۔

''ڈاکٹر صاحب زندگی کا مقصد اللہ کی رضا ہے۔ اور اگر حشر کے روز ہم اللہ کو دیکھ کے مُسکرائے اور وہ ہمیں دیکھ کے مسکرائے تو یہ ہوگی کامیابی، اور یہ ہے وہ اصل کامیابی کہ جس پر فخر کیا جا سکے۔"

عبداللہ نے بات لکھ لی مگر سوچنے لگا کہ وہ ایسا کیا کرے کہ یہ نتیجہ نکلے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ایک دن مفتی صاحب سے پوچھا کہ انسان اور بندے میں کیا فرق ہے؟
اور بندگی کسے کہتے ہیں؟
"انسان وہ ہے جو کسی کو دکھ نہ پہنچائے۔ جو آدمی غصے، عقل اور جنس کو کنٹرول میں رکھ سکے وہ ہے انسان۔"
"اور بندگی نام ہے اپنے آپ کو معبود کے حوالے کر دینے کا، اب یہ الگ بات ہے کہ اس نے معبود کس کو چنا ہوا ہے۔"
آج عبداللہ پھر سے بجھ گیا آج بلّو کو پھر پتہ تھا کہ رت جگا ہوگا۔
"یا اللہ! میں تو آج تک انسان بھی نہ بن سکا۔ نہ ہی عقل پہ کنٹرول ہے، نہ ہی جنس پر نہ غصے پر، یہ کیا ہو گیا! میں تو بڑا خوش تھا کہ بڑے بڑے کام کر رہا ہوں۔ وژن ہے مگر میں تو بندہ بھی نہ بن سکا۔ میں نے تو اپنے آپ کو میں کے حوالے کر دیا ہے اور دن رات اسی میں مگن ہوں۔ مجھ سے زیادہ چالاک تو بلّو نکلی جو پہلے دن سے ہی اپنے آپ کی نفی کرتی آئی ہے۔
میرے اللہ! پھر کوئی طوفان واپس ہے خیال رکھنا۔"

میں ایسے جمگھٹے میں کھو گیا ہوں
جہاں میرے سوا کوئی نہیں ہے

اب عبداللہ کے سوالوں میں تیزی آ گئی تھی اور وہ ہر ملاقات پہ مفتی صاحب پر سوالوں کی بوچھاڑ کر دیتا۔
زندگی کسے کہتے ہیں مفتی صاحب۔
"زندگی جل اٹھنے یا بجھ جانے کا نام نہیں ہے، یہ نام ہے سُلگتے رہنے کا۔"
مفتی صاحب کیسے پتہ لگے کہ بندے کا اللہ کے پاس کیا مقام ہے؟
''بڑا آسان ہے، بندہ یہی دیکھ لے کہ اللہ کا اس کے پاس کیا مقام ہے''
اگر اللہ کو ہر شے پہ فوقیت دیتا ہے کہ پہلے اللہ پھر بیوی پہلے اللہ پھر جاب تو اللہ کے یہاں بھی مقدم ہے۔ اور اگر اللہ کی پرواہ نہیں کرتا تو عین ممکن ہے کہ وہاں بھی اشرافیہ میں سے تو نہ ہوگا۔"
اور پھر رت جگا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"یا اللہ، میں نے تو آج تک کوئی کام تیرے لیے کیا ہی نہیں آج تک تیرا خیال ہی نہ آیا، تیرا نام لے کے کام اپنے لئے کرتا رہا، کمپیوٹر سائنس آتی ہے وہی پڑھائی اور طرہ یہ کہ وژن کا لفافہ لپیٹ کر یہ سمجھ لیا کہ سب کچھ تیرے لیے ہے۔ اور جب کہ ایسا نہیں ہے، بڑی خیانت ہوگئی میرے اللہ، معافی دے دے۔ سوال دینے والے اللہ جواب بھی دے دے آمین!

عبداللہ نے بھرپور کوشش کی کہ جاب چلتی رہے اور وہ بہت دل لگا کے کام کرنے لگا، وژن کی بات اس نے تقریباً کرنی چھوڑ ہی دی۔ احمد صاحب اور امین صاحب سے تعلق بھی بس واجبی سا رہ گیا۔

عبداللہ کی تیز طبیعت مفتی صاحب کی دھیمی طبیعت سے موافق نہیں تھی، وہ چاہتا تھا کہ اُسکے سارے سوالوں کے جواب ایک نشست میں مل جائیں، مفتی صاحب کہتے تھے کہ اُمتوں کا مزاج صدیوں میں بنتا ہے۔ تقویٰ اِختیار کرو۔ یہ 4 چیزیں دیتا ہے۔

تقویٰ سوال سکھاتا ہے

تقویٰ جواب دیتا ہے

تقویٰ علم دیتا ہے اور

پھر اس علم سے ملنے والے غرور کا سدِّ باب بھی کرتا ہے۔

نوکری کے معاملات ٹھیک ہوئے تو عبداللہ کو پھر سے جوابات کی تلاش ہوئی

جھوٹ کیا ہے؟

MPL کیسے پورے ہوں؟

vision پہ کام کیسے ہو؟

جن لوگوں کا vision نہ ہو اُن سے کیا معاملہ ہو؟

میری بلّو جو پڑھائی کی ازلی دشمن ہے اُس سے ساتھ کیسے چلے؟

اب میری نئی TDL کیا ہو؟

عبداللہ ان سوالوں کے جواب چاہتا تھا مگر مفتی صاحب سے نہیں۔ اُن کے پاس جانے سے نفس پر چوٹ پڑتی تھی اور یہ بات عبداللہ جیسے پڑھے لکھے آدمی کو قبول نہیں تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ کسی کھونٹے سے بندھے بغیر سب کچھ سیکھ جائے اور سالوں کی منزلیں، دنوں میں طے کر لے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عبداللہ کے ایک پروفیسر دوست اسے اپنے ساتھ جنوبی پنجاب کے ایک گاؤں میں لے گئے ایک شیخ کے پاس جن کے دنیا بھر میں لاکھوں مرید تھے۔ عبداللہ نے وہاں پہنچ کر ملاقات کی کوشش کی مگر اُن کے کلاشنکوف بردار محافظین کی جماعت نے اسے ملنے نہ دیا اور کہا کہ مسجد میں جا کے بیٹھو۔

کوئی دو گھنٹوں بعد وہ حضرت تشریف لائے، نماز پڑھائی، ابھی عبداللہ سنتیں پڑھ ہی رہا تھا کہ مجمع میں سے ایک شخص اس کے اوپر ٹانگ رکھتا ہوا گزر گیا۔ عبداللہ نے سلام پھیرتے ہی اسے جالیا۔

اُو بھائی! کدھر بھاگ رہے ہو، انسان نظر نہیں آتا کیا؟

میں حضرت کے دِیدار کو جا رہا ہوں۔ آؤ لائن میں لگ جاؤ، ہاتھ ملا لو، کئی روز سے رو رو کے اس دن کی دعا مانگی ہے۔

اللہ کی مسجد میں، اللہ کی نماز میں، رو رو کے کسی اور کو مانگتے ہو شرم نہیں آتی۔

عبداللہ کی آنکھوں میں انگارے بھر گئے تھے۔

حضرت سے مل لو، دو جہاں کامیاب ہو جائیں گے۔ وہ شخص تڑپا۔

بھاڑ میں گئے تمھارے حضرت، نہیں ملاتا ہاتھ۔ ساتھ جانیوالے دوستوں کے بڑے اصرار پر عبداللہ نے ہاتھ تو ملا لیا مگر یہ اس کی حضرت کے ساتھ آخری ملاقات تھی۔

واپسی پر وہ یہی سوچ رہا تھا کہ اب کس کے پاس جائے۔ ؎

خدا وندا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیّاری ہے سلطانی بھی عیّاری

☆.....☆.....☆

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کچھ روز میں عبداللہ کا کراچی میں جانا ہوا، ایک دوست اپنے ایک شیخ کے پاس لے گئے۔ عبداللہ کمرے میں داخل ہوا تو درجنوں لوگ بھرے ہوئے تھے۔ شیخ صاحب ایک نئے بندے کو ''مرید نے'' مرید بنانے کی کوشش کر رہے تھے۔ انہوں نے ہونیوالے مرید سے پوچھا۔ یہ نیک لوگوں کی مجلس ہے۔ تم شراب تو نہیں پیتے؟ جی نہیں، جھوٹ،، بالکل نہیں، غیبت! توبہ کریں جی! کوئی لڑکی وڑکی؟ اب مرید صاحب خاموش۔

عبداللہ سے پھر صبر نہ ہوسکا اور پہنچ گیا ان دونوں کے سر پر، ارے مولوی صاحب، کیوں ڈھنڈورہ پیٹتے ہو اُن چیزوں کا جنھیں خدا چھپا لیتا ہے، اور مرید سے کہا کے بھاگ جا یہاں سے، کیوں زندگی برباد کرنے آیا ہے۔ اور مولوی صاحب میری دعا ہے کہ اللہ آپ سے یہ تمام گناہ کروائے جن کی کنفرمیشن آپ اس بچے سے چاہ رہے تھے۔

اور اس کے بعد ظاہر ہے نہ شیخ صاحب نے کچھ ''عنایت'' کرنا تھا، اور تو اور ساتھ لے جانے والے "دوست" بھی زندگی بھر کو کنارہ کش ہوگئے۔

☆.....☆.....☆

www.iqbalkalmati.blogspot.com

آج عبداللہ کافی عرصے بعد مفتی صاحب کے پاس آیا وہ کسی سے بات کر رہے تھے۔

کہنے لگے، "اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ فلاں شخص اپنے اختیار، اثر ورسوخ یا دولت کی وجہ سے میرے حلقے میں آجائے یا میرا مرید بن جائے تو یہ بات طریقت میں شرک ہے۔"

عبداللہ تو گویا انتظار میں تھا، اس نے سوالوں کی پوٹلی پھر کھول دی۔

مفتی صاحب، جھوٹ کیا ہے؟

کائنات کا سب سے بڑا جھوٹ ''میں'' ہے۔ آدمی سارے بت توڑ دیتا ہے۔ علم کا دولت کا، شہرت کا، امارت کا، عہدے کا، شرک کا، مگر اپنی ذات کا بت بنالیتا ہے اور اِسے پوجنا شروع کر دیتا ہے۔ اور اس کا ٹیسٹ یہ ہے کہ خلافِ معمول کوئی کام ہو جائے، کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو پہلا خیال یہی آتا ہے کہ کل سے کسی کو اللہ کی طرف نہیں بلاؤں گا، دعوت نہیں دوں گا پڑھاؤں گا نہیں، اپنے کرتوت ایسے اور نام اللہ کا۔ یہ ہوا یوں کہ وہ پہلے روز سے ہی اپنا پیٹ بھر رہا تھا اور اپنے لئے ہی کام کر رہا تھا اللہ کے لئے تو تھا ہی نہیں۔

عبداللہ کو دنیا گھومتی ہوئی محسوس ہوئی۔ وہ اُٹھ کے واپس چلا آیا۔

☆.....☆.....☆

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عبداللہ نے اپنے آپکو کچھ دنوں کے لیے کمرے میں قید کیا اور شروع سے ہر بات کا جائزہ لینے لگا کہ ہوا کیا ہے؟

اِسے احساس ہوا کہ اُس نے وژن بنا کے تمام ان لوگوں کی گردنیں اُتارنی شروع کر دی تھیں جن کا وژن بظاہر کچھ نہ ہو۔ اور وہ خود پرستی کے ایسے گرداب میں پھنستا چلا گیا جس کا اندازہ اِسے خود بھی نہ ہو سکا۔ مفتی صاحب کے دو جملے اس کے کانوں میں زہر گھول رہے تھے۔

''مے کا نشہ ایک رات میں اُتر جاتا ہے ''میں'' کا نشہ زندگی بھر نہیں اُترتا۔''

اور

''مرنے کے بعد سب سے پہلے جو چیز چھن جاتی ہے وہ اختیار ہے۔''

ساری اَکڑ، فوں فاں، ٹاں ٹاں سب گئی، اب کر لو بات۔

جیسے جیسے عبداللہ سوچتا گیا ویسے ویسے اس کی حالت غیر ہوتی چلی گئی۔

اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی اور بلّو اندر آئی۔

عبداللہ کی حالت دیکھتے ہی بلّو نے پوچھا اب کیا ہے عبداللہ، اب کیوں پریشان ہو؟ کس ٹرک کی لال بتی کے پیچھے بھاگ کر آئے ہو؟

اور عبداللہ بچوں کی طرح بلک بلک کے رونے لگا۔

جذبات کا جوار بھاٹا تھما تو بلّو نے کہا۔

دیکھو عبداللہ، سب سے پہلے تو دھیمے ہو جاؤ، تربیت نیستی کو کہتے ہیں۔ ''میں کچھ نہیں'' سے بہتری کا آغاز ہوتا ہے۔ اپنے آپ پہ کام کرو۔ جب بچہ جوان ہو جاتا ہے یا تو اُسے آ کے ماں باپ کو بتانا نہیں پڑتا بلکہ محلے والے آ کے بتا جاتے ہیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

میرے خیال میں جب تم اس قابل ہو جاؤ گے کہ کام لیا جائے تو اللہ کے یہاں سے بلاوا خود ہی آ جائے گا اتنی بھی کیا جلدی ہے؟

لوگوں کو حقیر مت جانو، گناہگاروں کی عزت کرو، گناہ بھی تو ایک تعلق ہی ہے۔ اپنے رب سے جس اللہ نے تمہیں یہ مقام دیا ہے اسی اللہ نے کسی کو کہیں اور رکھ چھوڑا ہے۔ خدائی کاموں میں علّت نہ ڈھونڈا کرو، اُس کا فضل کسی وجہ کا محتاج نہیں ہوتا۔

عبداللہ! کبھی کبھی کوئی شخص کچھ نہ کر کے بھی اپنا حصہ ڈال رہا ہوتا ہے، اس کی مثال میچ کے اُس کھلاڑی کی سی ہوتی ہے جو پورا میچ کچھ نہیں کرتا جسے تمہارے جیسے لوگ visionless مخلوق کہتے ہیں، مگر پھر آخری بال پہ لگنے والا باؤنڈری کا چھکا اس کے ہاتھوں میں آ کے گرتا ہے اور وہ سرخرو ہو جاتا ہے۔

عبداللہ، گناہ بھی اللہ کی نعمت ہوتے ہیں، یہ بندے کو بندہ بنا کے رکھتے ہیں۔ گناہ ہو ہی نہ تو بندہ اوتار بن جائے۔ میں تو گناہگار بندی ہوں مگر پتہ نہیں کیوں لگتا ہے کہ پرسکون قلب والوں کی تہجد سے ندامت میں تڑپنے والوں کی راتیں زیادہ مقبول ہوتی ہیں۔

عبداللہ کان کھول کے سن لو، منزل تو بے وقوفوں کو ملتی ہے، عقلمند آدمی ہمیشہ سفر میں رہتا ہے۔

عبداللہ کو بلو سے اس قسم کی گفتگو کی قطعاً امید نہ تھی۔ وہ حیرت کے جھٹکے سے باہر نکلا تو کہنے لگا، اللہ کی ولی تجھے یہ سب کس نے سکھایا، بلو نے ہنستے ہوئے کہا، کیوں کیا اللہ صرف تمھارا ہے۔ کیا کسی اور کو مانگنا نہیں آتا؟ کیا کوئی کنواں دیکھا ہے جس میں پانی باہر سے ڈالتے ہوں؟ علم ہمیشہ اندر سے آتا ہے باہر سے تو معلومات ملتی ہیں۔ اور مفتی صاحب بھی صرف تمہارے تھوڑا ہی ہیں ان کے لیکچرز میں نے تم سے زیادہ سنے ہیں۔

عبداللہ! ایک کام کرو عمرے پہ چلے جاؤ، شاید تمہارا دل کچھ ہلکا ہو۔

عبداللہ کو آج پہلی بار احساس ہوا کہ ہنستی مسکراتی شرارتیں کرتی بلّو اندر سے کتنی گہری ہے اور اپنے آپ کی جستجو میں اس نے آج تک بلّو کو دیکھا ہی نہیں۔

کتنے سلجھے ہوئے طریقے سے
ہمیں اُلجھن میں ڈال جاتے ہو

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

آج عبداللہ کا دن آفس میں اچھا نہیں گزرا، واپسی پر وہ سیدھا مفتی صاحب کے پاس پہنچ گیا اور پوچھنے لگا۔

مفتی صاحب یہ لوگ اتنا تنگ کیوں کرتے ہیں؟ نہ کام کرتے ہیں نہ کرنے دیتے ہیں۔ کس مصیبت میں پھنس گیا ہوں۔

عبداللہ جیسے پیسوں کی زکوٰۃ ہوتی ہے بالکل اِسی طرح اللہ تعالیٰ کے فضل کی یاsuccess کی بھی ایک زکوٰۃ ہے اور وہ یہ کہ لوگوں کا ظلم جھوٹ اور حسد برداشت کیا جائے۔ اور یہ ایسے نہیں کہ سال دو سال میں کوئی واقعہ پیش آجائے۔ یہ ایسے برستا ہے جیسے کہ مون سون میں بارش، تم زکوٰۃ دیئے جاؤ اللہ کا فضل بھی مینہ بن کے برسے گا۔

ہاں! مفتی صاحب مگر جو تن بیتے وہ تن جانے

یہ تو ہے عبداللہ پاکستان میں 3 چیزیں حرام ہیں۔ سؤر کا گوشت، پڑھنا اور سچ بولنا۔ ان تمام باتوں سے واسطہ تو پڑنا ہی ہے۔

اچھا ایک بات بتائیں یہ کیسے پتہ لگے کہ بندہ جو کچھ بھی کر رہا ہے وہ صحیح راستے پر ہے بھی یا نہیں؟

جب کوئی بندہ صحیح راستے پر ہوتا ہے تو 3 میں سے ایک کام ہوتا ہے۔

1۔ اللہ اُس کا دل کسی کام کے لیے کھول دیتا ہے اور پھر دنیا ایک طرف اور وہ ایک طرف۔ وہ صرف وہی کام کرتا رہتا ہے۔

2۔ اُس کا جس بندے سے تعلق ہوتا ہے وہ اُس سے جا کے پوچھتا ہے کہ کیا کروں تو اللہ اس کے ٹیچر / شیخ کے دل میں کوئی بات ڈال دیتے ہیں۔ وہ اُسے وہی مشورہ دے دیتا ہے اور

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بندہ کام سے لگ جاتا ہے۔

3۔ تیسرا case بڑا interesting ہے بندہ بڑا کمزور ہوتا ہے۔ اللہ کو پتہ ہوتا ہے کہ کسی کام میں ڈال دیا تو بہک جائے گا۔ اب یہ بندہ تمام عمر ٹامک ٹوئیاں مارتا رہتا ہے اور کوئی بڑا کام نہیں کر پاتا مگر جب مرتا ہے تو فلاح پا جاتا ہے۔

اچھا ہے، یہ بتایئے ٹیچر/اُستاد کون ہوتا ہے؟

نلکا دیکھا ہے کبھی آپ نے، دھوپ میں گرمی کی شدت سے تپ رہا ہوتا ہے۔

اب کوئی آدمی آئے اور اس میں سے ٹھنڈا پانی نکلے تو بندہ کتنا خوش ہوگا۔

مگر اگر نلکے کی زبان ہوتی تو بندے کا شکریہ ادا کرتا کہ تو آیا تو میرے میں سے بھی پانی گزر گیا۔ اسی طرح ہر طالب علم اپنا رزق لے کے آتا ہے۔ یہ اس کی طلب ہے جو پانی کھینچتی ہے ٹنکی میں سے۔ نلکے کو اترانا نہیں چاہیے۔ اگر مانگنے والے ہاتھ نہ رہیں تو دینے والے کا مصرف نہیں بچتا۔ بس اللہ سے مانگتا رہے۔ جیسے پیٹرول، پیسہ خرچ ہو جاتا ہے، اسی طرح روحانیت بھی خرچ ہو جایا کرتی ہے، پھر آپ لوگوں سے ملتے ہیں تو وہ آپکو consume کر لیتے ہیں۔ بندے کو چاہیے کہ رات کی تنہائی میں اپنے رب سے connect ہو کے چارج ہو جایا کرے۔

اچھا تو یہ بتائیں کہ راہبر mentor کا انتخاب کیسے کیا جائے؟

چند باتیں دیکھ لیں؛

1۔ تربیت کہاں سے ہوئی ہے؟ کس سے کہاں پڑھا ہے۔ تربیت کے لیے زندوں کے پاس جانا ہی پڑتا ہے۔

2۔ تقویٰ اور ذکر سے واسطہ ہو۔

3۔ کتابیں پڑھتا ہو، آس پاس موجود معاشرے کے اتار چڑھاؤ کا علم ہو۔

4۔ اس کے پیچھے کوئی نہ کوئی ٹیچر ضرور ہو۔ خود سے اس فیلڈ میں پختگی نہیں آتی۔

عبداللہ، مفتی صاحب نے بات جاری رکھی، صالح سے پہلے مصلح بننے کا شوق ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ اُسے بیٹے سے پہلے باپ بننا ہے۔ ایسا آدمی ایک پورے حلقے کو برباد کر جاتا ہے۔

مفتی صاحب کیسے یقین آئے کہ بندہ جو کچھ کر رہا ہے بس ٹھیک ہے اور دل ایک طرف ہو جائے؟

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

''یقین کا نہ آنا ہی بہتر ہے۔ یہ ڈر و خوف رہے کہ جو کچھ بھی کر رہا ہے پتہ نہیں قبول ہوگا بھی کہ نہیں بڑی اچھی چیز ہے۔ اسی امید و خوف کے بیچ زندگی گزر جائے، جوانی میں خوف غالب رہے تو بڑھاپے میں اُمید۔ یقین کا نہ ملنا ہی اچھی بات ہے۔''

اچھا اب آخری سوال، جی فرمایئے (مفتی صاحب نے مسکراتے ہوئے جواب دیا)

میں کوئی بڑا کام کرنا چاہتا ہوں۔ دنیا بھر میں مسلمانوں پر ظلم ہو رہے ہیں میں کیا کروں؟

''کمرہ بند کر کے کنڈی لگا کے بیٹھ جائیں۔ اپنے آپ پہ کام کریں۔ جس فیلڈ میں آپ ہیں اُس میں کمال حاصل کریں اور فی الحال باقی ساری فکریں چھوڑ دیں۔''

☆.....☆.....☆

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عبداللہ کی زندگی میں اب کافی ٹھہراؤ، کافی دھیما پن آ گیا تھا۔ اب اس نے گھر اور بچوں پر توجہ دینا شروع کر دی تھی۔ کچھ دنوں میں بڑے بیٹے کا رزلٹ آ گیا۔

انگریزی اور ریاضی میں 90% سے زائد مارکس جبکہ اُردو میں صرف 40%۔

بلّو نے عبداللہ سے کہا کہ کوئی tutor لا دو۔ عبداللہ انگریزی اور ریاضی پڑھانے کے لیے tutor لے آیا۔ بلو نے خوب سنائی کہ مارکس تو اردو میں کم ہیں۔ عبداللہ نے جواب دیا کہ ہم عمومی طور پر ایک well-rounded پرسنلٹی کا خواب دیکھتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا بچہ پڑھائی میں بھی ٹاپ کرے اور کھیل میں بھی۔ ڈرامہ بھی کرے اور بیت بازی بھی۔ بچوں پہ رحم کھانا چاہئے۔ اِنسان کے بچے ہیں فیکٹری میں تھوڑا ہی بنے ہیں مجھے عبدالرحمٰن کو غالب یا اقبال نہیں بنانا۔ مگر انگلش میں شیکسپیئر ضرور بنے، ریاضی میں پال آرڈش بن جائے۔ جو strength ہے اس پہ فوکس کرتے ہیں، weakness کو فی الحال چھوڑ دیتے ہیں۔ بلّو کو اِس بار بھی عبداللہ کی منطق سمجھ نہ آئی مگر وہ ہنس کے خاموش ہوگئی کہ چلو اِسی بہانے یہ بچوں میں دلچسپی تو لے رہا ہے۔ عبداللہ نے اب تینوں بچوں کو گھر میں خود بھی پڑھانا شروع کر دیا تھا اور وہ ساتھ ساتھ انھیں قرآن پاک کی تعلیم بھی دلوا رہا تھا۔ مگر وہ اِسلامی تعلیم سے کچھ مطمئن نہ تھا۔

ایک دن اپنے ایک دوست سے ذکر کیا جو کسی یونیورسٹی میں بڑے پروفیسر تھے۔ عبداللہ نے کہا۔ پروفیسر صاحب میں بچوں کی دنیاوی تعلیم سے تو مطمئن ہوں مگر دینی تعلیم سے نہیں۔ مولوی صاحب صحیح نہیں پڑھاتے، میں کیا کروں۔

عبداللہ تم بچوں کی اَسکول فیس بھرتے ہو!

جی 50 ہزار فی بچہ تو ایڈمیشن کے دیئے ہیں۔ 9 ہزار ماہانہ الگ۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تو27ہزار فیس ہے3بچوں کی، اسٹیشنری اور trip کا خرچہ الگ اور آنے جانے کی transportation۔کل کتنا ہوا۔ پروفیسر صاحب نے سوال کیا۔عبداللہ کچھ نہ سمجھتے ہوئے متعجب لہجے میں بولا' کوئی 35 سے 40 ہزار ہونگے۔

اچھااور مولوی صاحب جو گھر پڑھانے آتے ہیں انھیں کیا دیتے ہو؟

جی 1500 روپے مہینہ تینوں بچوں کے۔عبداللہ نے شرمندگی سے جواب دیا۔

تو بھئی سیدھی سی بات ہے۔کوئی ایسا مولوی ڈھونڈو جو ایڈمیشن کے ڈیڑھ لاکھ لے پھر کم از کم 15 ہزار مہینہ۔ پھر دیکھو دینی تعلیم کیسی جاتی ہے۔

عبداللہ شرمندہ گھر لوٹا اور مولوی صاحب تبدیل کر دیئے۔

☆.....☆.....☆

www.iqbalkalmati.blogspot.com

آج عبداللہ بہت خوش تھا، اُسے آج آفس سے عمرے کی چھٹی مل گئی تھی۔ کچھ ہی روز بعد عبداللہ بلّو کے ساتھ عمرے پہ جا رہا تھا۔ عجیب سی کیفیت تھی شرمندگی بھی، یاسیت بھی، اُمید بھی اور ڈر بھی۔

راستے بھر سوچتا رہا کہ کیا دعائیں مانگے گا اور کعبۃ اللہ پر نظر پڑتے ہی کیا کہے گا۔ سنا تھا لوگوں کو رونا آتا ہے، غشی طاری ہو جاتی ہے۔ مگر عبداللہ کو ایسا کچھ نہ ہوا، ایک عجیب سا سرور تھا جو اُسے محسوس ہو رہا تھا، اُس کے منہ سے صرف اتنا ہی نکل سکا۔

''مَن جا میرے ربا، مَن جا میرے ربا،

ہاتھ جوڑ کے تجھ سے تجھی کو مانگنے آیا ہوں، نامراد نہ لوٹانا

سخی کی شان ہوتی ہے کہ پکڑ لے تو چھوڑ دیا کرتا ہے، پوچھیو نہیں میرے اللہ، پوچھنا مت، حساب مت لینا اللہ ایسے ہی چھوڑ دینا۔

طواف میں عبداللہ طرح طرح کی دعائیں مانگتا رہا۔ اللہ مجھے گھر دے دے، اللہ مجھے گاڑی دے دے، اللہ علم دے، اللہ لکھنا سکھا، اللہ بولنا سکھا، اللہ تقویٰ دے، اللہ ہاتھ پکڑ، اللہ راستہ دکھا، اللہ رسوا نہ کرنا، اور پتہ نہیں کیا کیا۔

☆.....☆.....☆

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عمرے سے فارغ ہو کے عبداللہ مدینۃ المنوّرہ گیا۔ وہاں روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلّم پر دل کو بڑا سکون ملا۔ یوں بھی رمضان کی طاق راتیں تھیں۔ عبداللہ نے پوری کوشش کی کہ زیادہ سے زیادہ عبادت ہو سکے۔

عبداللہ نے اپنی پہلی نعت بھی یہیں کہی' اور دن رات زیارتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کرتا رہا مگر وہ نہ ہوئی۔

☆.....☆.....☆

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عمرے سے واپس آ کر عبداللہ نے اپنے آپ اور گھر والوں پہ کام شروع کر دیا اور دنیا سے تقریباً لاتعلق ہو گیا۔ دوست احباب کم ہوتے چلے گئے۔ امین بھائی اور احمد صاحب سے کبھی کبھار ملاقات ہو جاتی۔ ایک درد کا احساس تھا جو عبداللہ کو ہوتا اور وہ اُن سے بھی دور ہوتا چلا گیا۔ بات یہ نہیں تھی کہ وہ جو کچھ پڑھا رہے تھے وہ غلط تھا۔ خود عبداللہ کو اس نے بڑا فائدہ پہنچایا، سوگ اس بات کا تھا کے ایسے بڑے لوگوں سے سیکھ کر بھی عبداللہ کورا رہ گیا، وہ کنویں سے بھی پیاسا آ گیا۔ اس نے صحیح لوگوں سے بھی غلط چیز سیکھ لی اور جو علم اسے ملا وہ اُسے برتنا نہ آیا۔

جب بھی اِن کورسز کا خیال آتا، عبداللہ کو اپنے اندر موجود "میں" یاد آ جاتی اور وہ تکلیف سے آنکھیں بند کر لیتا۔

☆.....☆.....☆

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جب کبھی جاب یا کوئی اور مسئلہ پیش آتا عبداللہ مفتی صاحب کے پاس پہنچ جاتا۔ اور وہ کوئی نہ کوئی تسلی بخش جواب دے دیتے۔ ایک دن عبداللہ نے پوچھا کہ اُسے ہی کیوں اتنی پریشانیاں آتی ہیں۔ ایک دنیا ہے جو مست ہے۔ خوش وخرم ہے، اِسی کے دل کو چین کیوں نہیں آتا، یہ سر پھٹول قسم کے لوگ اس کے ہی نصیب میں کیوں؟

مفتی صاحب نے دھیمے سے جواب دیا کہ عبداللہ ہم مریضوں کے معاشرے میں زندہ ہیں۔ حتی الامکان صبر کیا کرو۔ اس معاشرے میں سچ بولنے کی زکوۃ تنہائی ہے۔ کوئی جانور پال لو کہ کہنے سُننے کو کوئی تو ہو پاس میں۔

ابھی عبداللہ کی زندگی میں کچھ ٹھہراؤ آ ہی رہا تھا کہ اُسے امریکہ سے ایک فیلوشپ اور مل گئی 2 ماہ کے لیے۔ وہ خوشی خوشی گیا اور درجنوں میٹنگز کیں۔ اس بار اس نے امریکہ ایک نئے رنگ سے دیکھا وہ یہ جاننے کی کوشش کرتا رہا کہ ورلڈ کلاس ادارے بنتے کیسے ہیں۔ وہ کون سی سوچ، کون سے لوگ ہوتے ہیں جو اِن کی بنیاد رکھتے ہیں۔ وہ درجنوں تھنک ٹینکس میں گیا۔ بڑی بڑی یونیورسٹی کے سربراہان مِلا اور ایک سے بڑھ کے ایک وژنری بندے سے مِلا۔ اسے احساس ہوا کہ اگر بڑا کام کرنا ہے تو دنیا سے اچھائی یا تعریف کی امید نہیں رکھنی چاہیے اور سر جھکا کے کام کرنا چاہیئے۔

عبداللہ فیلوشپ سے واپس آیا اور جاب سے استعفیٰ دے دیا۔ اب کی بار تو بلّو بھی پریشان ہوگئی کہ کیا ہوگا۔ یونیورسٹی وہ چھوڑ چکا تھا اور کارپوریٹ ورلڈ سے بھی دِل اُچاٹ ہوگیا۔ عبداللہ اب کیا کرو گے؟ بچوں کی پڑھائی کا کیا ہوگا؟ گاڑی بھی نہیں رہے گی، گھر بھی۔ اور کوئی saving بھی نہیں ہیں۔ جتنا پیسہ کمایا تم نے سب لگا دیا پڑھائی، کتابوں اور صحرانوردی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

(دنیا گھومنے) میں۔

بلّو، یہ 9 سے 5 والی جاب خوابوں کی سب سے بڑی دشمن ہے۔ ہم اپنی کمپنی کھولیں گے۔ اپنی مرضی کا کام کریں گے۔ اتنے تو پیسے مل ہی جائیں گے کہ دو وقت کی روٹی کھا سکیں۔ ہم دن رات کو مکس کر دیں گے۔ تو تیاری پکڑ، آج رت جگا ہے۔

"اللہ سائیں، تھک گیا ہوں لوگوں کی غلامی کرتے کرتے، کسی اور کے وژن پہ کام کرتے کرتے۔ آج سے تو میرا CEO بن جا اور کوئی اچھا سا کام لے لے، کہ میری دنیا اور دین دونوں سنور جائیں۔ آمین!"

عبداللہ نے شہر میں کیلوریز کے مطابق برگرز کی دکان کھول لی۔ بلّو نے بڑا سمجھایا کہ دنیا ہنسے گی کہ Phd کر کے برگر بیچ رہے ہو مگر عبداللہ نے ایک نہ سنی۔ کہنے لگا کہ بلّو دل میں ایک بڑا قبرستان بنا کے کُل جہاں کو ایک بار ہی دفنا دو اور فاتحہ پڑھ لو تا کہ آج کے بعد کسی کی تعریف سے کوئی فرق نہ پڑے نہ بُرائی سے۔

دُکان تو کھل گئی مگر گیس نہ لگ سکی۔ رشوت کے بغیر اِس ملک میں کوئی کام مشکل سے ہی ہو تا ہے۔ کبھی سلنڈر دستیاب تو کبھی نہیں۔ کچھ ہی مہینوں میں عبداللہ کو دکان بند کرنی پڑی۔ نقصان الگ ہوا۔

☆.....☆.....☆

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اب کی بار بلّو نے سوچا کہ کپڑوں کا بوتیک کریں۔ یہ کام اچھا چل نکلا مگر کچھ ہی ماہ میں منیجر پیسے لے کے بھاگ گیا۔ اور عبداللہ اور بلّو پھر روڈ پر ۔۔۔ بلّو نے ہنستے ہوئے عبداللہ سے کہا کہ آپکے ابو ٹھیک ہی کہتے تھے، پتہ نہیں کس فقیر کی بددعا ہے۔ تمہارا کوئی کام نہیں چلتا۔ ایک مسلسل گرداب ہے جس میں پھنسے رہتے ہو۔

عبداللہ نے ہنس کے جواب دیا کہ بلّو زندگی نام ہی ہمت اور محبت کا ہے۔ کم ہمت لوگوں کو مرجانا چاہیے تاکہ ہمت والے ریسورسز کا استعمال کرسکیں۔ تو غم نہ کر۔ بچوں کا اِسکول چھٹ چکا تھا۔ گاڑی بِک چکی تھی اور کوئی راہ سُجھائی نہ دیتی تھی۔ آج عبداللہ نے پھر رت جگا کرنا تھا۔

"یااللہ! پھر سے ناکام ہوگیا۔ اب تو نیا کام کرنے کے بھی پیسے نہیں ہیں۔ اب تک بلّو نے بڑا ساتھ دیا ہے۔ وہ بھی پریشان ہے۔ بچوں کی پڑھائی بھی چھوٹ چکی ہے۔ تو ہی ہے تیرے سوا کسی سے نہ مانگوں گا۔ تو ہی مدد کر"۔

عبداللہ نے اگلے ہفتے سافٹ ویئر ڈویلپمنٹ کی کمپنی کھول لی۔ اِس کام میں اُس کا نام بھی تھا اور وہ ماہر بھی تھا تو کچھ کام ملنا شروع ہوگیا۔ عبداللہ نے ایک بار پھر دن ورات کا فرق باقی نہ رکھا اور کمپنی دیکھتے ہی دیکھتے ترقی کرتی چلی گئی۔

اُسے ایک سرمایہ کار سے ngel Funding بھی مل گئی اور صرف ایک سال کے عرصے میں عبداللہ کا اپنا گھر اپنی گاڑی بھی ہوگئی اور بچوں کی پڑھائی کا سلسلہ بھی شروع ہوگیا۔ معاشی فراغت نصیب ہوئی تو عبداللہ کی توجہ پھر ذکرواذکار کی طرف آئی۔ وہ رمضان میں مفتی صاحب کے ساتھ اعتکاف میں بیٹھنے کا ارادہ رکھتا تھا کہ خوب گزرے گی مل بیٹھیں گے جو دیوانے دو۔

☆.....☆.....☆

www.iqbalkalmati.blogspot.com

آج عبداللہ کی ملاقات ملک کے ایک مایۂ ناز صحافی سے ہوئی۔ عبداللہ نے اُن سے پوچھا کہ وہ لکھنا چاہتا ہے کوئی مدد کریں۔ انھوں نے جواب میں عبداللہ کی عمر پوچھی۔ 35 سال۔ آپ یہ خیال چھوڑ دیں۔ صحافی نے فیصلہ سنایا۔

کیونکہ اگر آپ میں لکھنے کا ہنر ہوتا تو اب تک دنیا آپ کا نام جان چکی ہوتی۔

دیکھئے، میں دنیا کے 200 ممالک گھوما ہوں، میں نے آپ کا نام نہیں سنا۔ اس کا مطلب ہے کہ صحافت کیا آپ نے دنیا کی کسی فیلڈ میں بھی کامیابی حاصل نہیں کی اور نہ آئندہ کر سکتے ہیں۔ 35 سال ایک لمبی عمر ہوتی ہے کچھ کر دِکھانے کے لیے، آپ کیا کرتے رہے ہیں۔ آپ کا وِژن کیا ہے؟ اگر کوئی ہے تو؟

عبداللہ نے جواباً کہا جی کوشش کر رہا ہوں کہ انسان بن جاؤں، بندہ بن جاؤں بس اور کچھ نہیں۔

اِتنے میں صحافی کے ساتھ موجود ایک پولیس اِفسر نے سوال جھاڑ دیا۔ ارے! آپ وہی عبداللہ تو نہیں جو سنیٹر سکالرشپ پر امریکہ گئے تھے اور ابھی حال بھی میں ایک اور فیلوشپ کر کے آئے ہیں!

جی ہاں! میں وہی ہوں؟

آپ تو غدار ہیں، امریکہ کے ایجنٹ ہیں۔

یہ قطعاً غیر متوقع وار تھا۔ عبداللہ نے بمشکل تمام اپنے غصے کو سنبھالا اور دھیمی آواز سے کہا۔

ماشاءاللہ۔ آپکی ان معلومات کا ماخذ کیا ہے۔

فلاں مولوی صاحب نے ایک مجلس میں یہ بات کہی تھی۔

بات آئی گئی ہوگی۔ عبداللہ مولوی صاحب سے نہ صرف مل چکا تھا بلکہ انھیں جانتا بھی تھا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اگلے دن عبداللہ اُن کی رہائش گاہ پر پہنچ گیا۔

سلام دعا کے بعد عبداللہ نے عرض کی، حضرت یہ واقعہ ہوا ہے، میں نے سوچا بجائے اس کے کوئی بدگمانی رکھوں ڈائریکٹ آپ سے ہی پوچھ لوں۔

مولوی صاحب گویا ہوئے۔

''نہیں بھئی۔ ہم نے تو صرف یہ کہا تھا کہ ڈاکٹر عبداللہ کی پرسنلٹی پہ تشویش ہے۔''

باقی باتیں دنیا نے خود ہی لگالیں۔ عمومی طور پر جینز جیکٹ پہننے والوں کو مذہبی طبقے میں اچھا نہیں سمجھا جاتا۔ وہ لڑکیوں وغیرہ کے چکر میں رہتے ہیں۔ جو بار بار امریکہ جائیں وہ شراب سے کہاں بچ پاتے ہیں؟

ارے حضرت تو زانی ہو گیا، شرابی ہو گیا، غدار اور امریکی ایجنٹ کیسے ہوا۔

جانے دو عبداللہ بہت سی باتیں اگر نہ کہیں تو "اٹھا لئے جائیں گے۔'' ''تمھیں اِن باریکیوں کا نہیں پتہ۔ وطن کی محبت کے ثبوت کی طور پر غیروں کی بُرائی لازم ہوتی ہے۔''

جی حضرت سچ کہا۔ اُٹھائے تو ایک دن سب ہی جائیں گے اور بڑا ہی سخت دن ہو گا وہ۔ ٹھیک ہے وہیں ملتے ہیں۔

اور عبداللہ دِل پہ ایک زخم اور سجائے واپس آ گیا۔

☆.....☆.....☆

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عبداللہ اِس رمضان کو بھرپور طریقے سے منانا چاہتا تھا اور اُس نے اہتمام کی کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی تھی۔ روزے تراویح، ذکر اذکار، نمازیں، تلاوت ونوافل سب پورے جا رہے تھے۔ زندگی میں پہلی بار ایسا رمضان میسر آیا تھا کہ اُس پہ پڑھائی کا بوجھ نہیں تھا نہ ہی جاب کی جھنجھٹ۔ کمپنی کے سارے کام ایک ماہ کے لئے پلّو کے حوالے کر کے عبداللہ نیکیاں کرنے میں جُتا ہوا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ رمضان کی طرح اعتکاف بھی پرفیکٹ ہو جائے تو مزہ آ جائے۔

اعتکاف میں بیٹھنے سے 2 دن پہلے عبداللہ کو ایک فون کال آئی۔

ہیلو۔ سر عبداللہ؟

جی بول رہا ہوں۔

آپ کیسے ہیں؟ میں آپکو مِس کرتی ہوں، میں آپکے ساتھ یونیورسٹی میں تھی آپکی اسٹوڈنٹ۔

جی ہاں۔ یاد آیا میں ٹھیک ہوں۔ میں بھی آپکو یاد کرتا ہوں۔

اور عبداللہ نے کوئی 10 منٹ بات کی۔

فون رکھا تو احساس ہوا کہ کئی جملے نا منا سب تھے اور اسے کسی بھی طرح اُس لڑکی کے جذبات کو سراہنا نہ چاہئے تھا۔

پرفیکٹ رمضان کا بُت دھڑام سے زمیں پر آ گرا۔ ایسی ندامت ہوئی کہ عبداللہ کو بخار چڑھ گیا اور اگلے روز روزہ بھی نہ رکھ سکا۔ جس کا اُسے شدید افسوس رہا۔

آج اعتکاف کا دن تھا، عصر کے بعد مسجد پہنچنا تھا مگر عبداللہ ہسپتال میں 104 بخار میں تپ رہا تھا۔ ظہر کے بعد عبداللہ نے بمشکل تمام اپنے ہاتھ اُٹھائے اور دعا مانگی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"اے اللہ! اے میرے مالک۔ غلطی ہوگئی میں کسی کام کا نہیں ہوں معاف کر دے۔ امریکہ میں Wedding Crashers بہت ہوتے ہیں۔ بن بلائے مہمان مجھے بھی Etkaf Crasher کے طور پر ہی بلا لے۔

میرا بخار اتار دے۔ جہاں اتنے سارے نیک لوگ آئیں گے وہاں اس بدکار کو بھی بلا لے۔ مثال کے طور پر کہ لوگ مجھ کو دیکھ کے کہہ سکیں گے کہ ایسے لوگوں کو اللہ نہیں بلاتا۔ میرے مالک شادی میں لوگ فقیروں کو بھی کھانا کھلا دیتے ہیں۔ تو اس فقیر کو بھی بلا لے۔ معاف کر دے میرے مولا! اب نہیں کروں گا"۔

عصر سے کچھ پہلے عبداللہ کا بخار ٹوٹ گیا اور عبداللہ آخری منٹ پر مسجد پہنچ گیا۔

مسجد میں ناموں کا اندراج ہو رہا تھا کہ ایمرجنسی کی صورت میں کسی سے Contact کیا جا سکے۔ عبداللہ نے ڈر کے مارے اپنا جعلی نام لکھوا دیا کہ کہیں نام کی وجہ سے اعتکاف سے ہی نہ نکالا جائے۔ ویسے بھی وہ اعتکاف کر یشر ہی تو تھا۔

☆.....☆.....☆

www.iqbalkalmati.blogspot.com

آج رات بڑی بھاری گزری، گناہوں کی کسک بار بار ہچکولے لیتی اور عبداللہ کو اپنی ذات سے نفرت ہو رہی تھی۔ مفتی صاحب سے فجر کے بعد تنہائی میں بات کرنے کا موقع ملا تو عبداللہ نے جا کے سب کچھ بیان کر دیا۔

کہ کیا کالے کرتوت کر کے یہاں چلا آیا ہے۔ اُسے ڈر تھا کہ کہیں اُس کے اعمال کی نحوست کی سزا میں اللہ تعالیٰ اُس سے مفتی صاحب کا ساتھ بھی نہ چھین لیں۔ وہ ایک بار پھر کنویں سے پیاسا نہیں لوٹنا چاہتا تھا۔ مفتی صاحب نے تمام بات سنی اور کہا سو جاؤ عبداللہ، کوئی بات نہیں، ہوتا ہے، چلتا ہے۔ اللہ معاف کرنے والا ہے۔

عبداللہ سونے لیٹ گیا مگر یہ دعا مانگتے مانگتے.....

''اے میرے اللہ! میں آج تیری حِس مزاح کا قائل ہو گیا ہوں، تو ہی نیکیاں کرواتا ہے۔ تو ہی گناہ کرواتا ہے۔ تاکہ شاید میں بندہ بن کے رہوں۔ تو مجھے آسانی والا راستہ دے۔ مجھ پہ کرم کر میرے مالک!''

☆.....☆.....☆

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عبداللہ سو کے اُٹھا تو کافی فریش تھا اور ایک عجیب سی خوشی کا احساس بھی۔ خوشی اِس بات کی اپنی ذات کا جو بت وہ پچھلے 35 سالوں سے اُٹھائے پھر رہا تھا وہ چکنا چُور ہو گیا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ ''میں'' تو نکلتی نہیں زندگی ختم ہو جاتی ہے مگر وہ آج اس بات کا قائل ہو گیا تھا کہ جو نیکی دعویٰ پیدا کرے اس سے وہ گناہ بہت بہتر ہے جو توڑ کے رکھ دے اور آج بلّو کی بات بھی سمجھ میں آ گئی کہ گناہ بھی اللہ کی نعمت ہوتے ہیں۔

☆.....☆.....☆

www.iqbalkalmati.blogspot.com

طبیعت سنبھلی تو وہ مفتی صاحب کے پاس جا کے بیٹھ گیا جو لوگوں سے باتیں کر رہے تھے، وہ کہہ رہے تھے کہ

''گناہ کرنے سے زندگی کم ہو جاتی ہے اور وقت سے برکت اٹھ جاتی ہے۔ خصوصًا جس جگہ سے اللہ رزق دیتا ہے وہاں گناہ کرے گا تو شاید روزی بڑھ جائے مگر برکت نہیں رہے گی۔''

عبداللہ کو وہ تمام فلمیں گانے یاد آئے جو اُس نے اپنے لیپ ٹاپ پر دیکھے تھے۔ وہ لیپ ٹاپ کی ہی مدد سے تو رزق کماتا ہے۔ اُس کا سر ندامت سے جھک گیا۔ اُس نے جھٹ سوال کر دیا۔

مفتی صاحب: ندامت کی انتہا کیا ہے؟

''چھوڑ دے اُس کام کو جس سے ندامت ہو رہی ہے۔ ایک دن مرنا ہے، اللہ کا سامنا کرنا ہے کیا جواب دے گا۔ چاہئے کہ بندہ بن کر رہے۔''

مفتی صاحب، ایک بات اور، میں عمرے پہ گیا، نہ مجھے رونا آیا نہ ہی کوئی کیفیت گزری تو کیا میرا دِل اِتنا سیاہ ہو گیا ہے۔

"ڈاکٹر صاحب، اصل عبادت ہے، کیفیت نہیں۔ اللہ تک پہنچنے کی دو راہیں ہیں۔ ولایت کی اور نبوّت والی، ولایت والی راہ بڑی متاثر کن ہے۔

کمالات، معجزات، منزلیں سلوک مگر یہ خطرناک بھی بہت ہے، بڑی گھاٹیاں ہیں۔ دوسری نبوت کی ہے سیدھی سادھی۔ بندے کو بندہ بن کے رہنا چاہیے۔"

مفتی صاحب نے اپنی بات جاری رکھی

ایمان کی 4 stages ہیں۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

1۔ صحیح عقیدہ
2۔ صحیح علم
3۔ صحیح عمل
4۔ اخلاص

عبداللہ کافی دیر تک اِن باتوں پر سوچتا رہا کہ، نہ تو اُس کا عقیدہ ہی صحیح ہے، علم پاس ہے نہیں، عمل وہ کرتا نہیں اور اخلاص میں اپنی ذات کو ہی پوجتا ہے۔

وہ اٹھ کر نماز پڑھنے چلا گیا کہ کچھ دل ہلکا ہو۔

☆.....☆.....☆

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نماز پڑھ کے عبداللہ نے دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے۔

"اے اللہ، لوگ تجھ سے اپنی نیکیوں کا واسطہ دے کر معافی مانگتے ہیں۔ میرے پاس تو نیکیاں ہیں کوئی نہیں۔ میں تجھ سے اپنے گناہوں کے صدقے معافی مانگتا ہوں۔ اے اللہ تو ہی تو وہ ذات ہے جو میرے اور میرے نفس کے درمیان حائل ہونے پر قادر ہے۔ اے میرے مالک تیری شان کی قسم میں تو آج تک کسی گناہ سے لطف تک نہ اُٹھا سکا۔ گناہ سے پہلے بھی تیرا خیال گناہ کے بیچ میں بھی تیرا ڈر اور گناہ کے بعد بھی تیرا خوف۔ اے میرے مالک تو کیا کرے گا مجھے عذاب دے کر، میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں اور صرف تجھی پر ایمان رکھتا ہوں۔ میرے ٹوٹے ہوئے بے لطف گناہوں کے صدقے مجھے معاف کر دے۔ اے میرے مالک صلاحیت اظہار کی طلبگار ہوتی ہے۔ تیری رحمت کی شان ہے تُو مجھ جیسے گناہ گار کو بخشش دے میں تمام عُمر تجھے یاد رکھوں گا، اپنی بے قیمت نیکیوں میں، اپنے ادھورے گناہوں میں اور اپنی تڑپتی دعاؤں میں۔

☆.....☆.....☆

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

آج اعتکاف کا دوسرا روز تھا اور عبداللہ پہلے روز کی نسبت کافی بہتر محسوس کر رہا تھا۔ کئی ایک سوال تھے جو اس کے دِل و دماغ پہ چھائے ہوئے تھے۔

- یہ گناہوں کی عادت ختم کیوں نہیں ہوتی ؟
- کیا مال و دولت کمانا بُری بات ہے؟
- اخلاقیات کا حل کیا ہے؟
- کیا گارنٹی ہے اس بات کی کہ اللہ دے گا ؟
- اِس تلخ معاشرے میں گزارہ کیسے ہو؟
- بندہ اللہ کی راہ میں محنت کرتا رہے وہ بے نیاز ہے اس نے پرواہ نہ کی اور ضائع کر دی تو؟

عبداللہ مسجد میں بیٹھا لوگوں کو ذکر و اذکار میں مصروف دیکھ کے، قرآن شریف پڑھتے دیکھ کے بڑا اداس ہو رہا تھا کہ ایک یہ ہیں کہ مزے سے عبادت کر رہے ہیں۔ جنت خرید رہے ہیں اور ایک میں کہ سوالوں کی ایک فصل کاٹوں تو دوسری پک کے تیار۔

کچھ ہی دیر میں اسے مفتی صاحب ایک کونے میں بیٹھے نظر آ گئے۔ وہ سیدھا ان کے پاس گیا اور ایک ہی سانس میں سارے سوالات کر ڈالے، مفتی صاحب نے ہمیشہ کی طرح عبداللہ کو دیکھ کے مسکرائے اور گویا ہوئے۔

''گناہوں کی خواہش کا ہونا بہت کام کی چیز ہے۔ یہ اُپلے ہوتے ہیں۔ گندگی ہوتی ہے، اُسے اللہ کی خوف کی یاد میں جلاؤ اور ترقی کرو۔ گناہ سرکش گھوڑے ہوتے ہیں انھیں رام کرو اور آگے بڑھو، جب خلا میں راکٹ جاتا ہے تو اضافی چیزیں پھینک دیتا ہے بندہ جب معرفتِ الٰہی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کے سفر پہ جاتا ہے تو اُسے بھی اضافی چیزیں پھینک دینی چاہئیں۔''

آدمی کو استغفار کرتے رہنا چاہئے، استغفار بھی اللہ تک پہنچنے کا ایک راستہ ہی تو ہے۔

اور پیسہ کمانے میں کیا عیب ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پیسہ / دولت کیا ہی اچھی چیز ہے جب کسی ایمان والے کے ہاتھ میں ہو۔ اِس سے اِدارے بنائیں، لوگوں کو آسانیاں پہنچائیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے جو خرچ کرے گا اللہ اس کا مال بڑھادے گا اور جو معاف کرے گا اللہ اسکی عزت بڑھادے گا۔

اور اخلاقیات کا سب سے آسان حل یہ ہے کہ بندہ جھوٹ نہ بولے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہٗ کو نصیحت کی تھی کہ زندگی بھر سچ بولو انتہائی غصے میں بھی اور شدید خوشی میں بھی۔

اور اللہ کی طلب کا ہونا بذاتِ خود گارنٹی ہے کہ اللہ نے ملنا ہے۔ نیکی کا اجر 10 گنا ہے کم از کم۔ اب طلب بھی تو نیکی ہوئی نا۔ اللہ اپنے بندوں کو ضرور رزق دیتے ہیں۔

اور اللہ اپنے نیک بندوں کی محنت ضائع نہیں کرتا۔ تین میں سے ایک کام ہوتا ہے۔

یا تو زندگی میں ہی اللہ ان کے جانشین تیار کر دیتے ہیں جیسے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوا یا کوئی اور بندہ کہیں سے آجاتا ہے اس کے متبادل کے طور پر۔ وہ اِس عرصہ میں کہیں اور تیار ہو رہا ہوتا ہے۔ یا اللہ اسکے کام کو بچا کے رکھ لیتا ہے اور جب کوئی اہل آتا ہے تو وہ وراثت ٹرانسفر ہو جاتی ہے۔ جیسے حضرت ابراہیمؑ کی نبی پاک ﷺ کو۔

اور معاشرے کو نہ دیکھیں۔ یہ دیکھیں آپ کیا کر رہے ہیں۔ مثبت سوچ سے کام کریں، منفی سوچ کا سب سے بڑا نقصان یہی ہوتا ہے کہ آدمی مثبت کی طرف پیش قدمی سے رک جاتا ہے۔ شہد کی مکھی کی طرح کام کرنا چاہئے جو کڑواپی کے لوگوں کو میٹھا شہد دیتی ہے۔

عبداللہ کو اِن جوابات سے بڑی تسکین ملی وہ سوچنے لگا کہ یہ کیسے لوگ ہیں جو نہ تو کوئی بڑا عہدہ رکھتے ہیں دنیاوی نظروں میں، نہ ہی مال، نہ ہی کوئی زیادہ لوگ انھیں جانتے ہیں۔ مگر دلوں کی بیماریوں کا کیسا شافی اور مکمل جواب ہوتا ہے اِن کے پاس۔

عبداللہ کو اپنے آپ پہ بھی حیرت ہوئی کہ ایسا کیا کیا ہے کہ اِن جیسے لوگوں کی صحبت نصیب

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہوئی۔ نہ تو اس کے اعمال اس قابل ہیں نہ ہی کوئی مراقبہ، مجاہدہ یا رِیاضت۔ کوئی بھی تو میل نہیں۔ ہاں البتہ ایسے لوگوں کا ملنا اس کی پریشانیوں، سوالات اور رونے پیٹنے کا نتیجہ ضرور ہوسکتا ہے۔ آج اسے ''طلب'' کی قدر و قیمت کا اندازہ ہوا اور معلوم ہوا کہ جب شاگرد تیار ہوتا ہے تو اُستاد خود بخود آجاتا ہے۔

اظہارِ تشکّر میں عبداللہ کے ہاتھ پھر بلند ہوئے۔

"اے میرے رب۔ دھوڈال میرے گناہ بالکل اِسی طرح جیسے میں نے دھوڈالا ہے یہ خیال کہ میں نے کبھی تیری عبادت کی ہے۔ معاف کردے نفس کے غلام کو میرے آقا۔ محبت کو رسوا کروادینے والے رب کہ صرف تیری محبت باقی بچتی ہے اور سب فنا ہوجاتی ہیں، مجھ سے محبت کر۔ آ مجھے اپنا بنالے کہ میں خود کا بھی نہ رہوں۔ مجھے لکھ دے میرے مالک، مجھے رنگ دے میرے مالک۔ میں تیرا منتظر رہوں گا۔ کمزور لوگوں کی محبت بہت مضبوط ہوتی ہے میرے اللہ کہ ان کو بچھڑ جانے کا، پٹ جانے کا دھڑکا سا لگا رہتا ہے۔ مَن جا میرے ربا..... مَن جا میرے ربا.....

☆.....☆.....☆

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اعتکاف یوں ہی گزرتا چلا گیا۔عبداللہ کے پاس روز سوالوں کی ایک لسٹ ہوتی اور مفتی صاحب روز جوابوں سے مطمئن کرتے رہے۔سب لوگ عبداللہ کی بحث وتکرار سے تنگ تھے سوائے ایک مفتی صاحب کے نہ کبھی ٹوکا، نہ کبھی جھڑکا، کتنا ہی واہیات اور چبھتا ہوا سوال ہو انہوں نے ہمیشہ کی طرح خندہ پیشانی سے جواب دیا۔

☆.....☆.....☆

آج 27 ویں شب تھی اور عبداللہ کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔وہ پریشان تھا کہ کہیں طاق راتوں میں بھی وہ بغیر بخشے نہ رہ جائے۔سوالات کی فصل پھر تیار کھڑی تھی۔تراویح سے فارغ ہوکر اس نے اللہ سے دعا مانگی۔۔"اے اللہ، اے جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل کے اللہ، اے آسمانوں اور زمینوں کو بغیر مثال کے پیدا کرنے والے اللہ، جن چیزوں میں لوگ بحث کرتے ہیں ان میں مجھے صحیح راہ پہ چلا۔"

سب لوگ مفتی صاحب کے گرد گھیرا ڈالے بیٹھے تھے۔عبداللہ سب کو پھلانگتا ہوا ان کے سامنے جا بیٹھا۔ویسے تو ہمیشہ اُسے بیعت سے الجھن ہی رہی مگر آج نجانے کیوں اس کا دل بہت چاہ رہا تھا کہ وہ مفتی صاحب سے بیعت ہو جائے۔تقریباً 3 سال کا عرصہ ہو گیا تھا ان کے پاس آتے جاتے۔عبداللہ نے اِشارۃً کئی بار مفتی صاحب سے اپنی خواہش ظاہر کی مگر انھوں نے کوئی جواب نہ دیا۔یہ بے اعتنائی اور تجاہلِ عارِفانہ عبداللہ کو بہت گراں گزرا۔

مفتی صاحب لوگوں کو ایمان ویقین کی باتیں بتا رہے تھے مگر عبداللہ کا دل کہیں اور تھا۔

"یہ مفتی صاحب بات کیوں نہیں سمجھتے۔اے اللہ میاں، یہ مجھے اس قابل ہی نہیں سمجھتے کہ بیعت کریں کہ میں تیری راہ پہ چل سکوں کہ میں تجھے پا سکوں۔کہ میں تجھے ڈھونڈ سکوں، بلکہ یہ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

چاہتے ہی نہیں ہیں کہ تو مجھے ملے"۔اور عبداللہ کی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے۔ جسے اس نے بڑی مشکل سے چھپایا۔

تمہارے بعد میرے زخم نارسائی کو
نہ ہو نصیب کوئی چارہ گر دعا کرنا

محفل برخاست ہوئی، عبداللہ ابھی اٹھ کے جانے ہی لگا تھا کہ مفتی صاحب نے اُس کا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ بولیں۔

"میں ایمان لایا"

عبداللہ کی زبان گنگ ہوگئی۔مفتی صاحب نے جملہ دہرایا۔عبداللہ پھر خاموش، تیسری بار جملہ دہرایا تو عبداللہ کی زبان سے بمشکل نکلا۔

"میں ایمان لایا" مفتی صاحب نے بات جاری رکھی،

"اللہ تعالیٰ پر، اسکے رسولوں علیھم السلام پر، اس کی کتابوں پر، تقدیر پر کہ خیر وشر دونوں اللہ کی طرف سے ہے۔قبر کا عذاب برحق ہے اور قیامت میں اللہ کے یہاں زندگی برحق ہے۔ میں اُن تمام عقائد پر ایمان لاتا ہوں جو عقیدہ اہل سنت والجماعت کا ہے۔اور اِسی عقیدے کے مطابق ،میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اِن کی قبر مبارک میں زندہ مانتا ہوں اور یزید کو فاسق جانتا ہوں۔ یا اللہ مجھے اہلِ سنت کے عقیدے پہ قائم کر۔ اِسی پہ موت دے اور قیامت میں اسی عقیدے کے بزرگوں کے ساتھ حشر فرما۔

توبہ کی میں نے ان تمام گناہوں سے جو زندگی میں مجھ سے سرزد ہوئے، وہ گناہ جو لوگوں کے سامنے ہوئے اور جو تنہائی میں ہوئے، بڑے اور چھوٹے، اور وہ گناہ جو میں نے جان بوجھ کر کیے اور وہ جو نادانستہ ہوئے۔

اللہ میں توبہ کرتا ہوں۔ جھوٹ سے، کِبر سے، تیری نافرمانی سے، غصے کی زیادتی سے، لوگوں کو دھوکا دینے سے، اپنے آپ کو بڑا سمجھنے سے، یا اللہ میری توبہ قبول فرما، اے اللہ میری توبہ کو قبول فرما اور اے اللہ اس توبہ کو ایسا قبول فرما جو مجھے دھو دے۔

بیعت کی میں نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر، اُن کے تمام

www.iqbalkalmati.blogspot.com

خلفاء کے ذریعے، اور بیعت کی میں نے تمام بزرگوں کے ہاتھ پر جن کا سلسلہ اور سند مفتی صاحب تک پہنچا۔ اور بیعت کی میں نے حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی کے ہاتھ پہ مفتی صاحب کے واسطے سے۔ بیعت کی میں نے اولیاء اللہ کے تمام سلاسل میں یا اللہ۔

اس بیعت کو میرے تزکیے کا سبب بنا اور مجھے معرفت اور حقیقی مغفرت نصیب فرما!''

عبداللہ نے بڑی مشکل سے رو رو کر الفاظ دھرائے اور بیعت کے بعد سیدھا مسجد کی چھت پر چلا گیا۔ عبداللہ دیر تک سجدے میں پڑا اپنے اللہ کا شکر ادا کرتا رہا جس نے اس کی وہ دعا بھی سن لی جو دل میں تو آئی مگر زبان سے ادا نہیں ہوئی تھی۔

عبداللہ نے ڈاکٹر رمضان کے لئے بھی خوب دعا مانگی جنھوں نے مفتی صاحب سے ملوایا تھا اور اگلے روز جا کے مفتی صاحب کا بھی شکریہ ادا کیا۔

اعتکاف کے دس دنوں میں جو ایک بات عبداللہ کو اچھی طرح سمجھ میں آ گئی وہ یہ تھی کہ اپنے آپ پہ کام کرنا ہے۔ مفتی صاحب نے بتایا تھا کہ بندہ 40 دن تک عبادت کرے خلوص کے ساتھ تو اللہ اسکی زبان سے حکمت کے چشمے جاری کرتا ہے۔ مفتی صاحب نے ایک ذکر بھی بتایا کرنے کو کہ صبح و شام کچھ وقت پابندی سے نکال کے سانس کے ساتھ لا اِلٰہ اِلّا اللہ پڑھا کرو، سانس باہر جائے تو لا اِلٰہ۔ اندر آئے تو اِلّا اللہ۔

عبداللہ کی TDL پر اگلا ہدف اللہ کا ذکر تھا۔ اللہ کے ذکر کو محورِ زندگی بنانا تھا اور باقی تمام چیزیں اس کے گرد لپیٹنی تھیں۔

عبداللہ نے اپنا تمام تر فوکس اپنی نئی کمپنی کی جانب مرکوز کر دیا۔ بزنس پلان، مارکیٹنگ ٹیم کی استعداد اور جو کام ملے وہ پوری دیانتداری اور مگن سے کرنا۔ جوں جوں کام بڑھتا گیا۔ عبداللہ کو ملک کے نئے نئے رنگ نظر آتے چلے گئے۔ ہر روز کوئی مسئلہ، ہر روز کوئی جھوٹ، کینہ پروری، حسد اور نجانے کیا کیا۔ عبداللہ نہ چاہتے ہوئے بھی پاکستان سے خائف رہنے لگا، وہ راتوں کو اٹھ کر رو رو کے ملک کے لئے دعائیں کرتا اور دن بھر وہی لوگ اسے ذہنی اذیت دیتے جن کے لیے اس نے رات دعا کی تھی۔ ہمارے ملک میں لوگ پنج وقتہ حاسد ہوتے ہیں۔ جنہیں اپنے مرنے سے زیادہ لوگوں کے جینے کا غم ہوتا ہے، شراب اور سگریٹ پینے کی طرح ظلم کرنا بھی ایک عادت ہے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دھیرے دھیرے اگر ایک بار یہ پختہ ہو جائے تو پھر چھٹتی نہیں۔ یہاں تک کہ بندہ ظلم کرتے کرتے مر جاتا ہے۔ عادی ظالموں کے اِس ملک میں ہر شخص ایک بار صرف ایک بار یہ سوچ لے کہ ایک دن مرنا ہے۔ اور اس دن ساری عادتوں کا جواب دینا پڑے گا تو شاید کبھی اپنے گریبان میں جھانکیں اور پوچھیں کہ کیا کر رہے ہیں۔

کبھی اپنے دل کے اندر جو دیکھتے تو رکتے
تیرے کاخِ بے مکیں کا یہ طواف کرنے والے

ہم اپنے بچوں کو فخر کی غذا دیتے ہیں، رعونت سکھاتے ہیں، محنت نہیں، ادب نہیں، قدرتِ خیرات نہیں دیتی، مگر محنت کرنے والوں کا ساتھ ضرور دیتی ہے۔ ویسے تو اللہ کی مرضی ہے جب چاہے جسے چاہے دے دے۔ اس کا کسی سے لگا تھوڑا ہی ہے مگر کلیہ یہی بنتا ہے۔

ہمارے ملک میں لوگ ترقی سے اور ترقی کرنے والے سے حسد رکھتے ہیں۔ دشمنی پال لیتے ہیں، اور چاہتے ہیں کہ کسی طرح بس اسے زوال آ جائے۔ حالانکہ اس کا سیدھا حل ہے، حسد انفارمیشن پہ پلتا ہے۔ اسے اگر انفارمیشن نہ ملے تو یہ بھوکا مر جائے۔ اگر آپکو حسد کنٹرول کرنا ہے تو کچھ دنوں کے لیے سوائے اپنے سب لوگوں کی فکر اور ٹوہ میں رہنا چھوڑ دیں۔ حسد بے چارہ بھوک سے مر جائے گا۔

حسد ہوتا بھی اپنی ہی فیلڈ کے لوگوں سے ہے۔ اب بھلا کمپیوٹر سائنٹسٹ کو رنگریز سے حسد کیوں ہونے لگا۔ انسان کو چاہئے کہ جن لوگوں سے حسد کرتا ہے ان کے لیے نماز میں دعا مانگا کرے کہ اللہ انہیں اور دے۔ اس سے بھی حسد جاتا رہتا ہے۔

☆.....☆.....☆

www.iqbalkalmati.blogspot.com

آج عبداللہ بہت پر جوش تھا۔ وہ صوبائی حکومت کے ایک اعلیٰ عہدیدار سے ملنے لاہور جا رہا تھا اپنے سافٹ ویئر کی Presentation کے لئے۔ میٹنگ کے بعد وہ اعلیٰ عہدیدار مخاطب ہوئے۔ عبداللہ آپ کا کام بہت شاندار ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ ملک وقوم کے کام آئیں۔ جی میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ آپ بتایئے کب سے کام شروع کریں۔ عبداللہ نے کہا۔

مگر میں ایک بات بتانا چاہتا ہوں۔ عہدیدار صاحب گویا ہوئے۔ وہ یہ کہ کام فی سبیل اللہ کرنا ہوگا۔ پیسے کوئی نہیں ملیں گے۔ حب الوطنی کا جذبہ یہی تقاضا کرتا ہے۔

عبداللہ نے بات سنی اور ہنستے ہوئے کہنے لگا کہ جناب میں اپنا ہوم ورک کر کے آتا ہوں، الل ٹپ کوئی بات نہیں کرتا۔ آپکے پاس 40 کروڑ کا بجٹ ہے اس ادارے کے لیے، 22 بندے آپکے پرسنل سٹاف میں ہیں، ایک گھر اور 2 گاڑیاں اور اچھی خاصی تنخواہ۔ اسی سافٹ ویئر کے لئے آپ کینیڈین کمپنی کو 3 ملین ڈالر سالانہ دینے کو تیار ہیں مگر جب بات آئی اپنے لوگوں کی، ملکی استعداد کی تو، آپ بن گئے عبدالستار ایدھی۔ اور اگر آپ ایدھی ہوتے تو میں مفت میں کام کر لیتا۔ جناب والا حبّ الوطنی اور غلامی میں فرق ہے۔ میں غلام نہیں آزاد آدمی ہوں۔

عہدیدار صاحب سے آج تک کسی نے اس لہجے میں بات نہ کی تھی وہ سیخ پا ہو گئے۔ کہنے لگے اگر آپ نے لالچ کا مظاہرہ کرنا ہے اور پیسے ہی کمانے ہیں تو دفع ہو جایئے اس ملک سے، یہ اللہ کے نام پہ بنا ہے اور اللہ ہی اس کا نگہبان ہے۔

یہ میرا ملک ہے، (عبداللہ گرجا) حب الوطنی میرے خون میں ہے، میں کیوں کسی کو ثابت کروں کہ میں کتنا حب الوطن ہوں۔ میں ادھر ہی ہوں۔ کیونکہ آپ بوڑھے ہیں۔ کچھ سالوں میں ریٹائر ہو جائیں گے پھر کچھ سالوں میں مر جائیں گے۔ میں انتظار کروں گا اس دن کا تا کہ ملک اس

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ڈگر پہ چل سکے جہاں چلنا چاہئے اور تب تک میں وہ نسل تیار کروں گا جو آپ کی انا کو چیلنج کرتی رہے۔

عبداللہ کی بات پوری ہوئی اور مغلّظات کا اک طوفان جناب والا کی زبان سے جاری ہوا اور عبداللہ کو دھکے دے کر نکال دیا گیا۔

عبداللہ گاڑی میں بیٹھ کر واپس چلا گیا۔ بلّو نے بڑا دلاسا دیا اور کہا کوئی بات نہیں، آئندہ ایسا نہیں ہوگا، تمھیں زیادہ نہیں بولنا چاہیئے تھا۔

مگر بلّو انہیں تو گالی دینے تک کا ذوق نہیں تھا۔ کمینہ اس شخص کو کہتے ہیں جس سے کسی کو فائدہ نہ پہنچ سکے۔ خبیث اسے کہتے ہیں جس میں شیطانی صفات ہوں۔ گالی کسی کو اشتہا دلانے کے لیے دی جاتی ہے میں تو محظوظ ہوتا رہا۔ مرزا غالب کہتے ہیں بچے کو ماں کی گالی، جوان کو بیوی کی اور بوڑھے کو بیٹی کی گالی دینی چاہئے۔

اتنی اردو تو آتی نہیں جناب والا کو پتہ نہیں اتنے بڑے افسر کیونکر بنے۔ نہ کوئی سمجھ، نہ ذوق، نہ اٹکل، نہ طنز، نہ استعارہ بس لشتم پشتم آفیسری ہوگئی۔ بالکل ہی اکل کھرے تھے وہ۔

بلّو ہمیشہ کی طرح ہنس کے خاموش ہوگئی۔

اُوپر تلے ایسے بہت سے واقعات ہوتے چلے گئے۔ کبھی کسی نے کام کروا کے پیسے نہ دیئے تو کبھی بلاوجہ contract کینسل کر دیا، کبھی contract کو اپنے کسی رشتہ دار کو جاب دینے سے مشروط کر دیا تو کبھی بیٹی یا بیوی کے لئے لیپ ٹاپ کی فرمائش کر دی۔ اور سب سے زیادہ دکھ جب کوئی سیکورٹی رسک قرار دے کہ عبداللہ امریکہ سے پڑھا ہے۔

عبداللہ ایک دن بلّو سے کہنے لگا کہ باضمیر شخص کو مارنے کے لیے گولی کی ضرورت تھوڑا ہی ہوتی ہے۔ ہمارے معاشرے میں وہ روز مرتا ہے، اور باضمیر وہ ہوتا ہے جسکی آنکھ دل بن جائے اور دل آنکھ۔ نہ ہی وقت کوئی زخم بھرتا ہے، نہ ہی کوئی اذیت بھلائی جاتی ہے، ہاں اگر کسی کی یاداشت کمزور پڑ جائے تو اور بات ہے۔ بلّو تو دیکھنا یہ سب لوگ ایک دن آئیں گے میرا سافٹ وئیر خریدنے۔ اللہ مظلومیت کے نشانات کو باقی رکھتا ہے۔ آج تک ظہر و عصر میں قرآن کی تلاوت آہستہ آواز میں ہوتی ہے۔ آج تک صفا و مروہ کے بیچ میں لوگ بھاگتے ہیں۔ ان لوگوں کو میرا صبر پڑ جائے گا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ملکی حالات ومعاملات سے دلبرداشتہ ہوکر عبداللہ نے انٹرنیشنل consulting شروع کر دی۔آئیڈیا یہ تھا کہ سال میں تین ماہ باہر کام کرے گا اوسطاً اور باقی نو ماہ ملک میں جو چاہے کرے۔ باہر پیسہ اچھا ملتا ہے تو تین ماہ میں پورے سال کا بندوبست ہو جائے گا۔آج عبداللہ اپنے پہلے بڑے contract پہ کام کرنے لتھونیا روانہ ہوا۔Vilnius بڑا خوبصورت شہر ہے۔عبداللہ نے گیسٹ ہاؤس میں سامان رکھا اور باہر گروسری اسٹور سے کھانے کا سامان خریدنے چلا گیا۔کچھ فروٹ،موبائل کی سم، پانی وغیرہ لے کے جب cash counter پہ پہنچا تو معلوم ہوا کہ ان کی کریڈٹ کارڈ کی مشین خراب ہے۔عبداللہ نے یورو نکال کے دیئے تو معلوم ہوا کہ لیتھونیا یورپین یونین میں تو ہے مگر یورو یہاں نہیں چلتے۔اب عبداللہ بڑا پریشان ایک آدھا فروٹ وہ کھا چکا تھا۔سم موبائل میں ڈال چکا تھا اور پانی کی بوتل بھی کھول چکا تھا۔اسے پریشان دیکھ کے ایک اور لتھونین شخص آیا۔اسے انگریزی بالکل نہیں آتی تھی۔اس نے پیسے ادا کیے اور عبداللہ کو ہاتھ پکڑ کے باہر لے گیا۔اشاروں سے پوچھا کچھ اور چاہیئے،عبداللہ نے کاغذ پہ STARBUCKS لکھ دیا اور وہ کافی ہاؤس پہنچ گئے، پھر اس نے اسے گیسٹ ہاؤس چھوڑ دیا۔پیسے کوئی نہیں لیئے۔عبداللہ نے گیسٹ ہاؤس کی مالکہ سے کہا کہ اسے فون کر کے پوچھے کہ کیا ہوا ہے لتھونین زبان میں۔

مالکن نے پوچھا تو اس شخص نے جواب دیا۔

آج زندگی میں پہلی بار کسی داڑھی والے اور مسلمان سے ملا۔پاکستانی بھی پہلی بار ملا۔میں نے سوچا ملک میں پہلی بار آیا ہے کیا تاثر لے کے جائے گا تو کچھ مہمان نوازی کر دی۔گھر جا کے بچوں کو بتایا وہ کل اسکول میں بتائیں گے، میں کل آفس میں یہ قصہ سناؤں گا، بیوی محلے والوں کو بتائے گی تو سوسائٹی میں خیر پھیلے گی۔اور یہ جب اپنے ملک واپس جائے گا تو ہمارے ملک کی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تعریف کرے گا۔ یہاں اور سیاح آئیں گے۔

آج عبداللہ کو معلوم ہوا کہ انسان کسے کہتے ہیں۔ وہ عرصے سے انسان ڈھونڈ رہا تھا۔ اسے ہمیشہ شکوہ رہتا ہے کہ انسان نے پرندوں کی طرح ہوا میں اڑنا سیکھ لیا۔ مچھلی کی طرح دریا میں تیرنا سیکھ لیا، مگر اسے انسانوں کی طرح زمین پہ چلنا نہیں آیا۔

ایک ایسا انسان جس سے کسی کو دکھ نہ پہنچے، جو نفع بخش ہو، نفع خور نہیں۔ جو درخت کی طرح کم لے اور زیادہ دے، اسے بھی چھاؤں دے جو اسے کاٹنے آئے۔ وہ ہیرا ہو جو سب کو چمک دے اسے بھی جو اسے پتھر کہیں۔

وہ انسان جسے انسانیت کا غم ہو، جو اوروں کے لیے روئے، جو مرکب ہو ہمت اور محبت کا۔ جسکو مکمل قابو ہو نفس، غصے اور عقل پر۔ جسکو زندگی نہ بھگائے بلکہ زندگی کی کمانیں جسکے ہاتھ میں ہوں۔

عبداللہ کو یہاں کا معاشرہ بہت پسند آیا۔ ہر گھر میں گھوڑا رکھنے کا رواج اور ہر شخص نشانہ بازی سیکھنے کا شوقین۔

عبداللہ شہر کی کتابوں کی دکان پر گیا۔ اور قرآن طلب کیا، کیا ہی خوبصورت قرآن پاک تھا۔ لتھونین ترجمے کے ساتھ 50 پاؤنڈز کا۔ عبداللہ نے پوچھا اتنا مہنگا کیوں تو دکاندار نے بتایا کہ جب مارکیٹ میں آیا تو 2 پاؤنڈ کا تھا، طلب بڑھ گئی تو پبلشر نے 50 کا کر دیا ہے۔ اب کوئی نہیں لیتا۔

عبداللہ کو اپنا وجود زمیں میں گڑھتا ہوا محسوس ہوا۔ اگلے دن عبداللہ شہر کے مشہور میوزیم میں گیا تو شوکیس میں ٹوپی، قرآن، جائے نماز اور تسبیح اور وضو کا لوٹا دیکھا۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ جب vilnius پر کچھ سو سال پہلے حملہ ہوا تو انہوں نے عرب فوجوں کو یہاں بلایا تھا دفاع کے لئے یہ انکی باقیات ہیں۔ عبداللہ کو جستجو ہوئی کہ وہ لوگ آئیں ہونگے تو رہے ہونگے، شادیاں کی ہونگی، آخر ڈھونڈتے ڈھانڈتے وہ ایک قریبی شہر پہنچ گیا جو ان عرب مجاہدوں کی ذرّیات میں سے تھا، وہاں لوگوں کو اسلام تک کا پتہ نہیں تھا۔ ایک بوڑھی عورت کے ہاتھ میں تسبیح دیکھ کے عبداللہ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو کہنے لگی کہ جب دعا مانگنی ہوتی ہے تو اس پر لِلّٰہ (lillah) پڑھتی ہوں۔ یہ لفظ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کیا ہے وہ اسے معلوم نہ تھا۔

عبداللہ کو اپنے آپ پر بڑا غصہ آیا کہ ایک خدائی ہے جو دین سننے کے لئے بے تاب ہے مگر ہم انھیں کافر کہتے نہیں تھکتے۔ اپنے بچوں کو ڈاکٹر انجنیئر بنا دینگے مگر عالم نہیں جو یہاں آ کر ان کی زبان میں انکو اللہ کا پیغام پہنچا سکے۔

مسلمان گیس اسٹیشن کھول لے گا، ریسٹورنٹ چلائے گا، گاڑیاں دھولے گا، ویٹر بن جائے گا مگر اپنے بچوں کو اچھا عالم نہیں بنائے گا۔

مدرسوں میں زکوٰۃ کا پیسہ دیتے ہیں اور اب تو زکوٰۃ بھی حلال مال کی نہیں رہی۔ زکوٰۃ میل ہوتی ہے وہ بھی حرام کا۔ سینکڑوں بچے کسمپرسی میں پل بڑھ کے، جُھوٹا کھا کے بھی اگر قرآن حفظ کر جائیں تو سلام ہے ان کی عظمت کو۔

اور ہم پڑھے لکھے، پیسے والے سوائے بغض وعناد کے مولوی سے کچھ نہیں رکھتے۔ کیوں نہ ایک اسکول/ مدرسہ بنایا جائے جہاں پوری کھیپ تیار ہو ایسے بچوں کی جن کا کام ہی دنیا کے ملکوں میں جا کے وہاں دین کا کام پھیلانا ہو۔ ان کی اپنی زبان میں۔

مغرب کے پاس سب کچھ ہے سوائے ایمان کے۔ اگر مشرق یہ نعمت ان تک پہنچا دے تو کیا کہنے۔ مغرب ایک ایسا بچہ ہے جو بنا ماں باپ کے ہی بڑا ہو گیا ہے۔ اسلام وہ تمیز وہ مزاج، وہ رنگ ہے جو اسے بہترین بنا دے۔ سیرتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں آج بھی اتنی جان باقی ہے کہ وہ ایک نئی امت تشکیل دے سکے۔

عبداللہ کی سوچ کا دھارا کہیں اور ہی چل نکلا۔

☆.....☆.....☆

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عبداللہ نے لتھونیا میں اپنا کام بہترین طور پر مکمل کیا کہ وہ لوگ بھی ایک پاکستانی کی تعریف کرنے پر مجبور ہو گئے اور پھر عبداللہ لتھونیا سے Estonia, Latvia, Poland اور Finland کی سیاحت پہ نکل گیا۔

Latvia اور Estonia کی سرحد پر اس کا قیام ایک مدرسے نما ہوٹل میں ہوا جس کے نچلے دو فلور ہوٹل تھے اور اوپر کے دو یہودیوں کے اسکول کے۔ ہوٹل سے ہونیوالی کمائی سے اسکول چلتا تھا۔ عبداللہ کو یہ آئیڈیا بڑا پسند آیا۔

عبداللہ نے اس سفر میں بہت کچھ سیکھا، خوب پیسہ کمایا اور خوب سیاحت کی۔ واپسی میں تُرکی بھی رُکا اور دو ہفتوں میں تُرکی ایک کونے سے دوسرے کونے تک گھوم لیا۔

عبداللہ سوچ رہا تھا کہ اگر زیادہ نہیں صرف 10 مسلمان مِل جائیں تو وہ لتھونیا جیسے ملک کو، 10 سال میں مسلمان کر سکتے ہیں اور یورپ میں دین کی داغ بیل ڈال سکتے ہیں۔ عبداللہ نے آس پاس نظر دوڑائی مگر مسلمان ہیں کہاں؟

جنھیں خود ذکرِ الٰہی پہ یقین نہ ہو، کلمۂ حق پہ اعتبار نہ ہو، اللہ کے رب ہونے پر یقین نہ ہو، نمازوں کی اہمیت بھول گئی ہو، دعا کی طاقت سے ناآشنا ہوں، درد کی لذت سے ناواقف ہوں، رت جگوں کی عادت نہ رہی ہو، وہ کس کو اور کیسے ایمان کی دعوت دیں گے۔

آج عبداللہ کو شدت سے اہلِ دل کی کمی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ ہمارا المیہ یہ نہیں کہ ہم آلات و مصنوعات کے مُوجد نہ بنا سکے، المیہ تو یہ ہے کہ ہم نیک اِرادوں کے، خالص نیت کے، اعلیٰ مقاصد کے اور اخلاص کے مُوجد بھی نہ بنا سکے۔

آج عبداللہ پھر اپنی حالت پہ رو رہا تھا کہ زندگی عبث کاموں میں ضائع کر دی۔ کاش اتنا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

وقت اپنے آپ پر لگایا ہوتا تو ملکوں پہ بھاری ہوتا۔ جتنی ترقی اِنسان کے اِردگرد موجود ماحول نے کی ہے اتنی ہی اگر اِنسان خود کر جاتا تو کیا بات تھی اور عبداللہ خود بھی تو آلات بنانے کا ایک پُرزہ ہی تو تھا۔

☆.....☆.....☆

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عبداللہ کی گنگناہٹ کو ساتھ بیٹھے مسافر نے توڑا وہ ایمسٹرڈم سے پاکستان جا رہے تھے اور پاکستانی ہی تھے۔ کہنے لگے۔ مسٹر آپ نے داڑھی رکھی ہے۔ آپ پیدائشی مسلمان ہیں۔ اصل مزہ تو جب ہے جب آپ کھلے دل سے غیر مسلم ہو جائیں۔ ادیان اسلام کا مطالعہ کریں پھر سوچ سمجھ کے عقل کے مطابق کوئی دین کا انتخاب کریں۔ یہ جو اسلام آپ نے لیا ہوا ہے یہ تو تلواروں کے زور پہ آیا تھا۔ عبداللہ نے عقل کی شوخیاں پہلے ہی دیکھ رکھی تھیں مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ کہاں ہے وہ تلوار، وہ لا دیں مجھے، میں اس کا منہ چوم لوں۔ اسی کے زور سے یہ بندہ مسلمان تو ہوا جہنم کی آگ سے تو بچا۔ ان صاحب سے کوئی جواب نہ بن پڑا تو خاموش ہو رہے۔

☆.....☆.....☆

www.iqbalkalmati.blogspot.com

آج جمعہ کا دن تھا۔عبداللہ کو بچوں کے اسکول جانا تھا کسی کام سے۔اس نے سوچا نماز وہیں قریب کی مسجد میں پڑھ لوں گا۔اب شامت یہ آئی کہ عبداللہ نے youtube کی t-shirt پہن رکھی تھی جو وہ اپنے سابقہ دورۂ امریکہ میں بڑے شوق سے خرید کر لایا تھا اور آج مولوی صاحب کا بیان youtube کے ہی خلاف تھا۔مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے کے لیے جو ویڈیو وہاں اپ لوڈ کی گئی تھی پورے عالم اسلام میں ایک آگ برپا تھی۔

مولوی صاحب نے اپنے دل کی بھڑاس نکال لی تو کہا کہ یہ پڑھے لکھے لوگ دلیلیں مانگتے ہیں بحث کرتے ہیں۔جس نے قرآن میں بحث کی یا دلیل مانگی وہ کافر۔سب لوگ ہاتھ اٹھائیں اور کہیں کہ وہ کافر۔عبداللہ نے ہاتھ اٹھانا تھا نہ اٹھایا۔چپ چاپ نماز پڑھی اور فرض کے بعد نکل آیا۔

اسے بار بار سورۃ فرقان کی 73 ویں آیت یاد آ رہی تھی۔

"اور وہ کہ جب انکو پروردگار کی باتیں سمجھائی جاتی ہیں تو ان پر اندھے بہرے ہو کر نہیں گرتے (بلکہ غور سے سنتے ہیں)۔"

عبداللہ سوچنے لگا کہ کچھ لوگوں کو دین کا ہیضہ ہو جاتا ہے اور اس کے بعد وہ پورے معاشرے کے لیے وبال بن جاتے ہیں اور کچھ لوگوں کو ولی اللہ ہونے کی غلط فہمی ہو جاتی ہے اور وہ اسی غلط فہمی میں دو چار لوگوں کو مرید بنا لیتے ہیں اور پھر ان تمام لوگوں میں ایک میں بچ جاتا ہوں، سیاہ کار اور سوچ کا کافر۔

سلمان رُشدی کو Satanic Verses لکھے ہوئے 26 سال ہو گئے مگر 44 اسلامی ملکوں سے کوئی اس کا جواب اسکی زبان میں نہ لکھ سکا۔ڈنمارک کے خلاف مظاہرے ہوئے تو بینرز

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پہ ڈنمارک کے اسپیلنگ تک غلط لکھے تھے۔ اسرائیل کو لعن طعن میں سب سے آگے مگر اس کے میزائل ڈیفنس سسٹم Iron dome کی الف ب بھی نہیں پتہ۔

دنیا اسباب کی دنیا ہے۔ ایسا ہو نہیں سکتا کہ تیرا کی نہ سیکھیں اور سمندر میں کود پڑیں۔ ہم اسلام کو ہر اس جگہ استعمال کرتے ہیں جہاں کام نہ کرنا پڑے۔

اللہ کے نام پر تقریریں کرنا سب چاہتے ہیں۔ ہجوم کے دلوں کو گرمانے کا منکہ سب کے پاس ہے، لوگوں کو جنت و جہنم کے حقدار ثابت کرتے رہیں گے، اور صبح و شام فتویٰ بھی لگاتے رہیں گے۔ مگر اتنی شرم نہیں آتی کہ جس اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا نام بیچ میں لاتے ہیں اسی کی کوئی لاج رکھ لیں۔ بے شک اللہ کا نام بڑا ہے، ہر عیب سے پاک ہے، برکت والا ہے۔

مگر اللہ کے نام پہ کوئی کمپیوٹر سائنس نہیں پڑھتا انگریزی ہی پڑھ لو، فرنچ سیکھ لو، کتابیں ہی پڑھ ڈالو۔ ارے بھئی دعا مانگنا ہی سیکھ لو۔ اگر دعا مانگنا ہی آ جائے تو آپ کسی دور جنگل میں بیٹھ جائیں ایک پگڈنڈی خود بخود چلتی ہوئی آپ کے گھر تک پہنچ جائے گی اور ایک مخلوق کا تانتا بندھ جائے گا۔ مگر من حیث القوم جب سب گزارہ کرنے لگ جائیں تو صلاحیتوں کو سستی کی دیمک تو چاٹ ہی لے گی نا۔ ہوا کرتے تھے ایسے لوگ جو گزارہ نہیں کرتے تھے وہ حوالہ بن جاتے تھے۔ آج کل مسلمان تو حاشیوں میں بھی نہیں ملتے۔

عبداللہ نے دکھی دل کے ساتھ آج پھر ہاتھ اُٹھائے۔

"اے اللہ میری مثال ایسے اندھے کی سی ہے جو بیچ چوک پہ کھڑا ہو جائے کہیں جانے کے لیے۔ اب جو کوئی بھی اس کی منزل کی طرف آواز لگائے یہ اس کے پیچھے چل پڑتا ہے۔ آگے جا کہ پتہ لگتا ہے کہ یہ تو کھوٹی راہ ہے۔ پھر واپس آتا ہے، پھر چوراہے پہ کھڑا ہو جاتا ہے اور پھر کسی اور کے پیچھے چل پڑتا ہے۔ اے میرے اللہ تو مجھے کن لوگوں کے حوالے کر دیتا ہے۔ یہ ساری بے راہ رویاں، یہ ساری دربدری تیرے ہی ٹھکانے کے لیے ہے۔ تیری ہی جستجو ہے۔ میں جب راہ سے ہٹا تیرے لیے۔ جب راہ پہ آیا تیرے لیے۔ تو تو جانتا ہے۔ مجھے معاف کر دے، مجھے اپنا لے، مجھے واپس نہ کر، میرے سارے راستے اپنی ہی جانب موڑ دے۔ تو تو بے نیاز ہے اس سے کہ منزل میں مقید ہو۔ اے میرے حاضر و ناضر اللہ مجھے مل جا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

- آج عبداللہ پھر مفتی صاحب کے پاس بیٹھا تھا،
- مفتی صاحب، قیامت کا ISO standard کیا ہے؟

ایمان۔ جو شخص ایمان سلامت لے کے آ گیا اس کا بیڑہ پار ہے۔

- اور زندگی کی TDL کیا ہونی چاہئے؟

ہر کام سنت کے مطابق ہو، زندگی خود بخود ٹھیک ہوتی چلی جاتی ہے۔

- نفس کو قابو میں کیسے کریں؟

ضرورت ہی کیا ہے۔ جب نفس برائی کا کہے تو نہ کرو۔ نیکی سے روکے تو کر لو۔ اتنی سی بات ہے۔ نفس کی کُشتی زندگی بھر چلتی ہے، اس کا بس چلے تو آدمی کو فرعون بنا کے چھوڑے۔ کبھی کبھی نفس ضد پہ آ جاتا ہے برائی کی، پھر عمر بھر مجاہدہ کرنا پڑتا ہے۔

- اللہ کے پاس پہنچنے کا شارٹ کٹ کیا ہے؟

پہلا پاؤں نفس کی گردن پہ دوسرا اللہ کے صحن میں

یہ جو لوگ جادو ٹونے کی کاٹ کے لیے اُلٹے سیدھے عاملوں کے پاس جاتے ہیں کیا یہ ٹھیک ہے؟

اللہ پاک کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعائیں بتائی ہیں وہ مانگیں اور پھر بھی اگر افاقہ نہ ہو تو بھلے مر جائے یہ اچھا ہے مگر عامل کے پاس نہ جائے۔

ہمت کیا ہے؟

ہمت کنویں کا پانی ہے جو اندر سے نکلتا ہے، باہر سے فائر بریگیڈ نہیں ڈالتی۔

انسان دو ہی چیزوں کا تو نام ہے ہمت اور محبت۔ اللہ کی توفیق منتظر رہتی ہے اس بات کی کہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بندہ ہمت کرے۔ آدمی ہمت کرتا ہے تو اللہ توفیق دے دیتا ہے اور مدد بھی کرتا ہے۔

حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ اللہ پسند کرتا ہے بڑے کاموں کو اور خدا کو بری لگتی ہے سستی ان بڑے کاموں میں۔

اور ہمت اور شوق کے پَر برابر ہونے چاہئیں ورنہ اُڑا نہیں جا سکتا۔

☆.....☆.....☆

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عبد اللہ کی مصروفیات روز بروز بڑھتی ہی چلی جا رہی تھیں۔ کمپنی کا کام، انٹرنیشنل consulting اسائنمنٹس اور کتابوں کا مطالعہ جو اس کا ہمیشہ سے شوق رہا ہے۔ کمپنی میں ملازموں کی تعداد بڑھ کے 21 ہو چکی تھی اور عبداللہ کوششیں کر کے انہیں بہترین پروگرامر بنانے میں لگا ہوا تھا۔ تمام لوگوں کو وہ امین بھائی اور احمد بھائی کی ٹریننگز میں بھی بھیج چکا تھا۔ اسے ذاتی طور پر جو فائدہ یا نقصان ہوا وہ اپنی جگہ، اسے ان دونوں کے اخلاص پہ کوئی شک نہیں تھا اور ویسے بھی جو articulation وہ سکھاتے ہیں وہ آگے چل کے بڑے کام آتی ہے۔ مثلاً عبداللہ کو اپنے اندر موجود ''میں'' کا پتہ اسی وژن کی Articulation کے بعد لگا۔ کچھ بنیادی باتوں میں اختلاف کے علاوہ جو کچھ بھی وہ پڑھا رہے تھے۔ بنفسہٖ تو اس میں کوئی قباحت نہیں تھی۔ عبداللہ کی سوچ اپنے آپ سے شروع ہوتی تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ پہلے خود وہ اس قابل ہو جائے کہ لوگوں کو نصیحت کر سکے اور وہ اپنے آپکو اس مقام سے ہزاروں میل دور پاتا تھا۔

ہمارے ملک میں اختلاف اور ادب جمع نہیں ہوتے۔ جب کسی سے محبت ہوتی ہے یا کسی کے معتقد ہوتے ہیں تو اسے نبوت سے بس ایک آدھ انچ ہی نیچے لے جا کے چھوڑتے ہیں اور کسی سے اختلاف ہو جائے تو کافر بنا کے بھی چین نہیں آتا۔

ان تمام مصروفیات کے باوجود عبداللہ نے اپنے ذکر پہ توجہ رکھی ہوئی تھی۔ کلمے کا جو ذکر مفتی صاحب نے تجویز کیا تھا وہ، تھوڑی بہت قرآن شریف کی تلاوت، مُلّا علی قاری کی حزب الاعظم اور بہت ساری دعائیں اس کا روز کا معمول تھا۔ خصوصاً تہجد کے وقت، فجر کے بعد اور عصر کے بعد کے اوقات وہ فون تک نہ اٹھاتا تھا۔ وہ سجدے میں دیر تک پڑا دعائیں مانگتا رہتا۔ عبداللہ کو مسنون دعائیں بہت پسند تھیں۔ وہ کہتا تھا کہ ان دعاؤں نے قبولیت کے راستے دیکھے ہوتے ہیں۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بندے کے دو ہی تو کام ہوتے ہیں: علم حاصل کرنا اور اللہ کی یاد۔

عمر گزری ہے تیری یاد کا نشہ کرتے
اب تیرا ذکر نہ چھیڑیں تو بدن ٹوٹتا ہے

آج رات عبداللہ نے پھر دعا مانگی۔

"اے اللہ تو مکمل ہے، تیری ذات، تیری صفات، تیری قدرت، تیرا رحم، تیرا کرم، تیری عطا، تیرا فضل، تیری قدرت، تیری جنت، تیری محبت، تیری بادشاہت، تیرا عروج، تو مکمل ہے۔ میرے اللہ ایک چیز جو نامکمل رہ گئی ہے وہ ہے تیرا اور میرا تعلق۔ تیری طرف سے کرم کی عنایات۔ مجھ سے شکر ہی ادا نہیں ہو پاتا، تیرا فضل میرے گناہ، تیرا رحم میری سرکشی، تیری محبت میری لاپرواہی، یہ تعلق ون سائیڈ ڈ لگتا ہے۔ میرے اللہ اسے بھی مکمل کر دے کہ میں بندگی کا حق ادا کر سکوں۔ میری تجھ سے جو بھی ٹوٹی پھوٹی محبت کا جھوٹا سچا دعویٰ ہے۔ اسے مکمل کر دے میرے ربّا۔ اور ربّ، او سننے والے، او کمزوروں پہ اپنا خاص فضل کرنے والے، مجھے تکمیل دے، مجھے ادھورا نہ چھوڑیو، مجھے کامل کر دے!

آمین!

☆.....☆.....☆

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عبداللہ نے پارٹ ٹائم ایک یونیورسٹی میں جاب کر لی تھی اور ہفتے دو ہفتے میں کچھ لیکچرز دے آتا تھا، اس طرح اسے طالب علموں سے بات کرنے کا موقع مل جاتا تھا اور جو کچھ وہ سیکھ رہا تھا اسے شیئر کر کے اسے بھی دلی خوشی محسوس ہوتی۔ آج لیکچر سے واپسی پر مین روڈ پر اسے 3 مولوی حضرات نظر آئے جنہوں نے اپنا سامان اپنے کندھوں پر اٹھا رکھا تھا۔ انھوں نے گاڑی کو لفٹ کا اشارہ دیا اور عبداللہ نے گاڑی روک لی۔ تینوں حضرات سلام و شکریہ کہہ کر گاڑی میں بیٹھ گئے۔ تعارف کے بعد عبداللہ نے منزل پوچھی تو وہ بھی اسی جگہ کے پاس جا رہے تھے جہاں عبداللہ کو جانا تھا۔ سفر لمبا تھا، بات شروع ہوئی۔ مسافر صاحب گویا ہوئے، ہم سب لوگ اللہ کی راہ میں نکلے ہیں تبلیغ کے لیے، زادِ راہ پنڈی پہنچ کے ختم ہو گیا تو اب مری کے لیے پیدل نکلے ہیں، آپ کی بڑی گاڑی دیکھی تو لفٹ مانگ لی۔

جی، مجھے بڑی خوشی ہے کہ میں نیک لوگوں کے کچھ کام آ سکا۔ عبداللہ نے کہا۔ مسافر صاحب نے بات جاری رکھی، جناب! ''اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور غیر اللہ سے کچھ نہ ہونے کا یقین پکا ہونا چاہئے۔''

عبداللہ اس جملے سے بہت دیر تک محظوظ ہوتا رہا۔ وہ صاحب آگے بھی بہت کچھ بولتے رہے مگر عبداللہ تو ابھی اسی جملے میں گُم تھا۔ کیا بات کی ہے، یہ جملہ تو توحید کی جان ہے۔ عبداللہ نے دل میں سوچا۔ عبداللہ سوچنے لگا کہ روٹی کی طرح علم بھی رزق ہے جو پہنچ کے رہتا ہے۔ اللہ خوب جانتا ہے کہ کس طرح رزق دینا ہے، بالکل اِسی طرح جیسے اسے پتہ ہے کہ کس طرح پیدا کرنا ہے۔

عبداللہ پھر مسافر کی طرف متوجہ ہوا۔ حضرت آپ لوگوں نے کچھ کھانا کھایا ہے۔ جی بس صبح سویرے ناشتہ کیا تھا۔ مسافر نے جواب دیا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عبداللہ نے تھوڑی ہی دیر میں گاڑی ایک اچھے سے ہوٹل کے سامنے روک دی، سب کو اندر لے کر گیا اور پوچھا آپ کیا کھائیں گے۔

جی بس ایک دال اور دو روٹی، ہم تینوں کو کافی ہو جائے گا۔

مگر حضرت یہاں مرغ مسلم، بریانی، باربی کیو سب موجود ہے۔ کولڈ ڈرنکس بھی اور میٹھا بھی۔ نہیں جناب دنیا تو بس گزارہ ہے، آخرت میں کھائیں گے۔

ارے حضرت! جو اللہ آخرت میں کھلائے گا وہ یہاں بھی کھلا رہا ہے، کیوں کفرانِ نعمت کرتے ہیں۔ عبداللہ نے ایک اچھا خاصا آرڈر لکھوا دیا۔

کھانے کے دوران مسافر صاحب پھر گویا ہوئے کہنے لگے کہ آپ نے وقت دیا، لفٹ دی اور اب کھانا بھی کھلا رہے ہیں، آپ تو ولی اللہ ہوئے۔

عبداللہ کو یہ بات اتنی بری لگی کہ اسکی آنکھ سے آنسو نکل پڑے۔ اس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا کہ جس ملک کی حالت یہ ہو اس میں شاید میرے جیسے ہی لوگوں کو ولی اللہ کہتے ہوں گے۔ عبداللہ نے بات جاری رکھی، مولانا صاحب آپ کو ایک کہانی سناؤں۔ جی ضرور۔

ایک جنگل میں سب ہی جانور تھے سوائے گدھے کے۔ ایک دن ایک گدھا کہیں سے نکل آیا، سب جانور اسکے اردگرد اکٹھے ہو گئے کہ اس کا تو جثّہ الگ ہے۔ آواز بھی بڑی منفرد ہے۔ اب گدھے نے جو اپنی اتنی آؤ بھگت دیکھی تو وہ بڑا اترایا، جب اس سے پوچھا گیا تو کون ہے تو اس نے کہا کہ وہ ''انسان'' ہے۔ اب روز جنگل میں اسکی خاطر مدارت ہونے لگی، لومڑی اور شیر مشورے کرنے لگے۔ کئی سال گزر گئے اور اہلِ جنگل کا اتفاق ہو گیا کہ یہ گدھا ہی انسان ہے۔

اب کچھ سالوں بعد وہاں ایک اصل انسان آ نکلتا ہے، پھر گھیراؤ ہوتا ہے۔ اب جب انسان دعویٰ کرتا ہے تو اہلِ جنگل گدھے کو آگے کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں انسان تو ایسے ہوتے ہیں۔ جرگہ بیٹھتا ہے اور فیصلہ سنایا جاتا ہے کہ گدھا ہی اصل میں انسان ہے اور انسان جھوٹ بول رہا ہے۔ اب یا تو وہ جھوٹ کا اقرار کر کے معافی مانگے یا سزائے موت۔

بالآخر انسان بے چارہ یہ کہتے کہتے مر جاتا ہے کہ یہ انسان نہیں گدھا ہے۔

اس کا مسئلہ بہت آسان تھا، جس نے ایک بار انسان دیکھ لیا ہو وہ کسی اور شے کو انسان مان

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نہیں سکتا۔ ہمارے ملک سے انسان ختم ہو گئے، ولی اللہ تو دور کی بات ہے۔ لہٰذا جب بھی میرے جیسے گدھے نظر آتے ہیں لوگ انسان کے نعرے مارنے لگتے ہیں۔ یہ میں کوئی کسرِ نفسی سے کام نہیں لے رہا، اصل واقعہ یہی ہے۔

☆.....☆.....☆

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مسافر حضرات کچھ سمجھ کچھ نہ سمجھتے ہوئے ہنسنے لگے، پھر مخاطب ہوئے کہ آپ اچھے آدمی ہیں، مگر یہ کافرانہ لباس (جینز اور ٹی شرٹ) نہ پہنا کریں، آپکے موبائل میں تصویر بھی جائز نہیں، اور اسطرح کھلم کھلا دین سے تعلق رکھنے والوں کا مذاق اڑانا تو کفر تک پہنچا دیتا ہے (وہ شاید پوری کہانی کو اپنے پہ چوٹ سمجھے تھے)۔ عبداللہ بڑا سٹپٹایا کہ اب آدمی بات بھی کرے تو کس سے۔ اس ملک میں آدمی اگر غلطی سے پڑھ لکھ جائے تو گونگا ہو جائے کہ کوئی بات سمجھنے والا مشکل سے ہی ملتا ہے۔

عبداللہ نے معذرت کی، انہیں باقی ماندہ سفر کا خرچہ دیا اور خدا حافظ کہہ کر چلا آیا۔ مگر دل پورے دن بوجھل ہی رہا۔

وہ سوچنے لگا کہ داعی کو لوگوں پر لعن طعن نہیں کرنی چاہئے انہیں چپ چاپ کام کرتے رہنا چاہیے۔ داعی کی نظر جتنی وسیع ہوگی اتنے ہی لوگوں پر اعتراضات کم ہو جائیں گے۔ وہ سوچنے لگا کہ داعی کے فرائض میں سے ایک فریضہ یہ بھی ہونا چاہئے کہ دعوت سننے والے کی انا (ego) کو نہ چھیڑے، جب کہ ہمارے یہاں دعوت کا کام ہی کسی کو ذلیل کرنے سے شروع ہوتا ہے۔ آپ نے کپڑے کیسے پہنے ہوئے ہیں؟ یہاں آپ ٹی وی کیوں دیکھتے ہیں؟ آپ فلاں جگہ کیوں جاتے ہیں؟ فلاں سے کیوں ملتے ہیں؟ فلاں سے کیوں نہیں ملتے؟ پہلے دن ہی داعی صاحب ہر اس چیز کے دشمن ہو جاتے ہیں جو آپ کو محبوب ہو۔ ارے بھائی، اسے بہتر محبت کا بتاؤ، اسے بہتر ذکر سکھاؤ۔ دل خود بخود اچھی چیزوں پر مائل ہو جائے گا۔ پھر بتاتے رہنا چھوٹے موٹے مسائل۔ داعی ایسا بندہ ہوتا ہے جو بندے اور اللہ کے بیچ میں آجاتا ہے۔ اب اگر غلط راستہ بتاؤ گے تو پوچھ تو تمہاری بھی ہوگی نا؟ اگر اجازت ملی تو میں صاف کہہ دوں گا کہ اللہ اس کے پاس آیا تھا تیرا پوچھنے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اس نے ٹرک کی لال بتی کے پیچھے لگا دیا۔

پتہ نہیں ہر دینی آدمی کو، (مولانا کہنا تو ظلم ہوگا، ہر شخص جو داڑھی رکھ کے دین کی تبلیغ شروع کر دیتا ہے وہ مولوی تھوڑا ہی ہوتا ہے۔ مولوی کے لیے تو بہت پڑھنا پڑتا ہے) ہاں باتونی کہہ سکتے ہیں۔ تو ہر باتونی آدمی کو میری جینز سے ہی دشمنی کیوں ہوتی ہے؟ اور ایسا ہی کیوں ہے کہ ظاہری شکل وصورت کو باطنی پر ترجیح ہے۔ اللہ میاں ہمارے اندازوں سے کتنے مختلف ہیں۔ عبداللہ اپنی ذہنی رو میں بہتا ہی چلا گیا۔

مجھے ایسا لگتا ہے کہ قیامت کے روز بہت سے لوگوں کو سرپرائز ملے گا۔ بہت سی نیکیاں جنہیں وہ نیکیاں سمجھ رہے ہونگے وہاں سرے سے شاید ہوں ہی نہیں اور بہت سے گناہ شاید گناہ کے خانوں میں نہ ہوں اور بہت سی نیکیاں شاید گناہ میں لکھ دی جائیں (جو اللہ کے لیے نہیں ہوں) اور بہت سے گناہ شاید نیکیوں میں لکھ دیئے جائیں۔ اللہ کی مرضی ہے۔ وہ دلوں کے بھید جانتا ہے۔ اب اگر صحابہ کرام سے غلطیاں سرزد نہ ہوتیں تو سزائیں کسے ملتیں؟ اور اگر شرعی حدود اس وقت نہ لگتیں تو آج 1400 سال بعد کون لگاتا۔

حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے روز ایک بندہ آئے گا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسکے تمام گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیں گے تو وہ کہے کہ اللہ تعالیٰ آپ نے فلاں فلاں گناہ تو گنے ہی نہیں؟۔ بس آدمی کو اگر بُرائیاں ہی گننی ہوں تو کیا اپنا نفس کافی نہیں ہے؟ کسی دوسرے کے بارے میں ہمیشہ گمان رکھنا چاہیے کہ بخشا جائے گا، کوئی ایسی نیکی کر جائے گا کہ اگلا پچھلا سب برابر ہو جائے گا اور اپنے نفس سے اِتنی بدگمانی ہونی چاہیے کہ یہ کافر کر کے چھوڑے گا۔ بس اللہ ہی بچالے۔

عبداللہ کا ذہن رُکنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ اُس کے آنسو اُسکے ذہن کی رفتار کا ساتھ دے رہے تھے۔ وہ اپنے آپ کو ہی ملامت کر رہا تھا کہ اُسے اِن نیک آدمیوں سے سخت بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔ ساری نیکی بھی برباد ہوئی۔ کاش خاموش رہتا۔ جب بولتا ہے کوئی نہ کوئی فساد کا سامان ہوتا ہے۔ اپنی ذات سے بڑا فتنہ دنیا میں کوئی نہیں ہوتا۔ آج عبداللہ کو اِس بات کا مکمل یقین ہوگیا۔ عبداللہ نے آج تمام لوگوں کو صدقِ دل سے معاف کر دیا کہ دل صرف اللہ کی یاد کے لیے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہوتا ہے نہ کہ اِس لیے کہ لوگوں کی باتیں اُس میں رکھی جائیں۔

عبداللہ آج پھر سراپا دعا تھا:۔

''اے دعاؤں کو قبولیت بخشنے والے اللہ۔ یَا اَنْتَ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔ اے ترس کھانے والوں میں سب سے زیادہ ترس کھانے والے اللہ۔ اے آسوں کے آس والے اللہ، اے عاصیوں کے آس والے اللہ، اے وہ اللہ کہ جس سے سب کو آس ہوتی ہے۔ چرند، پرند، انسان، ملائکہ اور جن سب کی نظریں، سب کی آس صرف تجھ پہ ہی آ کے رکتی ہیں۔ میری آس نہ توڑیو۔ اے عزت والے اللہ، میری لاج رکھ لے۔''

اللہ سائیں مخمل میں ٹاٹ کا پیوند نہ ہووے ہے۔ اُمّتِ محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم میں سے ہوں۔ یہ سارے مخمل لوگ ہیں۔ دین کا کام کرتے ہیں۔ میں اِک ٹاٹ رہ گیا۔ دنیا کیا کہے گی۔ تجھے اپنے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے محبت کا واسطہ مجھے بھی مخمل کر دے۔ اے اللہ تُو صمد ہے، کیا ہی خوبصورت نام ہے تیرا، خوف واُمید دونوں اِس میں یکجا ہو گئے ہیں۔ جب تیری بے نیازی پہ نظر پڑتی ہے تو ڈر جاتا ہوں کہ سارے اعمال سے بے نیاز ہو گیا کہ میرے لیے تھوڑا ہی کی تھیں تو مارا جاؤں گا، ہاں اگر رحمت کی نظر کی اور بے نیازی میں کوئی پرواہ نہ کی کہ کتنے گناہ لے کے آیا ہوں تو بیڑہ پار ہے۔

اے اللہ! میں بار بار گناہ کرتا ہوں۔ گناہ دہرایا جائے تو غلطی نہیں مرضی بن جاتی ہے۔

اے اللہ معاف کر دے۔ مجھے تھوڑے لوگوں میں سے کر دے جن کے بارے میں تو بشارتیں دیتا ہے قرآن میں کہ وہ جنّت میں جائیں گے۔ وہ جو تیرا شکر ادا کرتے ہیں، وہ جو تیرے حکم پہ چلتے ہیں۔ اُن زیادہ میں سے نہ کرنا جو حکم عدولی کرتے ہیں۔ جو جہنم میں جائیں گے۔ جو نافرمان ہیں۔

اے اللہ، کوئی اگر ہوتا تیرے علاوہ تو میں قسم کھا کے کہتا ہوں کہ عبادت تیری کرتا اور نافرمانی اُس کی کرتا مگر کوئی ہے ہی نہیں۔ کوئی چوائس نہیں ہے۔ نفس کے ہاتھوں مجبور ہو کے نافرمانی بھی تیری ہی ہو جاتی ہے۔ تُو معاف کر دے، درگزر فرما دے۔ آئندہ نہیں کروں گا اور آئندہ کر لوں تو پھر سے معاف کر دینا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

گناہ بھی تو ایک تعلق ہے نا میرے اللہ، استغفار بھی تو ایک تعلق ہے نا میرے آقا۔ یہ روتا، پیٹتا، گرتا، پڑتا بندہ بھی تو تیرا ہے نا میرے اللہ۔

خیال رکھنا میرے مالک، نافرمان ہوں مگر ہوں تیرے در کا، تیری ہی نافرمانی ہو جاتی ہے کسی اور کی نہیں۔

اے اللہ، میں دِن کے اجالے میں غرور کرتا ہوں اور رات کی تاریکیوں میں گناہ۔ میں تو کسی پل بھی تیرا فرمانبردار نہ رہا، میں تو مارا جاؤں گا۔

تو مجھے میرے گناہوں پہ معاف فرما،

تو مجھے میرے نیکیوں پہ بھی معاف کر دے۔

آئندہ غلط بات نہیں کروں گا۔

من جا میرے ربّا، من جا میرے ربّا۔"

☆.....☆.....☆

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عبداللہ کی زندگی لشتم پشتم گزر رہی تھی۔ مجموعی طور پر وہ لکھنے پڑھنے درس و تدریس اور سوچنے میں ہی مصروف ہوتا اور اگر کچھ ٹائم بچ جاتا تو کوئی نہ کوئی واقعہ اُسے تمام دِن تک محو رکھتا۔

عبداللہ کو ملک کی سب سے بڑی ڈیفنس یونیورسٹی سے ایک بہت اہم کورس کرنے کا دعوت نامہ مِلا، جسے اُس نے بخوشی قبول کرلیا۔ کچھ ہی ہفتوں کے اس کورس میں عبداللہ کو ملک کی تمام دفاعی تنصیبات دیکھنے کا موقع ملا، تمام دِفاعی اداروں اور سِول گورنمنٹ کے حکّام سے ملا، چاروں وزرائے اعلیٰ سے ملاقات ہوئی اور وطنِ عزیز کے تمام صوبوں اور قبائلی علاقہ جات میں رہنے کا موقعہ مِلا۔ عبداللہ نے جتنا پاکستان کو اِن چند ہفتوں میں جانا اتنا کبھی نہ جانا تھا۔ اسے شدت سے اس بات کا احساس ہوا کہ وطنِ عزیز میں کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔

بغیر اعلیٰ تعلیم کے، بغیر زندگی کی بنیادی سہولتوں کے بھی اگر یہ قوم یہ سب کچھ کرسکتی ہے۔ نیوکلیئر پاور بن سکتی ہے، ہر چھٹے روز ایک خودکش حملے اور ہر چھٹے روز ڈرون حملے میں مرنے کے باوجود زندہ رہ سکتی ہے تو وہ کیا چیز ہے جو یہ نہیں کرسکتی۔

اگر بندہ ہمت کرے اور محنت کرے تو نبوت کے علاوہ وہ کونسا ایسا مقام ہے جو حاصل نہ کیا جاسکے۔ سُپر پاور بننے سے خُدا کی ولایت اور دوستی تک سب ہمت و اُمید کے ہی تو مرہونِ منّت ہیں۔ اور سب سے بڑا ظلم جو اِس قوم پر ہوا وہ اُمید کی غربت ہے۔ نا اُمیدی کا یقین ہے۔ اندھیرے کی نوید ہے جو ہمارے ٹی وی چینلز ہمارے جوانوں کی رگوں میں ہر روز نشے کی طرح اُتار رہے ہیں۔ پہلے کوئی سوچتا تھا کہ ایسے بولیں گے تو کوئی کیا کہے گا، جب سے میڈیا آزاد ہوا ہے وہ 'کوئی' بھی مرگئی۔ ہمارے ملک میں لوگ زندگی کے خواب دیکھتے ہیں، باہر والے خوابوں کی زندگی گزارتے ہیں۔ اور اب تو خواب دیکھنے والے بھی کم ہی رہ گئے ہیں۔ مہنگے خواب دیکھنے کے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

لئے آنکھیں بیچنا پڑتی ہیں، دن ورات ایک کرنے پڑتے ہیں، پتہ ماری کی محنت ہوتی ہے۔ مگر جو لوگ ہمت نہیں کرتے وہ پھر کرامات/ معجزات کا انتظار کرتے ہیں اور انتظار کرتے کرتے فنا ہو جاتے ہیں۔

عبداللہ آج سوچنے لگا کہ ہمارے ملک، ہمارے معاشرے کا اگر کوئی تجزیہ کرے یا تاریخ لکھے تو وہ کیا لکھے گا، شاید وہ لکھے کہ یہ ایک ایسا معاشرہ تھا۔

جس میں تری باقی تھی، جس میں ایمان کی رمق موجود تھی، جس میں دین کی چنگاری پنہاں تھی۔ ایک ایسی قوم تھی جو روز مرتی تھی مگر جینا نہیں چھوڑتی تھی۔ جو لٹانے پر آئے تو سب کچھ لٹا دیتی تھی، جو جیتتی تھی تو بچوں کی طرح گلیوں میں آجاتی تھی۔ جو ناچتی تھی تو موسم بدل دیتی تھی اور جب روتی تھی تو آسمانوں کو رُلا دیتی تھی۔

مگر ایک قوم ایسی جس میں شدت تھی، محبت میں بھی اور نفرت میں بھی، جس کو کچھ دینے اور سب کچھ دینے کا فن آتا تھا، جس کے بچے کانے اور تختی سے پڑھ کے نکلے اور ایٹم بم بنا ڈالا، جو بغیر چھت کے سو جاتی تھی، جو بنا پیئے بھی سیراب تھی، اور جو ایک بار ٹھان لے اس کو پورا کرنے میں پوری کائنات اس کا ساتھ دیتی تھی۔

مگر

اس قوم کو اپنی قوت کا اندازہ ہی نہ ہوا، اسے معلوم ہی نہ ہو سکا کہ وہ کس خمیر کی مٹی سے بنی ہے، اس کو لوگوں نے، لیڈروں نے اپنی اپنی منشاء کے مطابق بانٹا اور تقسیم کیا۔ اس نے اپنے محسنوں کو بھلا دیا اور نجات دہندہ کو رد کر دیا۔

اس نے اپنے دین کو بھلا دیا، اپنے ایمان کو بیچ دیا اور اپنے اوپر پڑھنا لکھنا اور سچ بولنا حرام کر لیا۔

پاکستانی بھی عجیب قوم ہے یہ بیک وقت ظالم بھی ہے اور مظلوم بھی ہے۔ ہر شخص اپنے پہ ہونے والے مظالم کی داستان سُناتا ہے۔ مگر جب جہاں موقع ملتا ہے اپنے سے کمزور کو پیس دیتا ہے اور کوئی رعایت نہیں چھوڑتا۔ پردے کے ہلنے سے ڈرنے والا مسلمان اللہ سے نہیں ڈرتا اور اس ملک میں لوڈ شیڈنگ بھی بہت ہے۔ صرف بجلی کی ہی نہیں کہ بلب بجھ گئے ہیں۔ خانقاہوں میں

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

چراغ بھی بجھ گئے ہیں، مسجدوں کی رونق بھی بجھ گئی ہے۔ بچوں کے چہرے بھی بجھ گئے ہیں اُمیدوں کی شمع بھی گل ہوگئی ہے، ستاروں کی چمک بھی ماند پڑ گئی ہے، چاند کا حسن بھی زائل ہو گیا ہے۔ منبر و محراب بھی خاموش ہیں۔ الغرض نصیبوں کی لوڈ شیڈنگ ہوگئی ہے۔

یہ قوم علم سے ایسے متنفر ہوئی، ایسی بے توفیق ہوئی کہ کوئی مہینے میں 5 ہزار صفحات بھی نہیں پڑھتا۔ صرف وہ علم حاصل کرنا چاہتی ہے جس سے پیسہ کما سکے، معاشی حیوان بن جائے۔ مگر کاش پیسہ ہی کما لیا ہوتا۔ وہ بھی کہاں کمایا؟

مؤرخ لکھے گا کہ جس قوم کو اپنے پیچھے ادارے، افراد، اور منصوبے چھوڑ کے جانے تھے وہ پلاٹس اور شاپنگ پلازے چھوڑ گئی۔ مؤرخ لکھے گا جس قوم نے روٹی اس لئے کھانی تھی کہ رزاق کا شکر ادا کر سکے، روٹی اُس قوم کو کھا گئی۔ مؤرخ لکھے گا ایک ایسی قوم تھی جو فطرت سے ٹکرا گئی اور پھر فطرت نے اُسے پچھاڑ دیا۔ مؤرخ لکھے گا کہ جتنا چھپا کے گناہ کرتی تھی اتنا چھپا کے نیکیاں کر گئی ہوتی تو سُرخرو ہو جاتی۔ اور شاید یہ بھی لکھے کہ جس اسلام کے نام پر ملک لیا، اسی اسلام کو اسی ملک میں سب سے زیادہ نظر انداز کیا۔

ایک ایسی قوم جسے غلامی سے عشق تھا۔ جس نے پلاننگ کا سارا کام اپنے آقاؤں کے سپرد کر دیا تھا کہ غلام پلاننگ تھوڑا ہی کرتا ہے۔ جس کا ریشہ ریشہ غلام تھا، جسے غلامی اچھی لگنے لگی تھی، جسے غلامی سے محبت ہوگئی تھی، جسکی رگ و پے میں غلامی سرایت کر گئی تھی۔ جس کا مزاج غلامانہ بن گیا تھا۔ جہاں غلامی کے بغیر جینا مشکل تھا، جہاں آزاد بندوں کا سانس رک جاتا تھا یا روک دیا جاتا تھا۔ ایک ایسی قوم جو نادیدنی زنجیروں میں جکڑ دِی گئی۔ جسے شک کی وادی میں ہانک دیا گیا۔ جس میں اعتماد نہ رہا اور جب اعتماد نہ رہے تو کیسے کوئی پہاڑوں کا سینہ چاک کرے اور کیسے کوئی کائنات کو مسخر کرے۔

مورخ شاید یہ بھی لکھے کہ اس قوم نے خود محنت نہ کی بلکہ بیاّ کا گھر بھی توڑ دیا، جس نے کم ظرفوں کو دین کی تعلیم دے دی اور بدعقلوں کو دنیا کی۔ یہاں بھنورے میں پلے ہوئے لوگوں کو حکومت ملی جنھیں خبر ہی نہ ہوئی کہ کسی اور کا سچ بھی سچ ہوسکتا ہے۔ ایک ایسا ملک تھا جہاں غریب، کسمپرسی کی حالت میں کم ظرف کے آگے ہاتھ پھیلانے پر مجبور ہے۔ جہاں ہر کام کے لیے غریب کو دن میں ہزاروں سجدے کرنے پڑتے تھے، جہاں سچ بولنے کی زکوٰۃ تنہائی تھی، جہاں ٹھنڈے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مزاج لوگوں کو بے غیرت کہا جاتا تھا، جہاں گناہ تکرار کے باعث عادت بن چکے تھے۔ جہاں علم بغیر تزکیے کے پھیلا اور جہاں ذکر بغیر علم کے پروان چڑھا، ایک ایسی قوم جسے بے وقوفی اور حُسنِ ظن میں فرق ہی پتہ نہ چل سکا، اور ایک ایسی قوم جو سوا سو سالوں سے تصویر کے جائز یا ناجائز ہونے کا فیصلہ ہی نہ کر سکی، ایک ایسی قوم جسے اللہ 67 سالوں سے درگزر کرتا چلا آیا۔ جس کے ساتھ مالکِ کُل نِباہ کرتا چلا آیا مگر اس نے نباہ نہ کی۔

اور مورخ شاید یہ بھی لکھے کہ اس قوم نے ایک بچی کے سر میں گولی ماری تھی اور اس کا علاج تک نہ کر سکی اور جب اس نے ملک سے باہر جا کے کتاب لکھی تو پورے ملک نے کفر کے فتوے لگا دیئے مگر کسی ایک بچی کو تعلیم یا زندگی کی گارنٹی نہ دی۔

ایک ایسی قوم جو، اسکولوں کو بموں سے اُڑا دیا کرتی تھی اور جہاں عالم پڑھائی کو بے غیرتی کی وجہ بتاتے تھے۔ ایک ایسی قوم جہاں جھوٹ کی بیسیوں قسمیں تھیں۔ یہاں تک کہ جس شخص پہ تھوکنے کو دل نہ چاہے اس کی بھی خوشامد کریں۔

ایک قوم جس کو کہانیاں سنانے کا شوق تھا مگر عمل کا نہیں، جو سچی بات سے منہ پھیر لیتی تھی اور کِبر کرتی تھی۔ جہاں حق گوئی قابلِ تعزیر جرم تھا اور جھوٹ بولنے والوں کی جے جے کار، جہاں لوگوں نے بولنا اِس لیے سیکھا کہ باقی لوگوں کو بیوقوف بنا سکیں اور حدیث کی روشنی میں ملعون ٹھہرے۔

ایک ایسا ملک جہاں 5 ہزار بچے سالانہ نالیوں اور کچرے کی ڈبّوں میں پھینک دیئے جاتے ہوں، 6 ہزار قتل ہو جاتے ہوں۔ 10 لاکھ FIR کٹتی ہوں، 1500 بچیوں کے ساتھ زنا بالجبر ہوتا ہو، 80 کے ساتھ اجتماعی زیادتی ہو جاتی ہو، لوگ بچے بیچ کے پیٹ بھرتے ہوں اور ایمبولینس میں انتظار کرتا بیمار، صاحب کے گزر جانے تک لاش بن جاتا ہو۔

☆.....☆.....☆

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

آج عبداللہ پھر مفتی صاحب کے سامنے بیٹھا ہوا تھا اپنے سوالات کی فہرست، ڈائری اور قلم لے کر:۔

☆ مفتی صاحب دنیا کسے کہتے ہیں؟

ہر وہ چیز جو اللہ کی یاد کو بھلا دے وہ دنیا ہے۔

☆ ندامت کی انتہا کیا ہے؟

چھوڑ دے اس کام کو۔ اللہ کی یاد بڑی چیز ہے۔ اللہ بڑے ہیں۔ کیا منہ دکھائے گا۔ نہ کرے ایسا۔

☆ توبہ کی انتہا کیا ہے؟

آدمی اپنی نیکیوں پہ بھی توبہ کرے کہ ان کا حق ادا نہیں ہوا۔

☆ آپ لوگ کہتے ہیں کہ "ہم تو گناہگار بندے ہیں۔ کچھ آتا جاتا نہیں" یہ کیا بات ہوئی؟

میں کمپیوٹر سائنس کا اُستاد ہوں اب اگر میں کلاس میں جا کر کہوں کہ مجھے تو کچھ آتا جاتا نہیں تو کلاس پڑھے گی کیوں؟ چلیں مان لیا کہ آپ پنڈی اور اسلام آباد کے سب سے گناہگار آدمی ہیں تو بتائے میں کیوں آؤں اِصلاح کے لیئے آپکے پاس۔ یہ آپ نیک لوگ اتنی confusion کیوں مچاتے ہیں؟

ایسے ہی ہوتا ہے عبداللہ' بالکل ایسے ہی ہوتا ہے۔ جو شخص جتنا پڑھے گا اتنا ہی جاہل رہ جائے گا۔ ہر شخص کی مجہولات اس کی معلومات سے زیادہ ہیں۔

رسالتِ پناہ حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم دِن میں 70 بار استغفار کرتے تھے۔ وہ تو معصوم تھے تو پھر کس گناہ سے استغفار کرتے تھے۔ بندہ جب معرفت کے میدان میں قدم رکھتا ہے تو اس کا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہر آنے والا دِن اسے وہ مقامات دکھاتا ہے کہ گذشتہ دِن کو دیکھ کے اس پر استغفار ہی کر سکتا ہے۔ صرف اللہ کو پتہ ہے، کون کتنا متقی ہے بندے کو تو اپنے بارے میں ڈرتے ہی رہنا چاہیئے۔ جوانی پہ خوف غالب ہو تو بڑھاپے میں اُمید قائم رہتی ہے۔ اِنھی دو کیفیات کے درمیان رہتے ہوئے زندگی گزارنی چاہیے۔

☆ اچھا، برکت کسے کہتے ہیں؟

برکہ عربی میں زیادہ کو کہتے ہیں۔ تھوڑا زیادہ ہو جائے تو اِسے برکت کہتے ہیں۔

اللہ برکت دینے والا ہے اور کبائر سے برکت اُٹھ جاتی ہے۔

☆ اچھی صحبت اور فرائض کی تکمیل کے علاوہ کیا چاہئے ہوتا ہے؟

تقویٰ۔ تقویٰ آدمی کو اندر سے مانجھ دیتا ہے اور جب ذہانت کے ساتھ تقویٰ ملتا ہے تو اللہ اِلہام کرتا ہے۔ تقویٰ یہ ہے کہ جو کام کرے یہ سمجھے کہ اللہ دیکھ رہا ہے اور اللہ کے لیے ہی کرے۔

☆ میرا بیرونِ ملک سفر رہتا ہے اور سفر میں عموماً نامحرم پہ نظر پڑ ہی جاتی ہے، کیا کروں؟

کوشش کریں جتنا بچاؤ ممکن ہے وہ کریں۔ اور جو دن میں کئی بار نظر اپنے آپ پر پڑتی ہے آئینے میں اس کا کیا؟ جو اپنے آپ سے کہتا ہے کہ واہ کیا لگ رہے ہو؛ کیا بات ہے؟ اُس کا بھی تو سوچ۔ کئی ایک ایسے گناہ ہیں جن کو ہم گناہ سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ یہ جو نفس روز انسان سے باتیں کرتا ہے نا یہ جو پٹیاں پڑھاتا ہے یہ بہت خطرناک ہیں۔ بایزید بسطامیؒ کے پاس ایک لڑکا آیا اور روئے جا رہا تھا کہ حضرت بات سن لیں، گناہ کر آیا ہوں۔ اکیلے میں پوچھا تو کہنے لگا حضرت شراب پی آیا ہوں۔ تو انھوں نے جواب دیا او ہو، ہم سمجھے غیبت کر آئے ہو۔ اب شراب پینا تو بُری بات ہے پر مگر غیبت تو اس سے بھی بُری ہوئی نا۔

☆ مفتی صاحب کبھی کبھی نماز پڑھتے ہوئے گھبراتا ہوں کہ اللہ کا سامنا کیسے کروں۔ اتنے گناہ ہیں۔

گناہوں کے ایسے تجزیئے کرنا کہ بندہ اللہ کی رحمت سے ہی مایوس ہو جائے شیطان کی بڑی چال ہے۔ گناہ سے اس وقت تک پریشان رہو جب تک سرزد نہ ہو جائے، بعد میں اللہ سے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

معافی مانگو۔نماز پڑھا کرو۔اتنا نہ سوچا کرو،اللہ رحم کرے گا۔

☆ یہ جو ہم روزانہ میرے ''پیارے'' نبی صلّی علیہ وسلّم بولتے ہیں تو پیارے پہ جھوٹ کا گناہ تو ملتا ہوگا کہ زندگی میں تو پیارے ہوتے نہیں ہیں۔نہ بولیں ایسا۔

ضرور پیارے بولا کریں،عقیدت کا ثواب ہوگا۔اور یہ بولنا اور یہ سوچ ایک دن ضرور راہ پہ لے آئی گی۔

☆ مٹے ہوئے لوگ کون ہوتے ہیں؟ جن کی انانیت ختم ہوگئی ہو؟

حضرت حارث محاسبیؒ ایک دن مسجد میں بیٹھے تھے۔ایک شخص آیا اور ان کو حلیے سے مسجد کا خادم سمجھا تو کہنے لگا مسجد اتنی گندی ہے صاف کردو۔وہ اُٹھ کے باہر چلے گئے۔شخص بڑا غصے میں آیا کہ میں نے کام کہا اور یہ باہر چلے گئے۔باہر جا کے پوچھا تو کہنے لگے،میں نے نظر دوڑائی تو مسجد میں سب سے زیادہ ناپاک چیز اپنی ہی ذات نظر آئی تو آپ نے کہا تھا صفائی کردو تو میں باہر آ کے بیٹھ گیا۔

ایک اور بزرگ تھے بغداد میں،ایک شخص نے سوچا کہ انھیں آزماتے ہیں۔ان کے پاس جا کر کہنے لگا کہ حضرت کل شام کھانے پہ تشریف لے آیئے مغرب کے بعد۔اور مغرب پاس والی مسجد میں ہی پڑھ لیں۔وہ نماز پڑھ کے پہنچ گئے۔دروازے پہ دستک دی کسی نے نہ کھولا،وہیں سائیڈ پر بیٹھ گئے،عشاء ہوگئی دروازہ نہ کھلا تو عشاء پڑھنے چلے گئے پھر واپس آ کے بیٹھ گئے۔

پوری رات گزر گئی۔تہجد کے وقت وہ میزبان باہر نکلا اور حیرت سے پوچھا آپ یہاں کیسے۔

اس سے کہا کہ آپ نے دعوت پہ بلایا تھا تو کہنے لگا،میرے تو ذہن میں نہیں ہے۔اچھا آپ بیٹھیں تو میں کھانا لے کے آتا ہوں۔پھر غائب،فجر ہوگئی اشراق ہوگئی دن چڑھے نکلا اور کہا گھر میں عورتیں سوئی ہوئی ہیں،یہ لیں ایک سکہ اور بازار سے کھالیں۔انہوں نے شکریہ ادا کیا سکہ لیا اور واپس آ گئے۔

شام کو وہ شخص دوڑتا ہوا آیا اور کہا کہ میں تو آزما رہا تھا تو کہنے لگے کہ کوئی بات نہیں بغداد کے کتے بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔جہاں سے ملنے کی اُمید ہو وہاں پڑے رہتے ہیں۔

عبداللہ یہ تھے وہ لوگ جو مٹے ہوئے تھے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

☆ عبداللہ نے روتی آنکھوں سے پوچھا؛ اِخلاص کسے کہتے ہیں:۔

جنید بغدادیؒ کہتے تھے کہ میں نے اخلاص ایک حجام سے سیکھا۔ایک دن میرے استاد نے کہا کہ تمھارے بال بہت بڑھ گئے ہیں اب کٹوا کے آنا۔ پیسے کوئی تھے نہیں پاس میں' حجام کی دکان کے سامنے پہنچے تو وہ گاہک کے بال کاٹ رہا تھا۔انھوں نے عرض کی چاچا۔اللہ کے نام پہ بال کاٹ دو گے۔یہ سنتے ہی حجام نے گاہک کو سائیڈ پر کیا اور کہنے لگا پیسوں کے لیے تو روز کاٹتا ہوں۔ اللہ کے لیئے آج کوئی آیا ہے۔

اب ان کا سر چوم کے کرسی پہ بٹھایا۔روتے جاتے اور بال کاٹتے جاتے۔حضرت جنید بغدادی نے سوچا زندگی میں جب کبھی پیسے ہوئے تو،انکو ضرور کچھ دوں گا۔عرصہ گزر گیا، یہ بڑے صوفی بزرگ بن گئے۔ایک دن ملنے کے لئے گئے، واقعہ یاد دلایا اور کچھ رقم پیش کی۔تو حجام کہنے لگا،جنید تو اتنا بڑا صوفی ہو گیا تجھے اتنا نہیں پتہ چلا کہ جو کام اللہ کے لیے کیا جائے،اس کا بدلہ مخلوق سے نہیں لیتے؟

☆ بچوں کی تربیت کیسے کروں؟

اولاد کو صرف رزقِ حلال کھلاؤ۔رزقِ حلال میں بڑی برکت ہے یہ ایک دن اپنا اثر دکھائے گا۔صدقہ اولاد کے سامنے کیا کرو تا کہ اُن کی عادت بنے۔نماز کے لیے کہتے رہو۔بڑوں کا ادب اور تمیز سکھاؤ۔

☆ اچھا،آخری سوال۔اگر کسی بندے سے لڑائی ہو جائے تو کیا کروں؟

صرف اتنا دیکھ لیں کہ اُس کا اللہ کے ساتھ کیا معاملہ ہے۔اگر تو اچھا ہے تو چپ رہیں۔اللہ آپکے نقصان کا مداوا کہیں اور سے کر دے گا مگر اپنے دوست کو آپ کے حوالے نہیں کرے گا۔اور اگر معاملہ درست نہیں ہے تو بھی چپ رہیں کہ جب اللہ کا عذاب آئے گا تو آپ کا بدلہ بھی پورا ہو جائے گا۔

☆.....☆.....☆

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

امریکہ نے نئی کمپنیوں کے لیے ایک start up مقابلے کا انعقاد کیا؛ ملک بھر سے 400 کمپنیوں نے مرحلہ وار پروگرام میں شرکت کی۔عبداللہ کی کمپنی بھی جیتتے جیتتے فائنل میں پہنچ گئی۔آج شہر کے سب سے بڑے ہوٹل میں فائنل رزلٹ کی اناؤنسمنٹ تھی۔عبداللہ تیار ہوکر گیا۔ بلّو کو، بچوں کو، مفتی صاحب کو، کمپنی کے تمام لوگوں کو لے کر گیا۔

آج اُس کا دِل بہت زور زور سے دھڑک رہا تھا، پاکستان کے تمام چوٹی کے لوگ موجود تھے اسکی فیلڈ کے۔تمام کمپنیاں اور عبداللہ سوچ رہا تھا کہ اگر آج اُسے پہلا انعام مل جائے تو کمال ہو جائے۔اِس ملک میں لوگ اسکی ڈگریاں اس کے منہ پر مار کے نکال دیتے تھے اور کہتے تھے کہ عبداللہ کا پڑھ جانا ایسے ہی ہے جیسے سورج مغرب سے نکلے۔عبداللہ مفتی صاحب کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور دِل ہی دل میں دعا مانگ رہا تھا کہ اے اللہ، تُو نے کہا (كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ) مجھے بھی دکھا اپنی شان، آج نکال ہی دے سورج کو مغرب سے۔

آج جِتا ہی دے، آج دکھا ہی دے، اپنی قدرت کا مظہر بنا دے۔اتنے میں پہلی پوزیشن کا اعلان ہوا اور عبداللہ کی کمپنی اوّل آئی۔عبداللہ کے منہ سے صرف اتنا نکل سکا۔

''کیا بات ہے میرے اللہ۔'' جب وہ اسٹیج کی طرف جا رہا تھا تو دل میں کہتا جا رہا تھا۔ ملک کے تمام دانشور جو میری فیلڈ میں ہیں آج میرے پاؤں کے نیچے اور یہ ہے اللہ کا فضل جو کسی وجہ کا محتاج نہیں ہے۔

عبداللہ آج پھولا نہیں سما رہا تھا، وہ سوچ رہا تھا کہ آج سے روز ایک تسبیح اس جملے کی پڑھے گا۔کیا بات ہے میرے اللہ۔تا کہ ربّ کا شکر ادا ہو سکے۔ٹی وی والوں، اخبار والوں اور فنکشن سے فراغت کے بعد عبداللہ گھر کو روانہ ہوا۔بلّو اور عبدالرحمٰن کے ساتھ۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مغرب کا وقت ہو چلا تھا اس نے گاڑی مسجد میں روکی، نماز ادا کی، شکرانے کے نفل پڑھے اور پھر چل پڑا۔ تھوڑا سا آگے پہنچا تو روڈ بلاک تھا اور آگے پتھر رکھے ہوئے تھے۔ عبداللہ اور اس کا ڈرائیور گاڑی سے اتر کر پتھر اٹھانے لگے تو آس پاس سے چھ مسلح ڈاکوؤں نے گھیر لیا۔

انعام کی رقم، لیپ ٹاپ، بلّو کے زیور، بٹوہ، موبائل فونز سب ہی کچھ تو لے لیا۔ جب وہ جانے لگے تو عبداللہ نے کہا۔ بھائی! بات سنو! میرا سامان واپس کر دو۔ تو وہ ہنسنے لگے اور کہنے لگے بکواس بند کرو۔ ہم سانس بعد میں لیتے ہیں گولی پہلے مارتے ہیں۔ عبداللہ نے کہا، اللہ پوچھے گا۔

اِس پر ایک ڈاکو بہت غصہ ہوا، کہنے لگا دھمکی دیتے ہو۔ عبداللہ نے سوچا اور کہا کہ ہاں غریب آدمی دھمکی تو دے ہی سکتا ہے۔

بس یہ سننا تھا کہ وہ سب عبداللہ پر پل پڑے، لاتیں، گھونسیں مشین گن کے بٹ، 3 دانت توڑے، ایک پسلی اور چہرے پہ مار مار کے بھرتا بنا دیا۔ بلّو کو بھی مار پڑی اور بیٹے کو بھی، اور عبداللہ ٹوٹی ہوئی ٹرافی کے ساتھ گھر واپس۔

سب نے کہا پولیس کو فون کرو۔ کچھ کرو مگر عبداللہ سیدھا کمرے میں گیا۔ دروازہ بند کیا۔ خون رکنے کے بعد وضو کیا اور دو رکعت "نماز دوستی" کی نیّت کر کے کھڑا ہو گیا جانماز پر۔ پتہ نہیں کیسی نماز پڑھی کہ قرآن کم اور آنسو زیادہ تھے، رکوع میں گیا تو جیسے اُٹھنا ہی بھول گیا ہو اور سجدے میں گیا تو جیسے جسم اُٹھ جانے کے باوجود دل سجدے میں ہی چھوڑ آیا ہو تمام عمر کے لیے۔

پتہ نہیں نماز تو گھر پہ پڑھ رہا تھا مگر سجدے کی ضرب کہاں لگ رہی تھی۔ اِتنی لمبی دو رکعتیں اس نے زندگی میں کبھی نہ پڑھی تھیں۔ غم بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہوتے ہیں کہ بندہ رجوع کرتا ہے۔

عبداللہ نے دعا کو ہاتھ اُٹھائے، بلّو بھی پیچھے آ کے جانماز سے لگ کے بیٹھ گئی:۔

"اے میرے اللہ! میرا تیرے سِوا کوئی نہیں ہے۔

تو یقین کر لے میرا تیرے سِوا کوئی نہیں ہے، کوئی بھی تو نہیں ہے۔ اے اللہ تیری حمد بیان کرتا ہوں۔ یا اللہ تیرا حق بنتا ہے کہ تیری عبادت کی جائے، میرے مالک تیرا حق بنتا ہے کہ تیری تعریف کی جائے۔ میرے ربّا تیرا حق بنتا ہے کہ تجھ سے دُعا کی جائے، جو کچھ بھی ہوا بے شک میری گناہوں کی نحوست تھا۔ مجھ میں اور میرے گناہوں میں زمین و آسمان کا فاصلہ کر دے۔ مشرق

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ومغرب کا فاصلہ کردے۔ دھودے میرے گناہ میرے اللہ۔

میرے اللہ، پیارے نبی ﷺ نے تیری قسم کھا کے کہا تھا کہ جو خرچ کرے گا تُو اس کا مال بڑھادے گا اور جو معاف کرے گا تُو اِس کی عزّت بڑھادے گا۔

اے اللہ میں نے تجھے خوشی میں یاد رکھا تھا، تُو خوب جانتا ہے، تُو مجھے غم میں نہ بُھلانا۔

تو یقین کیوں نہیں کرتا کہ میرا تیرے سِوا کوئی نہیں ہے۔ اے اللہ تیرے سِوا کوئی بچانے والا نہیں ہے۔ کوئی مارنے والا بھی نہیں ہے۔ موت سے بندے کو صرف موت ہی تو بچاتی ہے۔

او، میرے اللہ، میری سن، ساڈی وی سن لے میرے مالک، اے شہنشاہ یہ دو رکعت نفل ہے تیرے دربار میں تیرے بندے کی طرف سے، اے اللہ، مقدر اتنی بار بدلتا ہے جتنی بار بندہ تجھ سے رجوع کرتا ہے، اے اللہ میری سُن۔ دیکھ یہ بِلّو بھی ساتھ بیٹھی ہے۔ اِسکی بالیاں نوچ لیں، کان سے خون بہہ رہا ہے۔ اے نِعْمَ الْمَا هِدُوْن الله، یا نِعْمَ الْمُجِيْبُوْن الله، یا نِعْمَ الْقَادِرُوْن الله ۔ میری سن، میری سن، او ترس کھانے والے اللہ۔ اے االلہ میں آج زیر وزبر ہو گیا، تیرے سامنے اپنے آپکو پیش کرتا ہوں۔ اے اللہ حسد کی آنکھ لگ گئی، فضل کی آنکھ بھی لگا۔ اے االلہ میں اِقرار کررہا ہوں کہ میں

گناہگار ہوں، اب تو معاف کردے

یا ذُوالجلال والاکرام تکلیف پہنچی ہے

یا ذُوالجلال والاکرام دانت ٹوٹ گئیے۔ یا ذُوالجلال والاکرام لاتوں سے مارا ہے۔

یا ذُوالجلال والاکرام خوشی نہ دیکھی گئی اِس ملک سے میری۔ یا ذُوالجلال والاکرام عین خوشی کے وقت پہ مارا ہے۔ اے اللہ تجھ سے مدد مانگتا ہوں۔ نماز کے ذریعے اور دعا کے ذریعے۔ اے بغیر موسم کے پھل دینے والے اللہ میری سُن۔ کبھی بھی کسی ایسے بندے کو تنگ نہیں کرنا چاہیے جس کا اللہ کے سِوا کوئی نہ ہو۔ میرا تو تیرے سوا کوئی نہیں ہے، تُو تو جانتا ہے۔ میرے تو ماں باپ بھی مر گئیے۔ دوست بھی کوئی نہیں۔ ہمراز بھی کوئی نہیں، ہم پیالہ بھی کوئی نہیں۔ سمجھنے والا بھی کوئی نہیں۔ پکّا یتیم ہوں میرے اللہ۔

اے اللہ، پیارے نبی ﷺ نے فرمایا جب ظلم عام ہوجائے تو بٹیرا گھونسلے میں مرجاتا ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اللہ زمین پہ ظلم ہوتا ہے تو شاید اس کا دل دھڑکتا ہے اور زلزلے آجاتے ہیں اور جب اِنسان اِنسانوں کے لیے نہیں روتا تو پہاڑ روتے ہیں اور سیلاب آجاتے ہیں۔

اے اللہ تو پاک ہے۔ تیرے جیسا دنیا میں کوئی نہیں ہے تو سب کچھ ہے میں کچھ نہیں۔ اے اللہ میں تجھ سے دعا مانگتا ہوں بوسیلہ اِس کے کہ تُو اللہ ہے۔ اے اللہ۔ اے میرے مالک میں چاہتا ہوں کہ تیری ایسی تعریف کروں جیسا کہ تُو خود ہے۔ جیسی کہ تیری سلطنت، جیسا کہ تیرا چہرہ، میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جِس سے میں تجھے استعارہ دے سکوں، بس جیسا تُو ہے ویسی ہی تیری تعریف کرنا چاہتا ہوں۔ اے اللہ شکر ادا کرنا بندگی کا ثبوت ہے میں تیرا ہی شکر ادا کرتا ہوں۔

اللہ، تو چھوڑ یو نہیں ڈاکوؤں کو، یہ دنیا کیا کہے گی، میری دوستی کی لاج رکھ لے او لاج رکھنے والے۔ تُو نے ہی تو کہا ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ اپنا خاص فضل کریں اِن بندوں پر جو ہماری زمین میں کمزور کر دیئے گئے ہیں اور ہم اِنکو سربراہ بنائیں اور انہی کو زمین کا وارث بنائیں۔ میرے اللہ دیکھ میں کمزور ہوں۔ اب تُو فضل کر۔

اللہ تو چھوڑنا نہیں، تُو میرا بدلہ پورا لینا۔ آج جس نے بھی حسد کیا ہو اس سے بھی لینا۔ جس جس نے دکھ پہنچایا ہو اس سے بھی لینا۔ جس نے مارا اس سے بھی لینا۔ جس نے مارنے دیا اس سے بھی لینا۔ جس نے نہ روکا اس سے بھی لینا۔ اِن ڈاکوؤں کو ضرور پکڑوا دینا۔ میرا کیمرہ مجھے بہت عزیز ہے وہ بھی واپس دلوا دینا۔ میرا سامان بھی میرے پیسے بھی۔

اللہ تُو نے کہا ہے نا کہ ہر اِک کو ہم پہنچائے جاتے ہیں، اِن کو اور اِن کو تیرے ربّ کی بخشش میں سے اور تیرے ربّ کی بخشش کسی نے نہیں روک لی۔ اللہ مجھے دے نا دیکھ میں دونوں ہاتھ پھیلا کے، جھولی پھیلا کے مانگ رہا ہوں۔ تُو تو مضطرِ ب کی سنتا ہے نا۔ تو میری بھی سن اور یقیناً تُو میری ضرور سنے گا۔ تو اپنے بندوں کو تنہا نہیں چھوڑنا۔ کاش میں اڑ سکتا تو آج غلافِ کعبہ پکڑ کے روتا۔ او میرے اللہ، آج اکیلا نہ چھوڑ یو، آج دلوں پہ خوف طاری ہے، تیرے بندے ڈر گئے ہیں، لُٹ گئے ہیں، پِٹ گئے ہیں۔ افسردہ ہیں، غمگین ہیں۔ اے ذُوالجلال والاکرام تجھے تیری اُس محبت کا واسطہ جو تُو مجھ سے کرتا ہے۔ آج نہ چھوڑ یو، آج میرے آنسو ضرور خشک کروانے آ۔ اے اللہ آپ تو ضامن ہیں ہر چیز کے، تجھ سے ہی مانگنے آیا ہوں، آج تو نے مدد نہ کی تو دوستی کی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

لاج لٹ جائے گی میرے ربّ۔
تُو مجھے کن لوگوں کے حوالے کر دیتا ہے میرے اللہ۔
میری سن میرے مالک!
میری سن میرے رب!
میری سن میرے اللہ
اوشہ رگ سے قریب اللہ میری سُن!

☆.....☆.....☆

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عبداللہ کی کچھ طبیعت سنبھلی تو پولیس کو کال کر کے بلوایا۔انھوں نے بڑا تعاون کیا۔ایک ہی دن میں FIR بھی کٹ گئی۔عبداللہ نے خود ان کا بڑا ساتھ دیا اور سیل فون ڈیٹا کی مدد سے Geo۔Fencing کر کے ڈاکوؤں کے ٹھکانے تک پہنچا دیا۔ 18 روز میں ڈاکو پکڑے گئے سامان سارا واپس مل گیا، پیسے نہ ملنے تھے نہ مِلے۔کورٹ میں پیشی،مقدمہ،جیل میں شناخت پریڈ اور عدالت کی بار بار کی پیشیوں سے عبداللہ بے زار آ گیا۔

جج نے عبداللہ کو اپنا ہی سامان واپسی لینے کے لیے مچلکے جمع کروانے کا کہہ دیا۔عبداللہ نے شور مچایا تو انھوں نے شخصی ضمانت پہ سامان تو واپس کر دیا مگر اِن تمام چکروں اور جیلوں میں شناخت پریڈ اور تھانوں کے چکّروں سے اسکی روح تک مجروح ہوتی گئی۔

وہ تمام لوگ جو بڑے بڑے دفاعی اِداروں میں تھے،جن کے لیے عبداللہ دِن رات کام کرتا رہا۔اُن میں سے کسی نے کوئی مدد نہ کی،فون تک اُٹھانا چھوڑ دیا اور عبداللہ سوچتا رہ گیا کہ اگر وہ اس دن مر جاتا تو کوئی جنازے پر بھی نہ آتا۔

اس نے اپنی وصیّت لکھ ڈالی کے مروں تو گھر کے گارڈن میں دفن کر دینا، بیٹے سے کہا وہ نماز پڑھا دے اور نوکروں سے کہا وہ پیچھے پڑ لیں تا کہ اِس ملک میں دفنانے تک کے لیے کسی سے احسان نہ لینا پڑے۔جب دینا ہی ہے اور وہ بھی اللہ کے لیے تو واپسی کی اُمید کیا رکھّے اور کیوں رکھّے؟

☆.....☆.....☆

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عبداللہ کو امریکہ کی ایک مایہ ناز یونیورسٹی سے لیکچر کی دعوت آئی۔ وہ جاتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ ایک غیر ہیں جو اپنے خرچے پر بلاتے ہیں۔ ہزاروں ڈالر دیتے ہیں۔ عزّت بھی دیتے ہیں اور ایک اپنے، جہاں مفت میں پڑھانے بھی جاؤ تو کسی خاطر میں نہیں لاتے۔ یا تو وہ بے وقوف ہوئے یا یہ۔ اُسے باہر جا کر ہمیشہ ایک خوشی کا احساس ہوتا کہ وہ نت نئی چیزیں سیکھتا اور نئے نئے لوگوں سے ملتا۔ وہ ہمیشہ کہتا جو لوگ باہر جانا پسند نہیں کرتے، وہ ٹھیک نہیں سوچتے کہ آدمی سفر سے بہت کچھ سیکھتا ہے۔ اور کچھ غلطیاں آدمی کو کر بھی لینی چاہئیں۔ زندگی میں غلطی نہ کرنا بھی ایک غلطی ہی ہوتی ہے اور بے شک انسان اپنی غلطیوں سے بہت کچھ سیکھتا ہے۔

اسے یہاں کے لوگوں سے مل کے بھی حیرت ہوتی، ایک سے بڑا ایک پروفیسر مگر انتہائی تمیز سے بات کرتا ہے کوئی غرور و انا نہیں۔ ہمارے ملک میں بچّے Ph.D نہیں کر پاتے کہ ایڈوائزر کو سال میں 4 بار ملنے کا بھی وقت نہیں ملتا۔ بے شک اللہ جس قوم کو عاجز کرنا چاہیں اُس سے عاجزی چھین لیتے ہیں۔

عبداللہ کو یہاں لہلہاتے درخت اور کثیر تعداد میں پودے اور پھول بھی بہت پسند تھے۔ وہ سوچا کرتا تھا کہ کائنات میں ذکر کا ایک Equilibrium بنا ہوا ہے۔ جس زمین پر ذکر کرنے والے زیادہ نہیں ہوتے وہاں پودے، پھول، جانور زیادہ ہوتے ہیں اور پہاڑ بھی تو ہیں۔ یہ سب اپنی زبانوں میں اللہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں اور جس زمین میں ایسے لوگ زیادہ ہوتے ہیں وہاں شاید اول الذکر چیزیں کم ہو جاتی ہیں۔ ایک Threshold ہے جس کا سوائے اللہ کے کسی کو نہیں پتہ۔ کبھی سیلاب پودوں مویشیوں کو کھا جاتا ہے تو کبھی زلزلہ لوگوں کو نگل لیتا ہے، الغرض Equilibrium برابر رہتا ہے۔ ذکر کرتے رہنا چاہیے۔ ذکر کرنے والوں کے صدقے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

رزق ملتا ہے اور دِل کرے بھی کیا گر ذکر نہ کرے؟

اُسے یہاں ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے گھومتے جوڑے بھی بہت بھاتے۔ وہ سوچا کرتا کہ محبت اور جنس کی سرحدیں آپس میں ملتی ہیں۔ وہ امریکہ کی رنگارنگی دیکھ کے سوچا کرتا کہ دنیا 3 سسٹمز ڈھونڈ رہی ہے۔ حکومت کا، معاشیات کا، اور اِخلاقیات کا۔

ایک اِدارہ ایسا بنانا چاہیے جو انسان بنائے، انسان سازی پر کام کرے۔

کیا ہی عجب بات ہے کہ ملک میں ہر چیز کا اِدارہ موجود ہو مگر اِنسان کیسے بننا ہے اُس کا نہ کوئی اِدارہ، نہ کوئی کتاب اور اب تو استاد بھی تھوڑے رہ گئے جو شاذ و نادر ہی برستے ہیں۔ کتنی عجیب بات ہے کہ اُمت میں نماز سکھانے کا کورس کوئی نہیں کراتا، دعا مانگنا کوئی نہیں سکھاتا، کوئی ٹریننگ اِنسان بنانے کی نہیں ہوتی۔ ہر ٹریننگ ''میں'' میں اِضافہ کرتی ہے، اِسے ختم نہیں کرتی۔

کتنی عجیب بات ہے کہ امریکہ میں نماز پڑھتے ہوئے خودکش حملے میں مرنے کا خوف نہیں ہوتا، اِسلام آباد میں دھڑکا لگا رہتا ہے۔ کیا ہی بدنصیب شہر ہے جسے اپنے نام تک کا پاس نہیں رہا۔ ہمارے لوگ ایسے اکل کُھرے نکلے کہ یہ تک نہیں سوچتے کہ ایمان و کُفر کی بنیاد عقیدے پہ رکھنی ہے فِرقے پر نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو آزاد پیدا کیا ہے مگر یہاں ہر کوئی اپنا قیدی بنانا چاہتا ہے، کوئی معاشی تو کوئی عقلی، کوئی دلی تو کوئی نفسی، کوئی اعتقاد میں تو کوئی ایمان میں۔ بڑے کہتے تھے کہ مرید کی خواہش رکھنا کہ فلاں آدمی اثر و رسوخ والا میرے حلقے میں آئے، طریقت کا شِرک ہے۔ اور شیخ کو مرید بنانے سے ایسا ڈرنا چاہیے جیسا درندے کو دیکھ کے انسان ڈرتا ہے۔

عبداللہ سوچنے پہ آیا تو سوچتا ہی چلا گیا۔ یہ دماغ بھی جِسم کا مال روڈ ہوتا ہے۔ وزیرِ اعظم کی کار بھی یہاں سے گزرتی ہے اور میونسپلٹی کا کچرے کا ٹرک بھی۔ وہ سوچنے لگا کہ انسانیت کے حقوق کا پرچار کرنے والے ملک میں کوئی اِدارہ ایسا بھی ہے جو اِنسانیت کے فرائض پر بھی بات کرے۔ اللہ کے کیا حقوق ہیں وہ بھی بتائے۔

وہ سوچنے لگا کہ ہماری نفرتوں نے ہمیں غیر سے تعلیم لینے سے روک رکھا ہے۔ آخر قدرت کا کُلیّہ یہی ہے کہ جو محنت کرے گا وہ پھل پائے گا۔ دِل کی نفرتیں آدمی کو بچھو بنا دیتی ہیں اور نفرت کا

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ذہن ہدایت کو قبول نہیں کرتا۔

وہ سوچنے لگا کہ امریکہ بھی کتنا بدنصیب ہے، ہر ملک اِس سے کھاتا ہے اور گالیاں بھی اسے ہی دیتا ہے۔ حتیٰ کہ جو لوگ اپنے ملکوں کو چھوڑ کے یہاں آ بسے ہیں۔ یہاں سے کما کر کھا رہے ہیں وہ بھی اِسی سے بغض رکھتے ہیں۔

وہ سوچنے لگا کہ ہمارے ملک میں بندے بنتے ہیں، یہاں اِدارے بنتے ہیں۔

اور ایسا پیسوں کی غیر منصفانہ تقسیم کا نتیجہ ہے ہمارے ملکوں میں۔ اور جو دولت ہمارے حکمران لوٹ کر اپنی اولادوں کو کھلا دیتے ہیں ان سے سب سے پہلے اُن کا اِخلاق تباہ ہو جاتا ہے۔ وہ سوچنے لگا کہ جتنا فساد مسلمان متکبر مچاتا ہے اتنا کافر عبادت گزار نہیں مچاتا۔ وہ سوچنے لگا کہ ہم بحیثیت قوم بہت سے گناہ کرتے ہیں اور پھر بد دعاؤں کے کوٹے میں سے اپنی اپنی اُجرت بھی لے لیتے ہیں۔

عبداللہ اِس آزاد ماحول میں بہت خوش تھا جہاں کم از کم بولنے اور سوچنے کی تو آزادی تھی۔ جہاں ایک غریب آدمی سکون سے اپنی زندگی گزارنا چاہے تو گزار تو سکتا تھا۔ جہاں انصاف تو ملتا تھا۔ اور عمر کا کوئی بھی حِصّہ ہو اگر بندہ ٹھان لے تو شیطان میں کبھی بھی اتنی طاقت نہیں کہ وہ اسے راہ سے ہٹا سکے اِلّا ماشاء اللہ۔ عبداللہ آج بہت خوش تھا، وہ سوچ رہا تھا کہ دعاؤں کو لکھ لینا چاہیے تاکہ پتہ لگتا رہے کتنی قبول ہو رہی ہیں۔ عبداللہ اپنے پرانے خطوط نکال کے پڑھتا تو اُسے ہنسی آتی کہ وہ کن چیزوں پہ روتا رہا ہے اور کیا کیا مانگتا رہا ہے اپنے ربّ سے۔

اِنسان کی یاداشت اپنے بارے میں بڑی کمزور ہوتی ہے، لکھنا بڑا کام دیتا ہے۔

اور شاید قبر میں بھی ایسا ہو کہ اِنسان زندگی بھر کی خواہشوں اور رونے کو دیکھے اور اِس کو یہ سب گُڈے گڑیا کی خواہش ہی لگیں۔

دو دِن کو اے جوانی دے دے ادھار بچپن

عبداللہ وطن واپس پہنچا تو سینٹر اِسکالرشپ نے اسے اِنٹرویوز لینے کے لیے بلایا۔ اُسے بڑی خوشی ہوئی اور اس نے حتی الامکان کوششیں کی کہ بہترین طالب علموں کو چنا جائے۔ ابھی یہاں سے فراغت ہوئی تھی کہ ایک یونیورسٹی نے لیکچر کی دعوت دی جو عبداللہ نے بخوشی قبول کر

www.iqbalkalmati.blogspot.com

لی۔عبداللہ سوچا کرتا کہ وہ فوجی جو جنگ کے دن غیر حاضر ہو جائے اُسے گولی مار دینی چاہیے بالکل اِسی طرح جسے خدا نے علم دِیا اور وہ لوگوں تک نہ پہنچائے اسے بھی گولی مار دینی چاہیے۔

عبداللہ کو جب کبھی کسی نے Mentor بننے کی درخواست کی وہ انہیں امین بھائی یا احمد بھائی کے پاس بھیج دیتا اور خود منع کر دیتا، وہ کہتا Mentor کے لیے شرط ہے کہ اسکی نظروں میں عزت و ذلت، اور مال کا ہونا یا نہ ہونا سب برابر ہو جائے ،تب اللہ کی حکمتیں نازل ہوتی ہیں۔ ورنہ ایسا آدمی کسی کو راہِ راست پر گائیڈ کیسے کرے گا جو خوشامد پر بک جائے گا یا عزت پر۔عبداللہ خود تو اِس قابل تھا نہیں امین بھائی اور احمد بھائی بڑے لوگ تھے انہی کے پاس بھیج دیا کرتا تھا۔

خیر عبداللہ نے اپنے لیکچر کا آغاز کیا۔ٹاپک تھا''پاکستان''

حاضرینِ کرام میں آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں اِسلامی جمہوریہ پاکستان میں جہاں اِسلام خود مقبوض ہو کے رہ گیا ہے۔

یہ ایک ایسا ملک ہے جہاں 40 ہزار لوگ خودکش حملوں میں ہلاک وزخمی ہوئے ہیں، لگ بھگ 5 ہزار ڈرونز کی نذر ہو گئے، جہاں 12 ہزار بندے سال میں بھوک سے مر جاتے ہیں، جہاں نماز پڑھنے جائیں تو چپلیں بھی باندھ کے رکھنی پڑتی ہیں۔ جہاں کے 40 فی صد Adults سگریٹ پیتے ہیں، جہاں سال کے 42 لاکھ بچے پیدا ہوتے ہیں، جہاں ہر 28 میں سے ایک بچہ اپنی پہلے سالگرہ سے پہلے مر جاتا ہے، جو دنیا میں ٹی بی والے ملکوں میں چھٹے نمبر پر ہے۔

جہاں 5 سال سے کم عمر 30 فی صد بچے خوراک کی کمی کا شِکار ہیں، جہاں 30 لاکھ آدمیوں کو ہر سال hepatitis B اور C ہو جاتا ہے، جہاں 93% لوگوں کے دانت خراب ہیں (اور یہ اُس نبی ﷺ کی اُمت ہے جو دن میں 9 بار دانت صاف کرتے تھے)، ایسا ملک جہاں 61% بچے بغیر کسی ٹرینڈ اِسٹاف کے پیدا ہوتے ہیں، جسکا نمبر کرپشن میں پچھلے سال تک پہلے نمبر پر تھا، جہاں قبائلی علاقوں میں شرحِ خواندگی 7% ہے، جہاں اِسکولوں کو بموں سے اڑا دیا جاتا ہو، جہاں جرائم 18% سالانہ کی اوسط سے بڑھ رہے ہوں، جہاں 2700 لوگوں کو سالانہ اغواء کر لیا جاتا ہو اور جہاں کے صرف ایک شہر کراچی میں روزانہ کے 15 قتل ہوتے ہوں، ایک ایسا ملک جہاں 13 ہزار بندے سالانہ قتل ہوتے ہوں، 12 ہزار خودکشی کر لیتے ہوں، 5 ہزار بچے نالیوں سے ملتے

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہوں، اور 1500 سے زنا ہو جاتا ہو۔

میں آپ سب کو اس ملک میں خوش آمدید کہتا ہوں۔

آج پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ پاکستانی ہیں۔ ہم ٹھیک نہیں ہوتے، ہم ٹھیک نہیں کرتے۔ کیا آپ کو پتہ ہے کہ اِس یونیورسٹی میں بیٹھنے کے سبب آپ کتنے خوش نصیب ہیں؟

پاکستان میں پڑھا لکھا اسے کہتے ہیں جو اپنا نام لکھ سکتا ہو اور وہ بھی صرف 55% یعنی قریباً 80 ملین لوگ ایسے ہیں جو اپنا نام بھی نہیں لکھ سکتے۔

پرائمری تک پہنچنے والے 13.07 فی صد

مڈل کلاس تک 8.26 فی صد

میٹرک تک 7.66 فی صد

انٹرمیڈیٹ تک 3.39 فی صد

بیچلرز تک 0.3 فی صد

ماسٹرز تک 0.124 فی صد

ایم فل تک 0.009 فی صد

اور

PHD تک 0.00048 فی صد

اور پھر یہ معدودے چند اِن یونیورسٹی میں لیکچرز دیتے ہیں۔ چائے پیتے ہیں اور AC لگا کے سو جاتے ہیں۔

سورۃ نساء میں آیا ہے کہ اللہ کے فرشتے وقت نزع پوچھیں، کس حال میں رہے ہو تو کیا جواب دیں گے؟ اُس ملک سے آ رہے ہیں جہاں یہ سب کچھ ہوتا تھا۔ جہاں حلال کے راستے مسدود تھے۔ جہاں زنا عام تھا، جہاں شراب بکتی تھی۔ تو وہ فرشتے کہیں گے کہ کچھ کیا کیوں نہیں؟ بندہ کہے گا ملک تو کسی اور کا تھا ہم تو کمزور بنا دیئے گئے تھے تو وہ کہیں گے کہ اللہ کی زمین وسیع نہیں تھی کہ ہجرت کر جاتے؟

ہمارے پاس کوئی چوائس نہیں ہے۔ ہمیں تبدیل کرنا ہے اپنے آپکو، اپنے گھر خاندان کو اپنے معاشرے اور شہر کو اور اپنے ملک کو۔ ورنہ کہیں اور چلے جائیں تا کہ کم از کم اِس آیت کا جواب تو نہ دینا پڑے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عبداللہ نے سوچ لیا تھا کہ کام باہر کرے گا، پیسہ وہاں سے کمائے گا اور ٹیم پاکستان میں Develop کرے گا۔ نہ یہاں پیسے کا لین دین کرے گا نہ ہی جان کا جلاپا ہوگا۔ ہاں کسی نے پڑھانے کے لیے بلایا تو جا کے پڑھا آئے گا بھلے مفت میں ہی کیوں نہ پڑھانا پڑے۔

آج عبداللہ ایک کام کے سلسلے میں کہیں گیا ہوا تھا۔ ایک جگہ اِنتظار کرنا پڑا تو وہ سامنے چائے کے ریستوران میں بیٹھ گیا۔ اب مفتی صاحب کا بتایا ہوا ذکر اسکی سانس میں چلتا تھا اور اسے کافی پریکٹس ہوگئی تھی۔ یاد دِہانی کو وہ عموماً ہاتھ میں ایک تسبیح بھی پہن لیتا تھا کہ Visual Reminder رہے۔ گناہ سے پہلے نظر پڑے تو رک جائے کہ جس کی یاد میں کچھ لمحے بیتے ہیں اس سے کچھ حیا کرو اور نافرمانی نہ کرو۔

چائے کے ریستوران کے سامنے ایک رنگریز دوپٹے رنگ رہا تھا، اس نے سفید، جوگیا، نیل گوں، کتھئی اور پتہ نہیں کون کون سے رنگ کے دوپٹے رنگ دیئے اور عبداللہ ٹکٹکی باندھے بس اُسے ہی دیکھتا رہا۔

وہ سوچنے لگا کہ زندگی میں بھی طرح طرح کے رنگ چڑھتے ہیں، کبھی جوانی کا تو کبھی وِژن کا، کبھی پیسوں کا تو کبھی گھر کا، کبھی بیوی کا تو کبھی بچوں کا،

کبھی گناہ کا تو کبھی نیکیوں کا۔ کبھی انکار تو کبھی اقرار کا، کبھی توبہ کا تو کبھی ضد کا۔

اور ایک رنگ اللہ کا بھی تو ہے۔ صِبغۃ اللہ، وہ جن پہ چڑھتا ہوگا وہ کیسے ہونگے؟

پہلی شرط تو دوپٹے کا سفید ہونا ہے۔ کپڑے کا بُنا جانا ہے۔ رنگ تو بعد میں چڑھے گا۔ اپنے آپکو آدمی باطنی برائیوں سے پاک نہیں کرے گا تو رنگ کیونکر چڑھے۔ اور کوئی اور رنگ چڑھا ہوا ہو تو بھی کیسے چڑھے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اِسلام ایک مزاج کا نام ہے ایک رنگ ہے جو شخصیت کا پورا پورا احاطہ کر لیتا ہے۔ اِسلام بہت حسّاس ہے۔ کسی اور رنگ کو برداشت ہی نہیں کرتا۔ صاف صاف بتا دیتا ہے یہ کرو یہ نہ کرو، یہ حلال یہ حرام، یہ جائز یہ ناجائز، یہ عبادت یہ شرک۔

اور جن پہ اِسلام کا رنگ چڑھ جائے انھیں نماز کی لت لگ جاتی ہے، قرآن کا سرور چڑھ جاتا ہے، دعاؤں کی عادت پڑ جاتی ہے۔ رونے کی بیماری لگ جاتی ہے اور پھر وہ اگر کسی کو چھو لیں تو اسے بھی لال کر کے چھوڑتے ہیں اور کچھ کو تو مرتے دم ہی پتہ لگتا ہے کہ وہ رنگے جا چکے ہیں۔ لال کو کب پتہ ہوتا ہے کہ وہ لال ہے۔

عبداللہ کی آنکھ سے آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے، وہ اٹھا رنگریز کے پاس گیا اسے بہت سارے پیسے دیئے اور اسے حیرت زدہ چھوڑ کے چلا آیا۔

آج عبداللہ پھر مانگ رہا تھا:۔

"اے اللہ، او رنگریز اللہ، مجھے رنگ دے، مجھے رنگ دے، مرے مالک، مجھے رنگ دے، اللہ مجھے اپنے رنگ کا ٹھپّا لگا دے، اے اللہ، مجھے آزاد کر اِس دنیا سے کہ میں تیری قدرت دیکھوں۔ اپنے آپ سے کہ میں تجھے پہچانوں۔ یہ دنیا ایک بڑا پنجرہ ہے۔ سونے کا ہی سہی، ہے تو پنجرہ۔ میں کھل کے اُڑ بھی نہیں سکتا۔ میرے تخلیق کا دم گھٹتا ہے۔ تو نے ہی تو کہا ہے کہ اور جو لوگ ہمارے لیئے کوشش کریں گے تو ہم انھیں اپنے راستوں کی رہنمائی ضرور کریں گے۔ اور اللہ نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔

اے اللہ! مجھے مل جا، مجھے لکھ دے، مجھے رنگ دے۔

☆.....☆.....☆

www.iqbalkalmati.blogspot.com

آج عبداللہ پھر مفتی صاحب کے سامنے بیٹھا ہوا تھا اپنے سوالات کے ساتھ۔

مفتی صاحب ملک سے باہر جا رہا ہوں چاہتا ہوں لوگوں کو اسلام کی طرف بلاؤں۔ کوئی مشورہ؟

جو شخص اللہ کی طرف بلائے اُس پر فرض ہے کہ اللہ کا ذکر کثرت سے کرے۔ یہ نہ کرے کہ تقریریں بہت کرے اور تنہائی میں اللہ کو یاد نہ کرے۔ اللہ سے نسبت قوی کرے لوگوں پر اس کا اثر بھی پڑے گا۔ یاد رکھنا۔ اللہ کی معرفت حرام ہے اس شخص پر جس کی تنہائی پاک نہیں۔ خلوت میں عبادت کا شوق اخلاص کی نشانی ہے۔

یہ انسان بڑی عجیب چیز ہے۔ ماننے کو آئے تو اپنے جیسے کو خدا مان لے اور نہ ماننے پر آئے تو سیدھی سادھی بات نہ مانے۔

حضرت عمرؓ فرماتے تھے کہ تم جوانی میں کوئی کام ایسا نہ کرنا کہ جب بڑھاپے میں لوگوں کو اللہ کے دین کی طرف بلاؤ تو وہ جوانی کے کارنامے گنوائیں۔ جوانی کو ہمیشہ بے داغ رکھو۔

کسی سے اتنی محبت نہ کرو کہ ٹوک نہ سکو، نہ اتنی نفرت کہ ضرورت پڑنے پر شرم کے مارے جا نہ سکو۔

- کس چیز سے بچوں؟

زندگی کی سب سے بڑی گمراہی یہ ہے کہ شیطان دین کی گمراہی کے کام کو اچھا کر کے دکھاتا ہے۔ جب گمراہی دین کے رنگ میں آتی ہے، تواضع کبر کے رنگ میں آتی ہے۔ غرور عاجزی سے پیدا ہوتا ہے اور فقر میں انا آجاتی ہے تو اللہ سے پناہ مانگو۔ بے شک اللہ کی پناہ بڑی چیز ہے۔

- چوری کیا ہے؟

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بدترین چور وہ ہے جونماز میں چوری کرتا ہے،توحید اللہ کی غیرت کا نام ہے۔نماز میں ایک بار اللہ کی طرف دھیان فرض ہے۔

- اللہ کے دوست کون ہوتے ہیں؟

اللہ نے کہا ہے کہ میرے دوست جن پر رشک کیا جائے وہ ایسے ہیں کہ کم مال چھوڑتے ہیں۔کم بیویاں چھوڑتے ہیں۔شہر سے دور رہتے ہیں۔محلے میں کوئی دعوتوں میں نہیں بلاتا اور میں اسے نماز میں بڑا حصہ دیتا ہوں اور ان کے دل ہدایت کے روشن چراغ ہوتے ہیں اور جب اِن کا وقت آتا ہے تو نقد چل پڑتے ہیں۔

- تصوف میں روزہ نہیں رکھا جاتا، پتہ کیسے لگے کہ اثر ہو رہا ہے۔کچھ نہ کچھ تو ملے نہ۔

لَیــــسَ لِلْاِ نسَـــانِ اِلّا مَـــا سعـیٰ

تو مگر پھر بھی نہ مجھ کو مل سکا

(سیدّ مبارک شاہ)

بچہ بڑا ہو رہا ہو تو اسے پتہ نہیں لگتا۔آہستہ آہستہ کچھ سالوں میں پتہ لگتا ہے۔

- صبر کیا ہے؟

جب شکایت کا رخ اللہ کی طرف ہو جائے۔صبر کے معنی ہیں جس مشن پر چلا ہے اِس میں جو مصیبتیں اور مشکلات آتی ہیں ان سے نپٹے اور جما رہے۔ہار ماننا تو شکست ہے۔

- آزمائش اور سزا میں کیا فرق ہے؟

اللہ کی طرف سے گناہوں کی سزا اور اچھے اعمال کی آزمائش ایک جیسی ہی ہوتی ہے۔جب سزا آتی ہے تو دل کا سکون چھن جاتا ہے۔جب آزمائش آتی ہے تو دل پرسکون رہتا ہے۔

- آئیڈیل کسے بناؤں؟

اللہ کے نبی محمد صَلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے علاوہ کسی کو بھی آئیڈیل بناؤ گے تو frustate ہو جاؤ گے۔

- بہت ڈرتا ہوں اعمال کی وجہ سے۔

بہت اچھی بات ہے۔بے خوف ہو جانا بُری بات ہے۔خوفزدہ رہنا ایمان کی دلیل ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

- صالح آدمی کون ہوتا ہے؟

جسے اپنے غصہ، جنس اور عقل پہ کنٹرول ہو۔

- ذلّت کیا ہے۔

ذلّت آرزوؤں کی کثرت کا نام ہے۔ باطن کی صفائی سے آرزوئیں محدود ہو جاتی ہیں۔

- جوانی اور بڑھاپا کیا ہے؟

جب جسم نفس سے گناہ کا کہے تو سمجھو جوان ہے، جب نفس جسم سے کہے تو سمجھو بوڑھا ہو گیا ہے۔

اچھا مفتی صاحب میں اذان دینے جا رہا ہوں دعا کرنا۔

اللہ برکت دے۔

عبداللہ مفتی صاحب سے مل کر مسجد سے نکلا تو فقیر نے صدا لگائی۔

صاحب جی کچھ دیتے جاؤ۔ یقین کرو میرا اللہ کے سوا کوئی نہیں۔

ارے۔ مبارک ہو۔ بھنگڑا ڈالو، خوشیاں مناؤ، شکرانے کے نفل پڑھو۔ جسے اللہ مل گیا اسے اور کیا چاہیے۔

اچھا ایسا کرو میرا بٹوہ تم لے لو اپنا اللہ مجھے دے دو۔

عبداللہ فقیر کو سکتے میں چھوڑ کی اپنی نئی assignment پر ملک سے باہر جانے کے لئے نکل کھڑا ہوا۔

ایک بار پھر سوالات کی یلغار اس کے دماغ میں تھی۔ اللہ کہتے ہیں کہ ان کی سنّت تبدیل نہیں ہوتی تو وہ سنت آخر ہے کیا؟

اور عبداللہ کا قلم اسکی ڈائری میں چلنا شروع ہو گیا۔

ائیر پورٹ پر بلّو نے کہا، عبداللہ دیکھو اِس بار کڑوا نہ بولنا وہاں کسی سے، بلّو لوگ تو کہی ہوئی باتیں کچھ منٹوں یا دنوں میں بھلا دیتے ہیں، اپنے ساتھ تو زندگی گذارنی ہے، جھوٹ کیسے بولوں؟

☆.....☆.....☆

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عبداللہ آج کے دن کا بڑا اِنتظار کر رہا تھا، آج سلیکون ویلی کی ایک بڑی کانفرنس میں اُس کی تقریر تھی۔ عبداللہ نے رات بھر تیاری کی کہ اس کا سامنا اب دُنیا کے بہترین دِماغوں سے تھا۔

عبداللہ نے اپنی کمپنی کے وِژن اور سافٹ ویئر کے بارے میں بات کی اور ہجوم سے خوب داد وصول کی۔ تقریر کے بعد کئی ایک لوگ آگے بڑھے اور عبداللہ کو اپنے وزٹنگ کارڈ پکڑاتے ہوئے انوسٹمنٹ کی آفر کی۔ سب سے اچھی آفر ایک وی سی فنڈنگ کی بڑی کمپنی نے کی، 3 ملین ڈالر کی اور جواب میں صرف کمپنی کا 15 فیصد حصہ وہ لیں گے۔

دو روز بعد ملاقات کا وقت طے ہوا، عبداللہ دو دِنوں تک پلان بناتا رہا کہ ان پیسوں سے کیا کرے گا، کون سی ٹیم ہائر کرے گا اور کون کون سی پراڈکٹس کتنے عرصے میں بنائے گا۔

ملاقات کے دن انویسٹر صاحب نے کہا۔ عبداللہ ہم چاہتے ہیں کہ تم یہاں امریکہ میں آ جاؤ، یہیں ٹیم ہائر کرو، اور خوب محنت کرو، ہمیں کامیابی کا 100 فیصد یقین ہے۔

جی بہتر، مگر ٹیم تو میں پاکستان میں ہائر کروں گا۔ ہمارے ملک میں بہت ٹیلنٹ ہے۔

عبداللہ، دیکھو یہ ممکن نہیں۔ پاکستان میں آئے دن دنگے فسادات خودکش حملے اور پتہ نہیں کیا کچھ چلتا رہتا ہے۔ وہاں پیسہ لگانا رِسک ہے جو ہم نہیں لے سکتے۔ سال بھر میں پراڈکٹ بنا کے کمپنی کسی اور کو بیچ دیں گے، پھر تم جو چاہے کرنا پیسوں سے۔

''ہاں مگر کمپنی سال میں نہ بکی تو؟''

''تو کیا ہوا دو سال میں چار سال میں۔ ہمیں کوئی جلدی نہیں۔''

انویسٹر صاحب نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

''مگر ہم کمپنی بیچیں ہی کیوں، کیوں نہ ہم اِسے ایپل یا مائیکروسافٹ بنا دیں؟'' عبداللہ کے سوالوں کی پوٹلی پھر کھل گئی۔

''نہیں عبداللہ جو سرمایہ لگاتے ہیں وہ اِتنا اِنتظار نہیں کر سکتے۔''

عبداللہ گویا ہوا ''سرٹیم پاکستان میں ہائر ہوگی۔ آپ کو اعتبار نہیں تو میں آپ کے پاس رہ جاؤں گا بطورِ تاوان، ورنہ مجھے منظور نہیں۔''

اور انویسٹر صاحب اُٹھ کر چلے گئے۔

عبداللہ کافی دیر تک سوچتا رہا کہ ایسے تو مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ کچھ سوچنا پڑے گا۔ عبداللہ نے قیام کو کچھ طویل کیا اور کوئی پچیس سے اُوپر سرمایہ کاروں اور کمپنی کھولنے میں معاونت کرنے والوں سے ملاقاتیں کیں۔

کسی نے اُسے شاندار جاب کی آفر کی تو کسی نے اس کے آئیڈیاز کو بے کار قرار دیا، حتیٰ کہ پاکستانی تک پاکستانی کمپنی میں انویسٹ کرنا نہیں چاہتے۔

عبداللہ بڑا دلبرداشتہ ہوا۔

اُس نے سوچا کہ اگر معمولی سی فنڈنگ مُلک سے ہی مِل جائے تو بھی کام چل سکتا ہے، وہاں بھی تو اِتنے اِدارے موجود ہیں۔ غیر سے پیسہ لیں ہی کیوں۔ یہ سوچ کے اُسے بڑا اطمینان ہوا۔ اُس نے باقی ماندہ دِن کنسلٹنگ کے گن کے پورے کیے اور واپس پاکستان چلا گیا۔

پاکستان پہنچ کے پتہ لگا کہ اس کی کمپنی اسٹارٹ اپ ورلڈ کپ میں شارٹ لسٹ ہوگئی ہے اور وہ آرمینیا پہنچ گیا اور ایک بار پھر پہلی پوزیشن لے کے پہلا ورلڈ کپ جیت لیا۔ اِس سے اسے کافی حوصلہ مِلا۔ عبداللہ نے سب کچھ بھلا کے پھر سے کام کرنے کا سوچا۔

اگلے چند ماہ گرانٹ پر پوزل لکھتا رہا۔ اسے پوری اُمید تھی کہ جن ٹیکنالوجیز پر وہ کام کر رہا ہے ان سے پاکستان کو کسی حد تک دہشت گردی سے نجات مِل جائے گی۔ ڈیٹا سائنس کی ہر جگہ دھوم تھی اور عبداللہ کا اِس سے متعلق تمام چھوٹی بڑی اِصلاحات پر ہاتھ صاف تھا۔ کسی کتاب میں اُس نے پڑھا تھا کہ کسی بھی فیلڈ میں مہارت قائم کرنی ہو تو زندگی کے دس ہزار گھنٹے اِس میں لگا دو۔ عبداللہ کوئی سترہ ہزار سے اُوپر گھنٹے اِس فیلڈ میں لگا چکا تھا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ایک دن اُمید بر آئی اور اُسے ایک کروڑ کی گرانٹ کے لیے منتخب کر لیا گیا۔ صوبائی حکومت ویسے بھی بڑے اچھے کام کر رہی تھی اور یہ تو ویسے بھی وہ پیسے تھے جو انھیں انٹرنیشنل ڈویلوپمنٹ فنڈ سے ایسے ہی کاموں کے لیے ملے تھے۔

عبداللہ مہینہ بھر سے آنے والے چیک کا انتظار کرتا رہا مگر وہ نہ آیا۔ اُس نے بارہا کال کی مگر ہر بار ''صاحب'' کسی دورے پر ہوتے۔ اُس نے یہاں تک کہہ دیا کہ بھائی نہیں دینے پیسے تو بتا دو۔ کوئی جواب تو دو مگر اعلیٰ عہدیداروں کی صرف آنکھیں ہوتی ہیں کان نہیں یا شاید حواسِ خمسہ ہوتے ہیں مگر دل نہیں۔ وہ متعدد بار ان کے آفس بھی گیا مگر وہ عبداللہ جیسے چھوٹے بندوں سے مِل لیتے تو ''صاحب'' کہلاتے ہی کیوں؟

عبداللہ کو آج ایک حدیث یاد آ رہی تھی کہ جو حکمران ضرورت مندوں اور غریب لوگوں کی شکایت سننے کی بجائے اپنے دروازے بند رکھے گا تو پھر اِس حکمران کو جب خود مدد کی ضرورت ہو گی تو اللہ تعالیٰ بھی اپنے دروازے اِس کے لیے بند کر دے گا۔

عبداللہ نے کوشش جاری رکھی۔ ''صاحب'' کا تبادلہ ہو گیا۔ نئے صاحب آ گئے۔ نئے صاحب حج پر چلے گئے اور پھر مُلک میں الیکشن آ گئے، پھر سب بجٹ بنانے میں لگ گئے، پھر صوبائی بجٹ بنانے میں لگ گئے اور پھر نئے صاحب کا بھی تبادلہ ہو گیا اور نئے سے نئے صاحب ابھی آئے نہیں۔

عبداللہ نے وفاقی سطح پر قائم اِداروں کو پروپوزل دیئے۔ اِس نے انھیں بتایا کہ جن پراڈکٹس پر آپ ملین ڈالرز لائسنس کی مد میں دیتے ہیں وہ ہم خود لاکھ ڈالر میں بنا سکتے ہیں پھر آپ دوسرے ممالک سے زرمبادلہ کمانا۔

پھر سے ایک دور شروع ہوا۔ ملاقاتوں کا گفتگو کا۔ پروپوزل جمع کروانے کا مگر نتیجہ ندارد۔ آخر میں کہا گیا کہ آپ کے Technical پروپوزل میں جان نہیں۔ عبداللہ نے بہت سٹپٹایا کہ جنابِ والا آپ کے مُلک میں کوئی دوسرا ہے ہی نہیں جو انھیں صحیح طرح سمجھ سکے۔

بڑی مشکلوں سے ایک صاحب سے بالمشافہ ملاقات کروائی گئی۔ جنھوں نے پروپوزل پڑھا تھا۔ انھوں نے فرمایا۔ ڈاکٹر عبداللہ ہم نے آپ کو ایک Tv پروگرام میں دیکھا تھا جو باتیں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

آپ کرتے ہیں وہ ہمیں پسند نہیں۔

عبداللہ نے لاکھ سمجھایا کہ جس پروگرام کی آپ بات کر رہے ہیں وہاں میں زندگی میں بھی نہیں گیا اور اس پروگرام کا میرے پروپوزل کے معیار سے کیا تعلق۔

مگر ان صاحب نے جو بات کہہ دی سو کہہ دی۔ جس ملک میں نام کے ساتھ لگا عہدہ عقل کا تعین کرے وہاں ایسے نادر الوقوع حادثات روز ہوتے ہیں۔

میٹنگ سے واپسی پر عبداللہ کو اپنے بچپن کی کہانیاں بڑی یاد آ رہی تھیں جہاں بونے صرف پستہ قد والے ہی ہوتے تھے۔

سارے ذرائع کو آزمانے کے بعد صرف ایک حکومتی اِدارہ بچا جہاں سے عبداللہ کو پوری اُمید تھی کہ کام بن جائے گا۔ آج اُن سے ملاقات تھی۔ عبداللہ رات بھر دُعا مانگتا رہا کہ یا اللہ یہ آخری در ہے اِس دُنیا میں، یہاں سے ضرور کچھ کروا دے۔ سارے معاملات طے پا گئے تو ''صاحب'' نے فرمایا:

''بھئی عبداللہ، مبارک ہو اِتنا بڑا پراجیکٹ ملنے والا ہے۔ بس کچھ ہی دنوں میں کام شروع کرتے ہیں مگر ہمارا کیا خیال کرو گے؟''

''جی میں کچھ سمجھا نہیں۔''

''ارے بھائی، ہم نے جو اِتنی محنت کی اِسے منظور کروانے میں۔ تیس فیصد جو پیسے آئیں گے ان میں سے ہم رکھ کے باقی آپ کو دے دیں گے۔ میرا سیکرٹری آپ کو تین پروفائلز دے گا۔ آپ تینوں کو رکھ لیں لاکھ روپے مہینہ پر، اور اب کے باہر جائیں تو دو نئے والے آئی فونز لیتے آیئے گا۔

عبداللہ کا غصہ اس کے چہرے پر آ کر ثبت ہو گیا۔ اس نے بڑی مشکل سے کہا:

''سر، آپ کے پاس تو اللہ کا دیا سب کچھ ہے، اِن پیسوں کی تو کوئی اوقات ہی نہیں ہے۔ میرا پراجیکٹ آپ کی شرائط کے بعد آدھا بھی نہیں ہوگا۔

اب غصہ کی باری صاحب کی تھی۔ تو کیا آپ نے ہمیں اپنا چپڑاسی سمجھ لیا ہے جو ہم آپ کے لیے فون کرتے پھریں۔ عبداللہ یہاں تم جیسے درجنوں روز جوتیاں چٹخاتے ہوئے ملاقات کا

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

وقت لینے آتے ہیں اور ذلیل ہو کے چلے جاتے ہیں۔ ہماری ملاقات ختم۔

عبداللہ نے واپسی کی راہ لی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کچھ لوگ زندگی بھر اَنا کی پرورش کرتے ہیں، اور گھمنڈ کو پالتے ہیں اور پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ وہ اور اُن کا گھمنڈ اکیلے رہ جاتے ہیں۔ باقی سب ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔

عبداللہ نے آج پھر اللہ سائیں کو خط لکھا:

''اے اللہ،

ہمیں خیر کی خبر سنا اور ہمیں خیر ہی پر مطلع فرما اور اے اللہ ہمیں عافیت نصیب فرما اور ہمیں ہمیشہ ہمیشہ عافیت سے رکھ۔ اے اللہ، ہمارے دِلوں کو تقویٰ کے کاموں پر جمع فرما دے اور ہمیں اِن اعمال کی توفیق دے جن سے تو راضی اور خوش ہوا۔

اے ہمارے پروردگار، ہم پر گرفت نہ فرما جب ہم بھول چوک جائیں، مالک ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جو تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالے تھے۔ اے پروردگار، ہم سے وہ بوجھ نہ اُٹھوا، جس کو اُٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں ہے۔ ہمارے ساتھ نرمی برت، ہم سے درگزر فرما، ہم پر رحم کر، تو ہی ہمارا کارساز ہے، سو ہمیں کافروں پہ غالب کر۔''

عبداللہ نے ملک سے کسی فنڈنگ کا آئیڈیا ہمیشہ کے لیے دل و دماغ سے نکال دیا۔ یہاں کسی کو اپنی پراڈکٹ کے بارے میں سمجھانا پراڈکٹ بنانے سے زیادہ مشکل کام ہے۔

بلّو اِس سے کہتی۔ عبداللہ دال روٹی چل رہی ہے، گھر ہے، گاڑی ہے، بچے اسکول جا رہے ہیں، کمپنی میں بیس سے اُوپر ملازم ہیں۔ تو کیوں پریشان رہتا ہے۔

عبداللہ اِسے کہتا کہ اگر وہ دو ہزار لوگوں کو ملازمت دے سکتا ہے تو بیس لوگوں پر اکتفا کیوں کرے؟ ''دیکھ بلّو۔'' عبداللہ گویا ہوا۔

اِس وقت اُمت کو سب سے زیادہ ضرورت پیسوں کی ہے۔ کئی ثاقب الذہن لوگ موجود ہیں مگر وسائل ان کے پاس نہیں ہیں۔ دیکھ میں نے کتنے دھکے کھائے مگر دھیلہ نہیں مِلا۔ یہ مُلک مسجدوں پر، مدرسوں پر، ہسپتالوں پر، حتیٰ کہ کھیل کے میدانوں پر، بھوکوں کو روٹی کھلانے پر، زلزلے کے متاثرین کو، بیواؤں کو، یتیموں کو سب کو چندہ دے دیتا ہے مگر بزنس کے لیے نہیں، جو

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بھیک مانگنا سکھاتے ہیں انھیں پیسے مِل جاتے ہیں، جو کشکول توڑنے کا ہنر جانیں انھیں نہیں۔

زندگی میں کوئی اُمنگ نہ ہو۔ آرزو نہ ہو، پلان نہ ہو، چاہ نہ ہو تو زندگی موت بن جاتی ہے۔

عبداللہ جیتے جیتے مرنا نہیں چاہتا تھا۔ اُسے کچھ ماہ بعد آنے والے رمضان کا انتظار تھا کہ وہ پھر مفتی صاحب کے ساتھ اعتکاف میں بیٹھ سکے اور مسجد ہی وہ جگہ تھی جہاں عبداللہ کو قرار آتا تھا، ویسے تو وہ بے قرار ہی رہتا تھا۔

آج کل عبداللہ کے کمپنی کے تھوڑے بہت کاموں کے علاوہ صرف دو کام تھے۔ کتابیں پڑھنا اور فیس بک۔ وہ ہزار صفحات روزانہ کی رفتار پر پہنچ چکا تھا۔ ایک دن اِس سے کسی نے پوچھا کہ حافظہ تیز کیسے ہو کہ آدمی اِتنا پڑھ بھی لے اور ذہن میں رہ بھی جائے۔

عبداللہ نے مسکراتے ہوئے کہا کہ ہم کبھی گندی پلیٹ میں کھانا نہیں ڈالتے۔ علم کی آنرشپ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے پاس ہے، اگر ذہن صاف نہ ہوگا تو وہ بھی نہیں آئے گا۔ آنکھوں کی حفاظت کریں تو حافظہ تیز ہو جاتا ہے، جس ذہن میں ناچ گانے، فحاشی اور بے ہودہ لطیفے بھریں ہوں وہاں علم کہاں سے آئے گا۔

عبداللہ روز فیس بک پر کچھ نہ کچھ ایسا لکھ دیتا کہ لوگ چڑ جاتے اور اُسے خوب سناتے۔ وہ اِن سب باتوں پہ خاموش رہتا۔ اُسے ٹھنڈا مزاج پسند تھا۔

وہ بلّو سے کہتا کہ بے وقوف آدمی یا تو عقل سیکھنے کی کوشش کرتا رہے اور عقلمندوں کی مجلس میں بیٹھ کر ان کی گفتگو سنے اور اُن کے اعمال کی علت سمجھنے کی کوشش کرے، یا پھر اپنے آپ کو کسی عقلمند کے حوالے کر دے اور یا پھر خاموشی سے موت کا اِنتظار کرے۔

اُسے بہت تعجب ہوتا جب وہ فیس بک پر ایسی تصویریں دیکھتا کہ بیوی تو مکمل شرعی پردے اور حجاب میں ہیں اور شوہر صاحب نے گھٹنوں تک شارٹس اور بغیر آستینوں والی ٹی شرٹس پہنی ہوئی ہے جیسے کہ فیشن کا حق صرف مرد کو حاصل ہے۔

اسے نہ تو شارٹس اور ٹی شرٹس سے کوئی بیر تھا نہ بُرقعے سے۔ وہ محظوظ یہ سوچ کہ ہوتا کہ کاش کوئی ایسی بھی تصویر نظر آئے، جس میں بیوی ماڈرن لباس میں ہو اور شوہر عبا پہنے، پگڑی باندھے۔ ہاتھ میں تسبیح اور یہ لمبی داڑھی کے ساتھ کھڑا ہو۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جو معاشرہ پہلی تصویر پر کچھ نہیں کہتا اُسے دوسری تصویر پر بھی کچھ کہنے کا حق نہیں ہے۔

عبداللہ سوچتا پاکستان میں مرد عورتیں ہیں اور عورتیں مرد اگر پیمانہ صبر و برداشت ہو۔

فیس بک پر اسے اب تک منافقت کی اِتنی سندیں مِل چکی تھیں کہ اگر کریڈٹ ٹرانسفر کا کوئی اِدارہ ہوتا تو وہ پی ایچ ڈی کر چکا ہوتا۔

اور کچھ نہیں تو آئے روز کوئی نہ کوئی دوست میسج بھیج دیتا کہ آپ کے بچوں نے فرنگی لباس پہنے ہوئے ہیں۔ آپ کے ہاتھ میں گلاس تھا فلاں پکچر میں تو وہ لال رنگ کا مشروب کیا تھا؟ تو کبھی آپ کی اہلیہ بُرقع نہیں کرتیں۔ وہ بھی جہنمی اور آپ بھی کہ انہیں کہتے نہیں ہیں۔ ہمارے گھر میں یوں ہو جائے تو ہم کشتوں کے پُشتے لگا دیں۔

عبداللہ ایسی باتوں پہ بڑا حیران ہوتا، کہ یہ لوگ آخر چاہتے کیا ہیں، یہی کہ کسی غریب کا گھر برباد ہو جائے؟ بلاوجہ اپنی پاکیزگی کا ڈھنڈورا پیٹتے رہتے ہیں۔ یہ نہیں دیکھتے کہ سامنے والے کی عمر کیا ہے؟ کن مسائل سے گزر رہا ہے؟ کن سوچوں میں مگن ہے؟ کون سی جنگ ہے جو ہار کے لوٹا ہے؟ کون سا محاذ ہے جس پہ جانا باقی ہے؟

آخر تنگ آ کر اُس نے ایسے سارے نام نہاد ریڈی میڈ فتویٰ دینے والے ''دوستوں'' سے جان ُچھڑالی، فتویٰ نہ ہوا ٹیپ ہو گئی جہاں چاہو چپکا دو۔

صحابہ کرامؓ کے دور میں کُل 142 لوگ تھے جو فتویٰ دیتے تھے اور 20 عورتیں۔ ہمارے محلے میں کوئی 162 نکل آئیں گے۔

عورت کو پاؤں کی جوتی بنا کر رکھو۔ کیوں بھائی، لے کر ہی کیوں آتے ہو کسی غریب کو اگر ایسے ہی اِرادے ہیں؟

مرد پیسہ لاتا ہے، کماتا ہے، تو۔ کیا وہ مالک ہو گیا۔ جسم کا، سوچ کا، اِرادوں کا، رُوح کا، گماں کا، اِمکان کا؟

مرد پیسے لاتا ہے مگر بچے پیسے نہیں کھاتے۔

مرد پیسے لاتا ہے مگر بچے پیسوں پہ نہیں سوتے۔

مرد پیسے لاتا ہے مگر پیسوں سے راحت نہیں ملتی۔ نہ خوشی ملتی ہے۔ نہ اطمینان۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اِن پیسوں کو کھانا عورت بناتی ہے۔ اِن پیسوں کو گھر، خوشی، اطمینان، سکون اور بستر عورت بناتی ہے۔

آپ کا نام نہاد ''مرد'' تو روز آفس سے گالیاں، غیبت، بہتان، جھوٹ، ظلم اور حسد کھا کے آتا ہے۔ یہ عورت ہی ہے جو اُسے تسکین دیتی ہے۔ کھانا کھلاتی ہے۔ دوبارہ سے جوڑتی ہے اور صبح 'مرد' بنا کے بھیجتی ہے، جس اِسلام نے عورت کے اِستحصال کے درجنوں طریقے ختم کر کے اُسے نکاح کی حفاظت میں دیا۔ ہم مسلمان ایسے گئے گزرے کہ اسے جانور کے حقوق بھی نہ دیں۔ تف ہے ایسی مردانگی پر۔

عبداللہ کو بلّو سے بہت محبت تھی۔ زندگی میں کچھ لوگ اعراب کی مانند ہوتے ہیں۔ کوئی کومہ، تو کوئی سیمی کولون، خوش نصیب ہوتے ہیں وہ جن کے پاس کوئی فل اسٹاپ ہو کہ اِس کے آ جانے سے زندگی رُک جائے، تھوڑی دیر کو ہی سہی۔

☆.....☆.....☆

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

آج کراچی سے عبداللہ کے دوست ماہر فاروقی آئے تھے۔ بڑے ہی بُردبار قسم کے معصوم سے آدمی تھے۔ ایم بی اے بھی کیا تھا اور مسجد کے اِمام بھی تھے۔ یعنی ایک تو شریف، اُوپر سے مولوی۔ بڑی مشکل سے ایسے لوگ ملتے ہیں۔

ماہر بھائی خاموش لاؤڈ اسپیکر ہیں۔ زبان خاموش رہتی ہے مگر پورا جسم بول رہا ہوتا ہے۔ آنکھیں تو چپ ہی نہیں ہوتیں۔ عبداللہ اِن کی موجودگی میں بہت لطف اُٹھاتا۔ وہ جتنے شرمیلی طبع کے تھے عبداللہ انھیں اِتنا ہی زِچ کرتا۔

ماہر بھائی سے عبداللہ نے کچھ حالات ڈِسکس کئے تو انھوں نے اسے سمجھایا کہ کراچی میں اُن کے شیخ ہیں کوئی مولانا صاحب، اُن سے ملاقات کرلو۔

عبداللہ نے سوچا لو جی ایک اور آیا، پھر مریدوں کا جمگھٹا، پھر لائن میں اِنتظار اور پھر وعدے وعیدیں۔ عبداللہ نے ماہر بھائی کو صاف منع کردیا کہ وہ نہیں کرے گا بات۔ ماہر بھائی بضد رہے۔ آخر پہلے فون پر بات کرنے کی حامی بھری۔ ماہر بھائی نے فون لگا کر عبداللہ کے ہاتھ میں دے دیا۔

''السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ''

عبداللہ کو ایک مدھم، ٹھہری ہوئی محبت بھری آواز سنائی دی۔

عبداللہ نے دِل میں سوچا یہ تو بڑے ماہر ہیں اب دام سے کون نکلے۔ اُس نے بے چارے مولوی صاحب کو خوب سنائی کہ اُس کی زندگی کا اِمچور ان کے بھائی بندوں کی وجہ سے بنا ہے۔ مولوی صاحب بار ہا کہتے رہے کہ آپ غلطی سے ڈاکٹر سمجھ کر کمپاؤنڈر سے ملتے رہے ہو۔

آخر میں انھوں نے کہا کہ بھئی آ کیوں نہیں جاتے ملنے اگر اِتنے ہی مسائل ہیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

یہ کاری وار تھا۔

عبداللہ نے پینترہ بدلا کہ آپ حضرت ٹائم ہی نہیں دیں گے، اب میں پچیس ہزار کا ٹکٹ آپ کے دیدار کے لیے تو خریدوں گا نہیں۔

مگر مولوی صاحب نے بالمشافہ ملاقات کا وعدہ کر لیا اور کہا جتنا ٹائم چاہئے ملے گا۔ اور فون بند۔

عبداللہ کو یہ بھلے لگے۔ مفتی صاحب کے ادب کی وجہ سے اور ان کی مصروفیات کو دیکھتے ہوئے عبداللہ ان سے بے تکلفی سے بات نہیں کر پاتا تھا کہ مبادا وہ ناراض ہو کر ملنا ہی نہ چھوڑ دیں۔ اس نے ایک دو بار مفتی صاحب کو کسی سے سخت لہجے میں بات کرتے ہوئے سن لیا تھا اور وہ سوچتا تھا کہ اگر اس سے کبھی ایسے بات کر لی تو وہ تو مر ہی جائے گا۔

عبداللہ نے سوچا یہ نئے مولوی صاحب سے اگر بن گئی تو اچھا ہے کہ کوئی متبادل بھی ہاتھ آ جائے گا اور شاید وہ اِن سے بے تکلفی سے بات کر سکے، انھوں نے اکیلے میں ٹائم دے کر عبداللہ کا دل آدھا تو جیت ہی لیا تھا۔

عبداللہ اگلے ہی روز مولوی صاحب کے پاس کراچی پہنچ گیا۔ وہ راستے بھر سوچتا رہا کہ ملک کا ہر شخص اُمت کے واسطے کام کرنا چاہتا ہے اور اِنفرادی لوگوں کے لیے کسی کے پاس وقت نہیں ہے۔ وہ کہاں جا کے رہے جو کہیں کا نہ رہے؟

مولوی صاحب بہت خوش مزاج، ہنستے بولتے شخص تھے۔ عبداللہ کو مسکرانے والے مولوی بہت پسند ہیں۔ یہ تو شکل سے بھی بچوں کی طرح معصوم تھے اور تھے بھی غریب عام سی 100 روپے والی چپل، 20 روپے گز والے کپڑے کا جوڑا اور عام سی ٹوپی۔ عبداللہ کو ماہر بھائی کی تمام باتیں اِن صاحب کے بارے میں مبالغہ آرائی لگی کہ عقیدت مند مرید ایسے ہی بڑھا چڑھا کے بولتے ہیں کہ ہمارے حضرت کہ یہ پراجیکٹس اور فلاں فلاں۔

خیر مولوی صاحب نے عبداللہ کو دوپہر کا کھانا کھلایا جس میں بکرے کی کلیجی تھی۔ عبداللہ کو کلیجی بہت پسند ہے۔ اِس نے بلا تکلف پیٹ بھر کے کھانا کھایا اور کہنے لگا مولوی صاحب! آپ واحد مولوی ہیں جو کلیجہ کھلاتے ہیں، باقی سب تو کھاتے ہیں۔

مولوی صاحب نے عبداللہ کو ساتھ لیا اور ایک فیکٹری میں لیکچر دینے چل پڑے۔ لیکچر کے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دوران عبداللہ سوچتا رہا کہ بڑی نپی تلی بات کرتے ہیں اور باتونی لوگوں سے بہت مختلف ہیں۔ بیان کے بعد کھانا لگا تو مولوی صاحب کھانا کھائے بغیر واپس آ گئے۔ فیکٹری کے مالک نے بمشکل تمام ہاتھ میں کوئی چھوٹا سا تھیلا پکڑا دیا۔

عبداللہ نے سوچا کھانا کھا لینا چاہئے تھا اور لیکچر دینے کے پیسے بھی لینے چاہیے تھے۔ خیر گاڑی میں بیٹھتے ہی مولوی صاحب نے ملنے والا تحفہ عبداللہ کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔ اُس میں ایک انتہائی قیمتی عطر تھا۔ عبداللہ نے کہا یہ تو آپ کی مزدوری ہے۔ اِتنی محنت سے لیکچر دیا اور آپ نے ایک نظر دیکھا بھی نہیں ملنے والے تحفے کو؟

انھوں نے کچھ نہیں کہا اور کہا رکھ لو عبداللہ۔

عبداللہ خدا حافظ کہہ کر دوبارہ ملنے کا وعدہ کر کے چلا آیا، مگر سوچتا رہا کہ کچھ لوگ آج بھی موجود ہیں جو صرف اللہ کے لیے کام کرتے ہیں بغیر کسی غرض، بغیر کسی فائدے کے عبداللہ نے اپنی تمام توجہ ایک نئے سافٹ ویئر بنانے پر لگا دی، نہ کوئی دوست آتا نہ ہی عبداللہ کہیں جاتا، ہفتوں ہفتوں اپنے کمرے میں بیٹھا کوڈ لکھتا رہتا۔

جب بھی کسی سے بات کرنے کا دِل چاہتا تو گھر کے قریب موجود پیپل کے گھنے درخت کے نیچے بیٹھ جاتا اور اسی سے بغض کرنے لگتا۔

اُسے یہ پیپل کا درخت بڑا پسند تھا۔ عبداللہ اُسے پیپل بھائی کہہ کر مخاطب کرتا۔ آج عبداللہ پچھلے دو گھنٹوں سے درخت کو گھُور رہا تھا۔ کبھی اس کی شاخوں پہ ہاتھ پھیرتا تو کبھی تنے سے گلے لگ جاتا۔ کبھی پتوں پر پڑی شبنم دیکھتا تو کبھی اس کے اُوپر بیٹھ جانے والے پرندوں سے محظوظ ہوتا۔ وہ درخت کو ایسے پیار کرتا جیسے کوئی اپنے بچوں کو پیار کر رہا ہو۔

عبداللہ سوچنے لگا کہ اُس کی زندگی اِس پیپل کے درخت سے کتنی مشابہ ہے۔ عرصہ پہلے لوگوں نے زمین میں ایک بیج دبایا ہوگا اور بھول گئے ہوں گے۔ زمین، سورج، ہوا، پانی، حشرات الارض، سب نے مِل کے اُسے سینچا ہوگا۔ بیج میں سے زندگی نکلی ہوگی، کونپل آئی ہوگی اور پھر اس نازک سی کونپل نے زمین کا سینہ پھاڑ کے اپنے وجود کا اعلان کیا ہوگا، پھر وہ بڑھتی چلی گئی ہوگی۔ آس پاس کی ہواؤں کے زور اور تھپیڑے سہنے کے لیے اس کا تنا طاقت ور ہوتا چلا گیا ہوگا اور پھر

www.iqbalkalmati.blogspot.com

شاخیں، پھر پھول اور پھل۔ اسی کا نام تو زندگی ہے۔

عبداللہ سوچنے لگا کہ اس کے ملک کے لوگوں نے اِسے بھی زمین میں دبا دیا۔ یہ تو اُن کو معلوم ہی نہیں تھا کہ وہ بیج ہے۔ اللہ کی قدرت نے اِسے سینچا اور وہ زمین کا سینہ توڑ کر باہر نکل گیا۔ معترضین اور حاسدین کے حسد سے بچنے کے لیے اس کا بھی تنا موٹا ہو گیا۔ گر جانے کے خوف سے اس نے بھی اپنی جڑیں زمین سے چپکا لیں اور وہ بھی آج اِس پیپل کے درخت کی طرح کھڑا حالات کا مقابلہ کر رہا ہے۔

عبداللہ نے باٹنی میں پڑھا تھا کہ یہ درخت بھی دیکھتے ہیں۔ الٹراوائلٹ لائٹ سے انھیں بھی پتہ چلتا ہے کہ بندے نے کپڑے کس رنگ کے پہنے ہیں، اگر کوئی اور پودا اِن کی روشنی روک لے تو یہ مخالف سمت میں بڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ پانی کم ہو تو جڑیں دُور دُور تک پھیلا دیتے ہیں۔

عبداللہ کو لگتا کہ درختوں کی میموری بھی ضرور ہوتی ہو گی، بھلا پانی دینے والوں کو بھی کوئی بھولتا ہے؟ انھیں خوف بھی آتا ہو گا، جب ایک پودے پر وائرس حملہ کر دیں تو آس پاس والے پودے خود بخود اس وائرس سے بچنے کے لیے کیمیکل بنانا شروع کر دیتے ہیں۔

عبداللہ سوچتا یہ درخت بھی ذِکر کرتے ہوں گے اور دُعا مانگتے ہوں گے، مجھے اِن کی دُعاؤں میں ضرور شامل ہونا چاہئے۔ وہ سوچنے لگا کہ اِسے درختوں سے سیکھنا چاہئے، باقی مخلوق کے برعکس یہ اپنے حالات اور ماحول تبدیل نہیں کر سکتے۔

حالات سازگار ہوں نہ ہوں تو پرندے کُوچ کر جاتے ہیں۔ انسان نقل مکانی کر جاتے ہیں، مگر درخت۔ یہ تو کہیں نہیں جاتے، انھیں تو ہمیشہ اُسی جگہ پر ثابت قدم رہنا ہوتا ہے اور مرتے دم تک حالات کا مقابلہ کرنا ہوتا ہے۔ انسان کو صبر درختوں سے سیکھنا چاہئے۔

آہ! یہ درخت بھی اِنسانوں سے بازی لے گئے۔ عبداللہ نے بھیگی آنکھوں سے درخت کو بوسہ دیا جو اسے بھی سایہ دیتا ہے جو اِسے کاٹ رہا ہو اور گھر واپس روانہ ہو گیا۔

عبداللہ کی قوتِ مشاہدہ روز بروز تیز ہوتی جا رہی تھی، وہ ہر بات کے پیچھے ہونے والے سبب کو محسوس کرنے لگا تھا۔ اس کے سامنے چیزیں اپنی وقعت، اپنا رنگ، اپنا رُوپ سب کھو دیتی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تھیں، وہ ٹوٹے ہوئے برتنوں سے لے کر شہد کی مکھی تک، اور پانی کے مٹکوں سے لے کر بارش کی بوندوں تک سے علم کشید کرنے لگا تھا۔ وہ سوچنے لگا کہ غیر اللہ کی محبت بھی ایک جان لیوا مرض ہے جس کا علاج تصوّف کرتا ہے۔

پرندوں کے جھنڈ دیکھنا اس کا پسندیدہ مشغلہ تھا، جب پرندے Flock کی صورت میں اُڑتے تو اسے قدرت کی سادگی اور کمال پہ تعجب ہوتا کہ کہاں تو اِتنی پیچیدہ پرواز اور کہاں اِتنے سادہ اصول جو نہ اسے دوسرے پرندوں سے ٹکرانے دیتے ہیں۔ نہ سمت بھولنے دیتے ہیں۔ اور اُڑان کا تو وہ ہمیشہ سے ہی شیدائی تھا۔ وہ سوچتا کہ پرندوں کو بھی روٹی روزی زمین پہ لاتی ہے۔ اِنسان کو بھی چاہیے کہ تھوڑی دیر معاش کی فکر میں لگائے اور پھر اُڑ جائے خُدائے پاک و برتر کے جہاں میں اور چھوڑ دے آزاد اپنے تخیل کو کہ مشاہدہ ہو خدا کی صنّاعی کا۔ وہ سوچتا کہ پرندوں کی طرح اِنسانوں کے بھی پَر ہوتے ہیں، ایک ہمت کا اور دوسرا شوق کا۔ دونوں کے سائز برابر ہونے چاہئیں تاکہ اُڑا جا سکے۔ بے شک اللہ نے دُنیا اہلِ ہمت اور اہلِ صبر کے ہاتھ میں رکھی ہے۔

عبداللہ سوچتا کہ ایک چھوٹا سا بارٹیل گوڈوِٹ پرندہ براعظموں کا سفر بلاتکان، بلارُکے کر لیتا ہے، دنوں کے سفر میں نہ اُسے نیند آتی ہے، نہ بھوک لگتی ہے۔ چھوٹی سی چڑیا ہزاروں میل اُڑ جاتی ہے اور کوئی طوفان، کوئی ہوا۔ کوئی بجلی، کوئی بارش اس کا راستہ نہیں روک پاتی۔ سائنسدانوں نے 9 دن اور 9 راتوں کی 11 ہزار کلومیٹر کی فلائٹ ریکارڈ کی ہے بغیر رُکے جو یہ پرندہ کر لیتا ہے۔

اسے لگتا کہ وہ خود بھی ایک پرندہ ہے اور لا اِلٰہ الاّ اللہ اُس کا ترانہ ہے۔ عبداللہ کو خاردار تاریں پسند نہیں تھیں۔ وہ کہتا کہ لگتا ہے اُڑنے والے پرندوں کو کسی نے لائن میں پرو دیا ہے۔ اِتنی بڑی دُنیا میں بھی عبداللہ کو اپنا دم گھٹتے محسوس ہوتا اور وہ چاہتا کہ آزاد ہو جائے۔

آج عبداللہ کی ملاقات پھر انہی کراچی والے مولوی صاحب سے ہوئی۔ وہ اپنی بڑی سی گاڑی میں اسے اپنا مدرسہ دکھانے لے گئے۔ گاڑی میں ان کے مسلح محافظ بھی تھے۔

عبداللہ انھیں یاجوج ماجوج کہتا۔ گاڑی میں عبداللہ سوچ رہا تھا کہ وہ تو بے کار آدمی ہے مگر کسی نے اگر مولوی صاحب پر حملہ کیا تو وہ گاڑی کی سیٹ کے نیچے چھپ جائے گا، پھر وہ اپنے خیال پر خود ہی ہنسنے لگا کہ اگر مر گیا تو مولوی صاحب کے مرید کہیں گے کہ واہ جی واہ کیا موت ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

حضرت کے چرنوں میں موت آئی۔ تو وہ سوچنے لگا کہ حملے کی صورت میں مولوی صاحب کے سر پر چڑھ جائے گا، مگر پھر شاید ان کے مرید کہیں گے کہ واہ جی واہ، حضرت کی جان بچانے میں اپنی جان دے دی۔ بھاڑ میں گئے سب میں مروں ہی کیوں اِس کار میں، عبداللہ نے زیرِلب دُعا مانگی۔

خیر اللہ اللہ کر کے مدرسہ آیا، کیا خوب عمارت تھی۔ یہاں انگریزی بھی پڑھاتے تھے۔ عبداللہ نے ایک کلاس میں جا کر انگریزی میں بات چیت کی اور مدرسے کے بچوں کی انگریزی سن کے بڑا خوش ہوا۔ کوئی وجہ نہیں کہ مدرسے کے بچے پڑھ لکھ نہ سکیں اگر ہم انھیں صحیح تعلیم دے دیں۔

مولوی صاحب اُسے آخر میں بالائی منزل پر لے گئے اور وہاں ایک طالبِ علم کو بلوایا گیا۔ اُسے سب کمپیوٹر بچہ کہتے تھے۔ بچے نے آ کر قرآن پاک سنانا شروع کیا۔ اسے جو آیت سنائی جاتی وہ وہیں سے قرآن پاک پڑھ لیتا۔ اسے سب کچھ یاد تھا۔ سورت مکی ہے یا مدنی، کتنی آیات ہیں، کتنے رکوع ہیں سب کچھ۔

عبداللہ کی طبیعت سخت مکدّر ہوئی۔ اسے یہ گیم بالکل پسند نہ تھے۔ اللہ حسین ہیں حسن کو پسند کرتے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ اگر ذہین بچے کو ایک سورت آتی، ترجمہ، تفسیر اور اُس کی رُوح کے ساتھ۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے جب کہا گیا کہ فلاں شخص اُلٹا قرآن پڑھ سکتا ہے تو انھوں نے کہا اللہ اس کے دل کو بھی اُلٹ دیں گے۔ حضرت عمرِ فاروقؓ نے ۱۲ سال میں صرف سورہ بقرہ یاد کی۔ عبداللہ سوچنے لگا کہ جتنے حافظ ہمارے دور میں ہوتے ہیں شاید کبھی بھی نہ ہوتے ہوں، لیکن جتنا عمل ہم لوگ کرتے ہیں قرآن پر اِتنا کم عمل بھی شاید کبھی نہ ہوا ہو۔ اسے حفظ کرنے یا نہ کرنے پر کوئی بحث نہیں تھی۔ قلق صرف اِس بات کا تھا کہ میرے محبوب اللہ کا کلام ہے۔ محبت سے پڑھنا چاہیے ایسے کہ جیسے عبداللہ درخت کو دیکھتا تھا۔ تمام جزئیات، احساسات، تراکیب اور روشنیوں کے ساتھ۔

عبداللہ سوچنے لگا کہ قرآن پہ تماشا کبھی نہیں لگانا چاہئے۔ اللہ کا کلام ہے۔ ادب ملحوظِ خاطر رہے۔ بے ادبی میں جب کوئی انسان اپنی زبان کھول دیتا ہے تو نماز چھن جاتی ہے۔

☆.....☆.....☆

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عبداللہ سوچنے لگا کہ علم کا آغاز خاموشی سے ہوتا ہے کہ بولے نہیں اُستاد کے سامنے یہ خاموشی بڑی چیز ہے۔ یہ ربّ کی توجہ حاصل کر لیتی ہے۔ یہ وہ خاموشی ہے جو غارِ حرا میں ۶۰۰ سال بعد وحی کھینچ لائی۔ یہ وہ خاموشی ہے جو غارِ ثور میں رسالت پناہ اور صدیقِ اکبرؓ کے درمیان تھی۔ اور یہ وہ خاموشی ہے جو آنسو بن کر اس بے بس و کمزور شخص کی آنکھوں سے گرتی ہے جو کسی کم ظرف کے آگے دستِ سوال رکھتا ہے۔ وہ باتیں جو خاموشی میں کی جاتی ہیں، بولنے والے اُسے کا پرتو بھی نہیں پا سکتے۔ بندہ خاموش ہوتا ہے تو قدرت بولتی ہے۔ یہ چرند پرند، یہ پھول بوٹے، یہ آبشار اور جھرنیں، یہ پہاڑ و ہوائیں سب بولتے ہیں، باتیں کرتے ہیں۔ بس بندہ خاموش رہے۔ علم کا دوسرا پڑاؤ سننا ہے، آرام سے، سکون سے، بات کیا ہے۔ پسِ منظر کیا ہے، کون بول رہا ہے۔ سننا اور سنتے رہنا بے شک اللہ کی بڑی نعمتوں میں سے ایک ہے، جس کے اندر جنگ جاری ہو اسے کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی۔ باہر جنگ جیتنے سے پہلے اندرونی جنگ کا خاتمہ ضروری ہے۔ اپنے آپ میں گم ہو جانا، دُنیا میں گم ہونے سے کہیں بہتر ہے۔ اُور بے شک اللہ سے بہتر سننے والا کون ہے؟

علم کا تیسرا پڑاؤ حفظ ہے کہ جو کچھ سیکھے یاد کرے یا لکھ لے کہ بوقتِ ضرورت کام آئے۔

علم کا چوتھا مرحلہ عمل ہے کہ جو کچھ سنا، جو کچھ لکھا اب اِس پر عمل کر کے اُسے بھٹی میں پکا لے۔ علم کے اُوپر آزمائش کی بھٹی چلتی ہے تو علم دِل پر ثبت ہو جاتا ہے، پھر مٹائے نہیں مٹتا۔

اور پانچواں اور آخری مرحلہ علم کو بیان کرنا ہے، شائع کرنا ہے۔ علم جمع کرتے رہنا چاہیے اور خرچ بھی کرتے رہنا چاہیے، جو شخص علم خرچ نہیں کرتا اُس کا علم جمع بھی نہیں ہوتا اور بدترین ملاوٹ علم میں جھوٹ کی ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عبداللہ کو لگتا تھا کہ اس نے یہ سارے مراحل اُوپر نیچے کر دیئے ہیں۔ باتوں کا اُسے شوق تھا۔ سننے پہ طبیعت کہاں مائل ہوتی ہے۔ تھوڑا بہت یاد کر لیا تو کر لیا، عمل کوئی تھا نہیں کہ نقوش ثبت ہوں اور تشریح و ترویج اُس سے کبھی ہوئی نہیں۔

آنسو ایسے ٹپ ٹپ گرنے لگے جیسے کہ بارش میں کسی کا جھونپڑا ٹپکے۔ اس نے دُعا کو ہاتھ اُٹھائے:

''یا اللہ، اے میرے اللہ سائیں، تو بارش کی بوندوں پر مانگی جانے والی دُعائیں قبول کرتا ہے۔ آج میرے آنسوؤں کی بارش ہے۔ اے اللہ، میں نے ہر اِک سے یہی سنا ہے کہ تو معاف کر دیتا ہے اور مجھے تجھ سے اچھے کی ہی اُمید ہے، مجھے بھی معاف کر دے۔ اے اللہ، عبادت کی تو قضا بھی ہے مگر جو زندگی غفلت میں گزر جائے اُس کا کیا؟ بس معاف کر دے۔

اے اللہ، میں ان تمام گناہوں سے معافی اور تیری بخشش چاہتا ہوں جو گناہ میں نے اب تک کی زندگی میں کر کے، توبہ کی تھی اور پھر اپنی شامتِ نفس سے دوبارہ انھی گناہوں میں مبتلا ہو گیا۔ اے اللہ میں اِن تمام گناہوں سے بھی معافی مانگتا ہوں جو اپنی ذات کے متعلق کوئی وعدے میں نے آپ سے کیے اور پھر وہ وعدے پورے کرنے کی بجائے، پھر انھی گناہوں کو دوبارہ کر لیا۔ اور اے اللہ اِن تمام گناہوں سے بھی معافی مانگتا ہوں جو میں نے اِس لیے کیے کہ تو نے اپنی نعمتیں مجھے دیں لیکن میں نے اِن نعمتوں کو تیری نافرمانی کا ذریعہ بنا لیا۔ اے اللہ وہ تمام گناہ بھی معاف فرما دے جو میں نے کوئی نیکی کا کام جو صرف تجھے راضی اور خوش کرنے کے لئے کرنا تھا لیکن میں نے اُس نیکی کے کام میں تیرے علاوہ کسی اور کو خوش کرنے کی نیت کر کے اپنی نیت اور نیکی کو کھوٹا کر دیا۔

اے اللہ مجھے میرے گناہوں کی وجہ سے دوسروں کے سامنے ذلیل نہ کر کہ تو تو میرے کرتوتوں کو خوب جانتا ہے اور اے اللہ مجھے عذاب بھی نہ دے کہ تجھے تو مجھ پر ہر طرح کی قدرت حاصل ہے اور میں تیرے سامنے بالکل عاجز، بالکل بے اختیار اور بے بس ہوں۔''

عبداللہ کو کچھ ہی روز میں امریکہ سے پھر کچھ کام مِل گیا اور وہ ایک بار پھر روانہ ہوا۔ پچھلے ۶ ماہ میں یہ اُس کا چوتھا چکر تھا۔ دو سال پہلے اسے ایک فیلوشپ کے درمیان ٹونی مِلا تھا۔ ٹونی خود

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بھی اسی فیلوشپ پہ جا چکا تھا۔ٹونی ہر بار کوئی نہ کوئی کام عبداللہ کے لیے ڈھونڈ ہی لیتا۔ اِس بار وہ ٹونی کے بلاوے پر ہی امریکہ جا رہا تھا۔

ٹونی کوئی ۶ فٹ کا سلم اور سمارٹ خوبصورت گورا تھا جس نے بڑی اچھی پوزیشن پر کوئی بیس سال دُنیا کی بڑی بڑی کمپنیوں میں کام کیا تھا۔ آج کل وہ اپنی بنائی ہوئی ایک کمپنی میں وائس پریزیڈنٹ تھا۔ٹونی میں سوائے شہادت کے مسلمانوں والی ساری خصوصیات تھیں۔

ٹونی نے اِس بار عبداللہ کو اپنی دوست جو ایک بہت بڑی کمپنی میں سیلز کی ہیڈ تھی اِس سے ملوایا۔ مارتھا اِس کا نام تھا۔ مارتھا سے زیادہ ہارڈ ورکنگ عبداللہ نے آج تک کوئی عورت نہ دیکھی تھی۔ سب سے زیادہ حیرت کی بات یہ تھی کہ وہ عبداللہ کے غیر روایتی مزاح اور نپے تلے گہرے جملوں کو سمجھ لیتی تھی۔ عبداللہ خوب جانتا تھا کہ گہرائی میں موجود پریشر کی خبر ساحل سے نہیں ملتی۔ کوئی نہ کوئی غم، کوئی بات مارتھا میں ایسی تھی جو عبداللہ کی فریکونسی سے ہر بار میچ کر جاتی۔

ٹونی اور مارتھا دونوں کوئی چالیس کے پھیرے میں ہوں گے۔

ٹونی نے عبداللہ سے کہا کہ کیا وہ بتا سکتا ہے کہ جس کاؤنٹی میں وہ رہتا ہے اُس کا مستقبل کیا ہوگا؟ نوکریاں بڑھیں گی یا ختم ہوں گی؟ لوگ آئیں گے یا جائیں گے؟ آبادی کس تناسب سے بڑھے گی؟ کوالٹی آف لائف کیسے اِرتقا پذیر ہوگا وغیرہ وغیرہ۔

عبداللہ نے سوچنے کے لیے وقت مانگا۔

ٹونی واپسی پر عبداللہ کو ہوٹل چھوڑنے جا رہا تھا تو عبداللہ نے سوال کیا:

''تم کون ہو؟''

''میں ٹونی ہوں۔''ٹونی نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ارے ٹونی، میں یہ پوچھ رہا ہوں تمہارا مذہب کیا ہے؟''

''اوہ! میں پلا بڑھا کیتھولک فرقے میں ہوں۔''

''کیا مطلب۔اب کیا ہو؟''

''پتہ نہیں۔ میں پادری و کلیسا سے اِتنا بے زار آ چکا ہوں کہ اپنے آپ کو کیتھولک کہنے کا دل ہی نہیں کرتا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اپنے آپ کو کسی بھی مذہب سے چپکانے کا دِل نہیں کرتا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دراصل ہوا یہ کہ بندے اور ربّ کا ڈائریکٹ رابطہ ہونا چاہیے مگر پادری وکلیسا بیچ میں آ گئے۔ میں شاید کبھی بغیر فرقے کے چرچ میں چلا بھی جاؤں مگر اِس خواہش کو بھی سال بیتے کہ پوری نہ ہوئی۔ میں کوئی مذہبی آدمی ہوں ہی نہیں۔ مذہب کا مقصد تو بہتر اِنسان بنانا اور زندگی کے معیار کو بہتر بنانا ہوتا ہے اور مذہب یا آج کل کا مذہب ایسا کر ہی نہیں پاتا اور مجھے تو خود بھی اچھے انسان کی تعریف کرنا نہیں آتی۔ کسے کہتے ہیں اچھا انسان، کیا تمھیں پتہ ہے۔''

عبداللہ نے دِل ہی دِل میں کچھ پڑھا اور اِنتہائی آرام وشائستگی سے کہنے لگا۔ ٹونی، اِنسان وہ ہوتا ہے جس سے کسی اور کو نقصان نہ پہنچے، جسے یہ پتہ ہو کہ ایک دن مرنا ہے، جسے پتہ ہو کہ اچھائی ہمیشہ اچھائی ہے۔ بھلے ظاہری نتیجہ کچھ بھی نکلے، جسے پتہ ہو کہ پڑوسی، ماں، باپ، بچوں اور اُس خدا کے کیا حقوق ہیں، جس نے اُسے بنایا۔ وہ جو اپنے لین دین اور وعدوں میں دیانت دار اور سچا ہو، جو وعدے نبھانا جانتا ہو، جو جھوٹ نہ بولے۔ جو دوسروں کا بھی اِتنا ہی خیال رکھے جیسے کہ اپنے اہل وعیال کا اور ایک ایسا آدمی جو شہد کی مکھی یا درخت کی طرح دُنیا سے بہت تھوڑا لے اور زیادہ لوٹائے۔

''Wow، تمھیں اِسلام کی بڑی معلومات ہیں۔''

عبداللہ سوچتا رہا کہ کتنا عجیب ہے کہ میں اِنسان کی تعریف کر رہا تھا۔ نہ میں نے حدیث پڑھی نہ قرآن کا حوالہ دیا اور پھر بھی یہ سمجھا کہ میں اِسلام کی بات کر رہا ہوں۔ اِس نے سوچا کہ بندے تو ہر جگہ ایک جیسے ہوتے ہیں خواہ پاکستان ہو یا امریکہ۔ ایک پیدائشی تڑپ ہر شخص کی فطرت میں ہے کہ خالق تک پہنچے اور سب کے مسائل بھی ایک جیسے، کوئی مولوی صاحب کی عنایتوں کا شکار تو کوئی پادری کے ہاتھوں برباد۔

یہ قصور ہمارا ہی ہے کہ دینِ فطرت کو اِن کی زبان میں اِن تک نہیں پہنچا سکے، ورنہ کیا وجہ ہو کہ اِتنی باشعور، محنتی، عقل سے کام لینے والی اور مجبوریوں سے ماورا قوم اِسلام کو نہ پہچانے، اگر ہم نے اپنا دین ان کی زبان میں ان تک نہ پہنچایا تو وہ کیوں کر مسلمان ہوں گے اگر انھوں نے حشر میں کہہ دیا کہ اللہ ہمیں تو پتہ ہی نہ لگا کہ اِسلام تھا کیا تو ہم کیا کریں۔ ہم نے کوشش کی مگر یہ لوگ خودکش حملوں، مارو مارو کافر مارو سے باہر نکلتے تو کچھ سمجھاتے نہ۔ ہر شخص کی اپنی زبان، اپنی تعریف، اپنے سلوک،

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اپنے احکام، ہم کون سے والے قسم پہ اِسلام لاتے تو ہم مسلمان کیا کریں گے۔

کیا پتہ ''کوئی مذہب نہیں'' کہنے والے لوگوں کا دِل کب کب دھڑکتا ہو۔ گواہی میں کہ اللہ ہے مگر حواسِ خمسہ اِس کے وکیل ڈھونڈتے رہ گئے ہوں۔ کیا معلوم کتنوں نے ذہن و دِل کی اِس لڑائی میں جان کھودی ہو اور کیا پتہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے کس کس کو کیسے کیسے ہدایت سے بہرہ مند فرما دیا ہو۔ طلب ہو تو اللہ کبھی خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے، آخر وہ ربّ ہے، پالنہار ہے، لجپال ہے، پروردگار ہے۔ اِس کو کب کھلتا ہے کہ بندے کو واپس بھیج دے۔

اے اللہ، سب کو ہدایت دے اور مجھے طاقت دے کہ آذر کدے میں اذان دے سکوں۔ تجھے مؤذّنِ حق بلالِ حبشیؓ کا واسطہ، تجھے صاحب النِداء حضرت عبداللہ بن زیدؓ کا واسطہ۔ اے رونے والوں کے ربّ تجھے ان رونے والوں کا واسطہ مجھ سے کام لے لے۔ آمین!

عبداللہ، ہوٹل میں پہنچا اور رات بھر شہری پلاننگ کے سافٹ ویئر کے بارے میں سوچتا رہا۔

پچھلی صدی میں انسان کے اطراف میں بکھری ہوئی چیزوں، سامانِ آسائش و آرائش اور ماحول میں بڑی ترقی ہوئی۔ اُونٹوں کی جگہ ریل، کار اور جہاز آ گئے۔ ایک سے بڑھ کر ایک کار، مکان، فون بستر، کھانے، گھومنے کی جگہیں، کھیل و تفریح کا سامان، غرض ہر چیز پر کام ہوا، ایک چیز جو رہ گئی، جس پہ کام نہیں ہوا وہ ہے اِنسان کی ذات۔ کاش اِس کا عشرِ عشیر بھی اگر انسان بنانے میں لگا ہوتا تو شاید آج دُنیا ایک بڑی اچھی جگہ ہوتی۔

خدا جب شہروں کو دیکھتا ہوگا تو کیسے دیکھتا ہوگا۔ کسے تباہ کرنا ہے کسے بچانا ہے۔ وہ تو ہر ایک کی سنتا ہے۔ اس کی تو سب پر نظر ہے۔

کیا ہم ایسا سافٹ ویئر نہ بنالیں جس میں کاؤنٹی میں موجود ہر شخص کا ڈیجیٹل کلون موجود ہو جس کے پاس اس شخص کی ساری خصوصیات و معلومات ہوں، جو کہ ارتقاء کرے، وقت کے ساتھ ساتھ، نئی چیزیں سیکھے، بات چیت کرے، بڑھے، جوان ہو، مر سکے، کچلا جا سکے اور ترقی کر لے۔ کیا ہم جذبات کی نمائندگی کر سکیں گے کمپیوٹر پروگرامز میں، کیا ہم شعور و لاشعور کو الگورتھم میں سما سکتے ہیں۔ کیا ایسی کوئی انفارمیشن ہے جس کے بغیر کام چل سکے۔

کیا ہم اِس ڈیجیٹل دُنیا کو چلا سکیں گے؟ کیا مستقبل میں جا سکیں گے؟ کیا ہم مستقبل میں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جا کے ماضی کو یہ بتا سکیں گے کہ اس نے کیا کرنا ہے؟ پودوں اور انسانوں میں بہت سے جینز مشترک ہیں۔ پودوں کو روشنی نہ ملے تو مرجھا جاتے ہیں۔ انسان کی روشنی کیا ہو؟ اللہ کا ذِکر، اور نہ کرے تو؟ مرجھایا ہوا اِنسان کیسا لگتا ہے؟

جتنی تیزی سے عبداللہ کا دماغ چل رہا تھا۔ اس رفتار سے اس کے ہاتھ کی بورڈ پر پروگرام ٹائپ کر رہے تھے۔ صبح تک عبداللہ اپنے سافٹ ویئر کی پروٹو ٹائپ بنا چکا تھا۔

کچھ ہی روز میں عبداللہ کوئی ساڑھے تین سو لوگوں کے سامنے اپنا سافٹ ویئر پیش کر رہا تھا۔ تعریف وخوشامد کا ایک سیلاب تھا جو تالیوں کی گونج میں اُمڈ آیا تھا۔ عبداللہ جلد ہی بے زار ہو گیا۔ اسے پتہ تھا کہ کبر اور اُس کا اظہار بدترین اخلاقی بیماریوں میں سے ایک ہے۔

عبداللہ نے سوچا کہ یہی کام کرتے رہنا چاہیے۔ خوب پیسے ملیں گے۔ کفر ہو یا اِسلام جڑیں مضبوط کرنے کے لیے مال خرچ کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ یہ جو لوگ اِسلام کے نام پر جھوٹے سچے دعوے کرتے ہیں۔ کل اگر سائبر وار یا نیوکلیئر وار چھڑ گئی تو کیا مسجدوں سے اذانیں دیں گے؟ آپ کی گاڑی میں پیٹرول ختم ہو جائے تو آپ پیسے خرچ کر کے پیٹرول ڈلوا دیتے ہیں۔ نا کہ یہ کہ پورا شہر مسجد میں اکٹھا ہو کر دُعائیں مانگیں کہ اے اللہ، گاڑی چلا دے۔

عبداللہ نے ٹونی اور مارتھا سے واپس آنے کا وعدہ کیا اور پاکستان روانہ ہو گیا۔ ٹونی نے امیگریشن، ویزہ سب کی ذمہ داری اُٹھالی، کمپنی کے لیے سرمائے کے بندوبست کی بھی۔ آج بھی عبداللہ پھر سربسجود تھا۔

''اے اللہ! آپ میری حقیقت کو مجھ سے زیادہ بہتر جانتے ہیں اور اے اللہ لوگ جو میری تعریف کر رہے ہیں، میں اِن سے زیادہ اپنی حقیقت کو جانتا ہوں۔ اے اللہ مجھے یہ لوگ جتنا اچھا سمجھتے ہیں، مجھے اِس سے بھی بہتر بنا دے اور اے اللہ میری اِن خطاؤں سے درگزر فرما جن کا علم، اِن تعریف کرنے والوں کو نہیں ہے اور اے اللہ جو کچھ لوگ میری تعریف کر رہے ہیں۔ میرا اِن جملوں پر مواخذہ نہ فرما!

اے اللہ، کمپنی کھولنے چلا ہوں تو کامیابی عنایت فرما۔ اے اللہ تو دُعا کا در کھولتا ہے تو قبولیت کا بھی کھول دے کہ یہی تیری شان ہے۔ آمین!

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عبداللہ پاکستان پہنچا تو اسے ایک شخص کی ای میل ملی جس میں اس نے کچھ ادھار کی درخواست کی تھی۔ عبداللہ نے کچھ ہی دیر میں اسے پیسے آن لائن ٹرانسفر کر دیئے۔ جب بلّو کو پتہ لگا تو وہ حیران رہ گئی کیونکہ وہ مانگنے والے شخص کو جانتی تھی اور یہ بھی کہ اس نے سوائے عبداللہ کو نقصان پہنچانے اور حسد کرنے کے کچھ نہیں کیا۔

بلّو نے عبداللہ سے کہا۔ عبداللہ کیا ہو گیا ہے تمھیں۔ تم دُنیا میں کسی کو پیسے دے دیتے اسے کیوں دیئے کہ یہ تو ہمیشہ تمہیں نیچا دکھانے کی تگ و دو میں رہتا ہے اور سوائے دُکھ پہنچانے کے اِس نے کیا بھی کیا ہے تمہارے ساتھ۔

ٹھیک کہتی ہے بلّو۔ اِسی وجہ سے تو دیئے ہیں۔ میں نے پہلے سوچا کہ جھڑک دوں مگر پھر میں نے اپنے آپ سے سوال کیا کہ کیا ایسا کرنے سے میرا نفس خوش ہو گا یا غمگین تو یقین ہو چلا کہ وہ تو خوش ہو گا۔ تو میں نے دے دیئے۔ پانچ بڑے فائدے ہوں گے اِس سے:

۱۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا جو توڑے اُس سے جوڑو۔ تو ایک تو اِس حدیث پر عمل ہو گیا۔

۲۔ دوم یہ کہ ایک مسلمان بھائی کی مدد ہو گئی۔ تو سوچ میرا اس سے جو تعلق ہے اِس کا تو اسے بھی پتہ ہے۔ اِس کے باوجود اگر وہ میرے دروازے پہ آیا تو کوئی تو ایسی مجبوری ہو گی۔ بے بس اور مجبور دُشمنوں سے مقابلہ نہیں کرتے۔ انھیں گلے لگاتے ہیں کہ کدورت دُھل جائے۔

۳۔ سوم یہ کہ ایسا کرنے سے میرے دل میں اگر اِس شخص کے لیے کوئی بغض ہوا تو جاتا رہے گا۔

۴۔ چوتھا فائدہ یہ ہوا کہ شاید اب اس کی زبان بند ہو جائے تو جو میرا وقت فضول اور لغو الزامات سننے میں لگ جاتا تھا اور اُس کے بعد طبیعت پر جو بوجھ آتا تھا وہ اب اِنشاءاللہ نہیں آئے گا اور

۵۔ پانچواں اور سب سے بڑا فائدہ یہ کہ ایک دن میں نے بھی کسی کے سامنے جانا ہے۔ اِس نے اگر حساب کتاب پوچھ لیا تو مارا جاؤں گا۔ اس نے پوچھ لیا کہ نمازیں کیوں چھُٹ گئیں، جھوٹ کیوں بولا۔ گناہ کیوں کرتے رہے تو کیا جواب دوں گا۔

میں نے اللہ کے ایک بندے پر جرح چھوڑ دی اُلٹا اُسے نواز دیا، مجھے اُمید ہے میرا اللہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اِس کا پاس رکھے گا۔ وہ بھی اِن شاءاللہ مجھے بغیر جرح کے نواز دے گا۔

بلّو عبادت کی قضا تو ممکن ہے مگر جو زندگی غفلت میں گزر جائے اُس کا کیا؟ ہر دم اپنی ذات کی نفی کرتے رہنا چاہیے، جو جتنا مٹا، راہِ ہدایت اُس پر اُتنی ہی مرمٹی۔ بلّو جو فقیر غصے میں ہو اِسے بھیک نہیں ملا کرتی۔ غصہ تھوک دینا چاہیے۔

عبداللہ نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے:

''اے اللہ، میں نے ان تمام لوگوں کو معاف کیا جو بغیر کسی وجہ کے مجھے نقصان پہنچانا چاہتے ہیں، تو بھی مجھے بغیر کسی وجہ کے، معاف کر دے۔ اے اللہ، اِس مُلک میں تو نیتوں کی بھی چوری ہو جاتی ہے۔ میں تیرے لیے کام شروع کرتا ہوں مگر نفس اسے بیچ میں سے اُچک لیتا ہے۔ اللہ مجھے نیتوں کے چوروں سے بچا۔ میں اپنی نیتیں تیری اَمان میں دیتا ہوں۔

اے اللہ تو ہر عیب سے پاک ہے اور اِس کے ساتھ ساتھ تعریف بھی تیرے ہی لیے ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے علاوہ کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں۔ تیرا کوئی شریک نہیں، تیرا کوئی سہیم نہیں۔ میں نے بہت بُرے کام کیے ہیں اور اپنی جان پر ظلم کرتا رہا ہوں۔ اے میرے مالک مجھے معاف فرما دے اور مجھ پر رحم فرما اور میری توبہ کو قبول فرما، بلاشبہ تو توبہ کو بہت قبول فرمانے والا ہے اور رحم کرنے والا ہے۔''

عبداللہ کو آج علی الصبح فون کال ملی ماہر بھائی کے پاس سے کہ کراچی والے مولوی صاحب اِسلام آباد سے دو گھنٹے کی دُوری پر ایک گاؤں میں آئے ہوئے ہیں۔ اپنے ہی ایک مدرسے کی گریجویشن میں اور اگر وہ ملنا چاہے تو وہاں چلا جائے۔

عبداللہ نے گاڑی نکالی اور روانہ ہو گیا۔ وہاں پہنچا تو معلوم ہوا کہ مولوی صاحب ابھی پہنچے نہیں ہیں۔ وہ خاموشی سے مسجد میں بیٹھ گیا۔ وہاں گریجویشن کی تیاریاں ہو رہی تھیں، کچھ ہی دیر میں عبداللہ بور ہو گیا۔ خیر مولوی صاحب آ گئے اور فنکشن شروع ہوا۔ مدرسے کے ایک طالبِ علم نے آ کر سیرت النبی ﷺ کی شان میں انگریزی میں تقریر کی۔ لوگوں نے خوب داد دی۔ عبداللہ فنکشن کے آخر میں اِس بچے سے مِلا اور کہا کہ گو کہ اِس کی انگریزی باقی لوگوں کی نسبت بہتر ہے کہ گاؤں میں کسی کو ڈھنگ سے اُردو بولنا نہیں آتی تو انگریزی تو دِلّی ہنوز دُور است۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عبداللہ نے سمجھایا کہ برخوردار تم سوچتے اُردو میں ہو اور بولتے انگریزی میں ہو اِسی لیے گرامر کی ایسی غلطیاں کرتے ہو کہ حد لگ جائے۔ اِن جھوٹی تالیوں میں آ کر یہ نہ سمجھنا کہ کچھ آ گیا ہے۔ میں تمہیں کچھ کتابیں بھیجوں گا وہ پڑھو اور پھر شہر میں آ کے تقریری مقابلوں میں حصہ لو کہ پتہ ماری کی محنت کرنی پڑے۔

تھوڑی دیر بعد کھانے پر مسجد کے مہتمم صاحب سے ملاقات ہوئی جو کہ کراچی والے مولوی صاحب کے معتقدین میں سے تھے۔ کہنے لگے کہ آپ حضرت کو کیسے جانتے ہیں؟ عبداللہ جینز ٹی شرٹ میں ہونے کی وجہ سے پوری مسجد میں انوکھا ہی لگ رہا تھا۔

جی جانتا کہاں ہوں، تعارف ہے۔ جانا تو آج تک اپنے آپ کو بھی نہیں۔

مہتمم صاحب نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے کہا کہ ہمارے حضرت بڑے مقام والے ہیں۔ کیا شان ہے، کیا تقویٰ، ایسے لوگ تو اَب نایاب ہو گئے ہیں جی۔ اللہ کی کیسی کیسی فضیلتیں سمیٹتے ہیں کیا بتاؤں؟

ایسے اچھے ہیں کہ بس کیا بتاؤں؟

عبداللہ نے حدالامکان کوشش کی کہ خاموش رہے مگر ''کیا بتاؤں؟'' کی گردان نے سارے بند توڑ دیئے۔

''اچھا یہ بتائیے کہ آپ اپنے حضرت کی جگہ کب لیں گے؟'' عبداللہ نے سوال داغا۔

''جی کبھی نہیں، وہ کہاں ہم کہاں۔''

عبداللہ نے سوچا اس کا کوئی اسٹوڈنٹ ایسا کہتا تو شاید وہ گولی مار دیتا۔

جناب ہمت کریں، آپ جیسے کم ہمت شاگرد اللہ کسی کو کیا، آپ کو بھی نہ دے۔ ظاہر ہے اِن جملوں کی توقع کسی کو نہ تھی۔

حضرت جی کے خوف سے شاید کچھ رعایت کر لی ورنہ عبداللہ کو آج پھر پھینٹی پڑنی تھی۔

رات کا وقت آیا تو احساس ہوا کہ مسجد میں تو ایک کمرہ ہے جہاں دو لوگ سو سکتے ہیں اور اس میں ایئر کنڈیشنر ہے۔

مولوی صاحب نے پوچھا کہ ''میں اور آپ کمرہ اِستعمال کر سکتے ہیں۔''

www.iqbalkalmati.blogspot.com

''نہیں جناب! میں مچھروں میں سوسکتا ہوں۔ روشنی میں نہیں۔''

''وہ آپ کے مرید صاحب کہہ رہے تھے کہ رات کو کوئی فضل ونور کی بارش ہوتی ہے تو اِتنی روشنی میں مجھے نیند کہاں آئے گی۔''

مولوی صاحب ہنسے ہنستے کشتِ زعفران ہو گئے۔ آخر کار عبداللہ کو اکیلے کمرہ دے دیا گیا اور مولوی صاحب دالان میں کھٹیا پر سو گئے۔

عبداللہ اِس مہمان نوازی پر بڑا خوش ہوا۔

صبح نماز کے بعد واپسی تھی۔ فجر میں بچوں کی ایک کثیر تعداد نظر آئی، سب کے سب دُھلے دُھلائے پاک صاف سفید کپڑوں میں بالکل اپنے معصوم دِلوں کی طرح۔

عبداللہ نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اگر دلوں کی رنگت کپڑوں پر آ جاتی، اگر رُوح کے زخم کپڑوں پر لگ جاتے تو اس نے سوائے کالے سیاہ چیتھڑوں کے علاوہ کچھ نہ پہنا ہوتا۔

فجر کے بعد عبداللہ نے ایک بچے کو (جس کی عمر کوئی 5 سال سے تھوڑا ہی شرما رہی ہو گی) روک کے پوچھا کہ آپ ہر روز سفید کیوں پہنتے ہو۔

جی۔ وہ، یہ کفن کا رنگ ہے نا! تا کہ موت یاد رہے۔

عبداللہ کا دل پھر بجھ گیا، وہ واپسی یہ سوچتا ہوا آیا کہ اُمید زندگی ہے۔ آس ہے، ہمت ہے۔ اِس عمر میں صرف جینا سکھانا چاہیے۔ موت کے اِنتظار میں بیٹھے لوگ کچھ کم ہی کر پاتے ہیں۔

عبداللہ سارے راستے یہ شعر دُہراتے ہوئے آیا:۔

نامناسب ہے خون کھولانا
پھر کسی اور وقت مولانا

آج پھر پیپل بھائی کی باری آئی۔ آج عبداللہ سننے کے موڈ میں تھا۔ لہٰذا گھنٹوں خاموش بیٹھا رہا۔ کچھ دیر میں عورتوں کا ایک گروپ گزرا جنھوں نے پانی کے مٹکے سروں اور پہلوؤں پر اُٹھائے ہوئے تھے اور خراماں خراماں چل رہی تھیں۔ اتنے میں پاس سے گاڑی گزری۔ ایک عورت اچانک آواز سے دھڑکی اور سر سے مٹکا اُڑ کے زمین پہ آیا اور دھڑام سے ٹوٹ گیا۔ ٹوٹے ہوئے مٹکے کے ایک نسبتاً بڑے سے ٹکڑے میں صرف اِتنا پانی رہ گیا۔ جتنا کہ بوڑھے باپ کے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پاس جوان بیٹی بیاہنے کے بعد مال گھر پہ بچتا ہے۔

دھیمی چال والوں کا ٹولہ گزر گیا اور تھوڑی دیر بعد ایک گلہری آئی اور پانی پی کر چلی گئی۔ عبداللہ کی آنکھ سے اتنے آنسو نکلے کہ پیپل درخت کی ساری میموری ہی واش ہوگئی ہوگی۔

وہ سوچنے لگا کہ ہم بھی پانی کی طرح اعمال جمع کرتے رہتے ہیں۔تقویٰ کے مٹکے میں اور جن کا مٹکا جتنا بھاری ہوتا ہے وہ اتنے ہی آرام سے پیر اُٹھاتے اور رکھتے ہیں کہ گھاس بھی نہ دبے اور جو لوگ عبداللہ کی طرح کھلنڈرے ہوتے ہیں وہ اُچھل کود میں مٹکا تڑوا بیٹھتے ہیں، پھر کوئی آ کے سیراب ہو جائے تو اللہ کی شان۔قرآن میں اللہ نے اپنی ایک صفت ذِی المعارج (سیڑھیوں والا) بتائی ہے کہ مومن کا سفر کبھی ختم نہیں ہوتا۔وہ ہر سیڑھی پر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو پاتا ہے اور عجائب در عجائب کی ایک نئی دُنیا روشن ہو جاتی ہے۔اللہ کا شکر ادا کرتے رہنا چاہیے۔ایسا نہیں ہوتا کہ اللہ شکر کا دروازہ کھول دے اور نعمت کا بند کر دے۔تصوّف نام ہی اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور وعدہ وعید کو جاننے اور ان پر یقین کا نام ہے۔جیسے جیسے اِس یقین پر اضافہ ہوتا رہتا ہے، بندے کو اپنے ساتھ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی موجودگی کا احساس ہوتا رہتا ہے اور یہ احساس شریعت پر پابندی کو آسان بنا دیتا ہے۔

عبداللہ کو لگا کہ اُس کا مٹکا پہلی سیڑھی پر ہی ٹوٹ گیا اور وہ پچھلی دو دہائیوں سے وہیں بیٹھا ہے۔یہاں صرف سوال اُگتے ہیں اور عبداللہ سوالوں کی فصل کاٹتے کاٹتے تھک چکا تھا۔ہر جواب کا ایک وقت ہوتا ہے۔سوال کا کوئی وقت نہیں ہوتا۔

عبداللہ کی حالت اِسی بھکاری کی سی تھی جو جب تک نہ ٹلے جب تک اسے دروازے سے کچھ مِل نہ جائے۔ویسے بھی جس شخص کی کُل کائنات یقین ہو اسے ہار جانے کا خوف نہیں رہتا۔ عبداللہ کو کچھ اطمینان تھا کہ جب رُوح قبض ہوگی تو بھلے پہلی سیڑھی ہی کیوں نہ سہی، راستے میں تو بیٹھا تھا، اللہ اپنی طرف ہجرت کرنے والوں کا خوب خیال رکھتے ہیں۔

کئی روز گزر گئے۔عبداللہ مٹکا ٹوٹ جانے والی بات میں محو تھا اور سوچ رہا تھا کہ کیونکر اُٹھے، کیسے پھر سے بھرے، کیسے نہ ٹوٹنے دے۔

دل میں خیال آیا کہ ان کے پاس چلا جائے جن کے پاس پانی کی ٹنکیاں ہوتی ہیں تا کہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سیراب ہو سکے۔ تو بیعت کے لیے صحبت ضروری ہے۔ سیکھنے کے لیے کسی زندہ آدمی سے تعلق رکھنا ہی پڑتا ہے۔ کتابیں اور فیس بک کا فائدہ تھوڑا ہی ہے۔ جو علم اور اللہ کی معرفت صحبت سے ملتی ہے، کتاب اُس کا دھوکا ہوتی ہے۔ معرفتِ الٰہی مشینوں سے مِلا کرتی تو ہر شخص ولی اللہ ہوتا۔

کبھی کبھی رُوح پر بھی فالج گر جاتا ہے اور آدمی کو نیکی یا برائی کی تمیز ہی نہیں رہتی۔

عبداللہ نے دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے۔

''اے اللہ، اے اللہ سائیں۔ ٹوٹے ہوئے مٹکے والوں کو معاف کر دے۔ میرے ٹوٹے ہوئے برتن میں پانی ڈال دے۔

اے اللہ دل صحرا ہو گیا ہے۔ اسے سیراب کر۔

اے اللہ، کمپنی چلانے کے لیے اچھے لوگ چاہئیں۔ اچھے مرد چاہئیں جنھیں تو نے قرآن میں رِجال کہا ہے۔ اے اللہ، لوگ تجھ سے صلاح الدین ایوبی اور محمود غزنوی کا سوال کرتے ہیں۔ میں تجھ سے ڈیٹا سائنٹسٹ مانگتا ہوں اور کوشش کروں گا کہ نتیجہ وہی آئے۔

اللہ ایسے لوگوں سے میری مدد فرما جو سمندر کی گہرائیوں سے اتھاہ ہوں اور ہمت ایسی کے پہاڑ بے بس نظر آئیں۔

اللہ عافیت فرمائیں۔ اللہ میں تیری سلطنت میں تنہا رہ گیا ہوں۔ اجنبی ہوں، میری اجنبیت کا خیال کر، اگر میں یہ جان لیتا کہ مجھے عذاب دے کر تیری سلطنت کو بڑھاوا ملے گا تو میں کبھی اپنی معافی کا طلبگار نہ ہوتا۔ میں تجھ سے بخشش کا سوال ہرگز نہ کرتا۔ مگر اے شہنشاہ، تیرے سوا کوئی جائے اُمید نہیں، کوئی ٹھکانہ نہیں، کوئی جائے پناہ نہیں۔ تو صرف وصرف اپنے کرم سے بخش دے۔

میرے اللہ، قیامت میں سب چلے جائیں گے جنت میں جنھیں تو نے چاہا۔ جنھیں نہ چاہا وہ جہنم میں پھینک دیئے جائیں گے۔ مجھے اپنے اعمال سے خطرہ ہے کہ صرف میں پیچھے رہ جاؤں گا سخت ترین سزا کے لیے۔ میرے گناہ ہوں گے اور تیری رحمت اور تو باقی رہے گا۔ باقی سب فانی۔ میرے گناہوں کو بھی فنا کر دے۔

اے اللہ! تو اپنے نمازی بندوں کے اعضائے سجدہ کو جہنم کی آگ سے محفوظ فرما دیتا ہے

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اور درحقیقت محفوظ فرمانے والا تو ہی ہے۔اے بے نیاز ذات بے پرواہ مالک کے لیے قصوروار غلام کو آزاد کرنا تو بہت آسان ہوتا ہے۔اپنے اِس فانی غلام پر احسان فرما اور اعضائے سجدہ کی طرح باقی جسم کو بھی جہنم سے محفوظ فرما دے!

ٹوٹے ہوئے برتن میں پانی ڈال دے میرے اللہ!

آمین!''

☆.....☆.....☆

www.iqbalkalmati.blogspot.com

آج عبداللہ کی خوشی دیدنی تھی۔اس کی کمپنی امریکہ میں رجسٹرڈ ہوگئی تھی، اسے فیملی سمیت ایکسٹرا اور ڈنری ویزہ مل گیا تھا اور ڈیٹا سائنسز کے ایک آن لائن کورس میں وہ دُنیا میں ٹاپ ٹین میں آ گیا تھا۔

عبداللہ نے پڑھائی اور بڑھا دی اور امریکہ واپس شفٹ ہونے کی پلاننگ کرنے لگا۔ وہ چاہتا تھا کہ جانے سے پہلے ایک بار اور اعتکاف میں بیٹھ جائے مفتی صاحب کے ساتھ۔

ابھی عبداللہ امریکہ میں کمپنی کی پلاننگ ہی کر رہا تھا کہ اسے امریکہ کی ہی ایک بڑی کمپنی سے جاب کی آفر آ گئی۔تنخواہ اور مراعات اِتنی زیادہ کہ عبداللہ شاید زندگی بھر میں اپنی کمپنی سے اتنے پیسے نہ کما سکے۔عبداللہ کو بڑی حیرت ہوئی کیونکہ تنخواہ اس کی مارکیٹ ویلیو سے کم از کم چار گناہ زیادہ تھی۔

عبداللہ نے کچھ ریسرچ کرنے کا سوچا۔ ہفتے بھر کی محنت رنگ لائی۔اُس نے دیکھا کہ جس کمپنی نے اِسے جاب دی ہے اُس پوزیشن پر وہاں کوئی سال سے زیادہ نہیں ٹکا اور تمام لوگ جنھوں نے وہاں سروس کی وہ سارے مسلمان ممالک سے ہی تھے۔ بڑی عجیب بات تھی کہ ایک امریکی کمپنی میں ۱۰ سالوں سے بھی زائد عرصے میں کوئی امریکن جاب کے لیے نہیں مِلا۔عبداللہ نے ڈھونڈ ڈھانڈ کے تین لوگ ایسے نکال ہی لیے جنھوں نے ملتی جلتی پوزیشن پر کام کیا تھا۔عبداللہ نے باری باری سب سے بات کرنے کی ٹھانی۔ بات کرنے کے بعد جو حقیقت سامنے آئی وہ اِنتہائی تلخ تھی۔ یہ تمام لوگ اپنے اپنے ملکوں کے دماغ تھے۔ ان سب کو چار (۴) سے دس (۱۰) گنا زیادہ کی جاب دی گئی۔ یہ سب بیوی بچوں کے ساتھ امریکہ شفٹ ہو گئے۔

زیادہ پیسہ زندگی میں ایک نیا لائف اِسٹائل لایا۔ بیویاں ماڈرن ہوگئیں، بچوں کو بڑے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

آرام دہ گھروں، موبائل فونز اور مہنگے کمپیوٹرز کی عادت پڑ گئی اور پھر اچانک بغیر کسی وجہ کے انھیں نوکریوں سے نکال دیا گیا۔ اب نہ مہنگے گھروں کی اقساط دے پائیں۔ نہ بیوی بچوں کا لائف اسٹائل۔ اتنی بڑی تنخواہ سے فارغ ہوئے اور مارکیٹ میں کوئی ۱۰ فیصد تنخواہ بھی آفر نہ کرے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ گھر بینک لے گیا۔ کار شوروم لے گیا۔ بیوی میکے چلی گئی۔ ننھیال بچے لے گیا اور پیچھے بچا یہ شخص اپنی کامیابیوں کے قصے سناتے اور حالتِ زار کا نوحہ کرتے۔

کیا زبردست آئیڈیا۔ کچھ لاکھ ڈالرز کے عوض کسی ملک سے اس کا بل گیٹس چھین لیا تو کسی سے اُس کا محمد علی جناح، کسی سے مدر ٹریسا اُٹھالی تو کسی سے نیلسن منڈیلا اور سال بھر میں انھیں ذہنی مریض بنا کر چھوڑ دیا۔ ہر چمکنے والی چیز سونا نہیں ہوتی۔ یہ کہاوت عبداللہ کو آج سمجھ آئی۔ عبداللہ نے نہایت شائستگی سے جاب کا اِنکار کر دیا۔

☆.....☆.....☆

www.iqbalkalmati.blogspot.com

آج عبداللہ اپنے ایک دوست کے ساتھ پشاور گیا۔ وہاں یونیورسٹی میں اسے لیکچر دینا تھا مگر معلوم ہوا کہ طلبہ نے ہڑتال کی ہوئی ہے کیمپس میں فیس بک کے خلاف کہ اِس پر نبی ﷺ کی شان میں کچھ پیجز ہیں لہٰذا فیس بک بند کردی جائے۔

عبداللہ نے پوری کوشش کی کہ تعلیم خراب نہ کرو۔ علم ضروری ہے، علم بندے کی جہالت کا تعین کرتا ہے۔ علم شعور وانسانیت سکھاتا ہے، مگر طالبِ علموں کا اصرار تھا کہ جاہل رہ جائیں گے لیکن فیس بک اور یوٹیوب بند کروا کے ہی چھوڑیں گے۔ ایک طالبِ علم آگے بڑھا اور نعرہ مارا، ہم اُمی نبی کے اُمی پیروکار ہیں، کیا ہوا اگر جاہل رہ گئے۔

عبداللہ کے کانوں میں تو جیسے کسی نے پگھلا ہوا سیسہ ہی ڈال دیا ہو۔ شدتِ غم سے وہ زمین پہ بیٹھ گیا۔ زبان خاموش ہوگئی اور آنکھوں نے بولنا شروع کر دیا۔ دوست نے جلدی سے گاڑی میں ڈالا اور واپسی کی راہ لی۔ اسے ڈر تھا کہ عبداللہ نے اگر پھر کچھ بول دیا تو لڑکے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ عبداللہ راستے بھر سوچتا رہا اور روتا رہا کہ اُمی کے معنیٰ جاہل، اَن پڑھ یا غافل کیسے ہو گئے؟

قرآن میں وادیٔ مکہ کے لیے ''اُمّ القریٰ'' کے الفاظ دو (۲) بار آئے ہیں تو مطلب ہوا اُمی کا، مکہ کا رہنے والا۔

اُمی ہر اُس چیز کو بھی کہتے ہیں جو دوسروں کی تربیت کر سکے۔ ماں کو اُم کہتے ہیں۔ رسالت پناہ ﷺ پوری کائنات کے مصلح ومربی بنے۔

اور ہم کیا کہہ رہے ہیں۔ اللہ نے محمد ﷺ کو پوری دُنیا کے لیے ہدایت کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ اب اگر کسی شخص کو ان کے تلقین کردہ فرمودات سے بھی ہدایت ویقین نہ ملے تو اُسے بے یقین ہی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مرجانا چاہئے۔

وہ سوچنے لگا کہ آج کل کے دورِ فتن میں اِسلام کو سب سے زیادہ خطرہ مسلمانوں سے ہے۔ غلامی رسول میں موت بھی قبول ہے کا نعرہ لگانے والے یہ کیوں نہیں کہتے کہ غلامی رسول میں علم قبول ہے۔ جھوٹ سے نفرت ہے۔ اب کیا ٹریفک لائٹ پر رُکنے کے لیے بھی اِسلامی مملکت کا اِنتظار ہے یا لائن بنانے کے لیے بھی امیر المومنین کی ضرورت ہے؟۔

مسلسل خواب کی تعبیر کیا ہو
تمہارے جاگنے پر بات ہو گی

☆.....☆.....☆

www.iqbalkalmati.blogspot.com

آج اعتکاف کا پہلا دن تھا اس بار عبداللہ کے کوئی سوال نہیں تھے۔ وہ جب مفتی صاحب کے سامنے جاتا تو سوال خود بخود غائب ہو جاتے۔ پچھلے سال اور اِس سال کے عبداللہ میں بڑا فرق تھا۔

مفتی صاحب کہہ رہے تھے کہ حضرت حسن بصریؒ نے کہا کہ فقیہہ وہ شخص ہوتا ہے جس کا دل دُنیا کی محبت سے پاک ہو۔ اپنے دِین اور مسلک سے صحیح معنوں میں باخبر ہو اور ہمیشہ اپنے پروردگار کی عبادت میں لگا رہے۔

عبداللہ خاموشی سے عبادت میں لگا رہا، بہت بہترین لوگ تھے، بہت عمدہ ماحول۔ عبداللہ کے ساتھ ایک نابینا شخص اعتکاف میں بیٹھے تھے، عبداللہ کی اُن سے خوب بنی۔ وہ ہر وقت پوچھتا رہتا کہ آپ اپنے احساسات سے دُنیا کو کیسے دیکھتے ہیں؟

عبداللہ فجر کے بعد بھی کافی دیر سے سویا اور جب آنکھ کھلی تو نچلی منزل سے اقامت کی آواز آ رہی تھی، بھاگم بھاگ جا کے نماز میں شامِل ہوا، اور بڑا افسوس ہوا دیر سے پہنچنے کا۔

کہیں میں وقت سے پہلے بھی جایا کرتا تھا آج اعتکاف کا نواں دن تھا۔ دن کب گزرے پتہ ہی نہ چلا۔ عبداللہ کچھ پریشان تھا سوچ رہا تھا اگر معافی نہ ملی تو ساری محنت اکارت جائے گی۔

اس نے سوچا کہ کسی سخی کے دروازے پہ کوئی بیٹھ جائے ۱۰ دن تک تو اسے بھی بھیک مِل جاتی ہو گی۔ وہ بھی در پہ پڑا ہے۔ معافی اِن شاءاللہ لے کر ہی جائے گا۔ اِن شاءاللہ شک کے بدلے، ثبوت کے طور پر بولا جائے تو دُعا کی تاثیر بدل جاتی ہے۔ انھی سوچوں میں جماعت کھڑی ہو گئی۔ عبداللہ تیزی سے دستر خوان پھلانگتے ہوئے چلا گیا اور جماعت میں شامِل ہو گیا۔ اُسے بعد میں اپنی حرکت کا بڑا دُکھ ہوا کہ دستر خوان پھلانگنا نہیں چاہیے تھا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اگلے روز مفتی صاحب نے اسے بلا بھیجا فجر کے بعد اور کہنے لگے:

''کیا آپ کو بھی بتانا پڑے گا کہ دستر خوان نہیں پھلانگتے۔''

عبداللہ کے منہ سے کچھ نہیں نکلا۔ وہ سوچنے لگا کہ یا اللہ میں کب کب کہاں کہاں کون سی حدیں پھلانگتا ہوں۔ انھی کیا پتہ لیکن آج کے بعد شاید کچھ بھی نہ پھلانگ سکوں کہ ان کا یہ جملہ یاد آئے گا۔

اعتکاف ختم ہونے میں کچھ ہی گھنٹے رہ گئے تھے۔ عبداللہ نے دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے۔

اے اللہ! میں تیرے ہر عیب سے پاک ہونے کے ساتھ ساتھ تیری حمد وثنا بیان کرتا ہوں اور ایسی پاکیزگی وحمد وثنا جس کی تعداد تیری مخلوق کے برابر ہو اور ایسی پاکیزگی وحمد وثنا جس سے تو خوش ہو جائے، اور ایسی پاکیزگی وحمد وثنا جو اپنے وزن میں عرش کے وزن کے مساوی ہو اور ایسی حمد وثنا جسے لکھنے کے لیے اتنی ہی روشنائی درکار ہو جتنی روشنائی تیری تعریف کے جملوں کو لکھنے کے لئے مطلوب ہے۔

اے اللہ معاف فرما دے۔ اعتکاف قبول کر لیں۔ پروردگار لوگ بھول گئے ہیں۔ تُو تو نہیں بھولا۔ اللہ دل پتہ نہیں کس کس کی عبادت میں گرفتار ہے، مجھے سب سے چھُڑا کے صرف اپنا بنا لے۔

اے اللہ، سفر درپیش ہے۔ اذان کی نیت ہے۔ میرے اللہ کمپنی چلا دے پیسوں میں سے تیری راہ پہ بھی لگاؤں گا اِن شاء اللہ۔

اللہ دعویٰ دلیل مانگتا ہے مجھے میرے وعدے پہ قائم رکھیو۔

اللہ کِبر سے بچا، تیرا نام لے لے کے اپنی تعریفیں کرنے سے بچا، تیرے ذمہ کوئی جھوٹ لگاؤں اِس سے بچا، تقویٰ کی تشہیر سے بچا، محبت کے چھٹ جانے سے بچا۔ نعمتوں کے چھن جانے سے بچا۔ تو مولا ہے۔ اَنْتَ مَوْلَانَا۔ میں تیرا بندہ، تجھ سے نہ کہوں تو کدھر جاؤں۔ اللہ پورے مُلک میں کوئی تمیز کا اسکول باقی نہیں بچا۔ اللہ تیاری کرنی ہے۔ مالک جب نوکر کو سبزی لینے بھیجتا ہے تو پیسے دے کے بھیجتا ہے، مجھے بھی پیسے دے، فضل کر، برکت ڈال میرے وقت میں میرے مولا۔ صرف تیرے در پہ بھیک مانگتا ہوں۔

اللہ سائیں، میں ایک ہوٹل میں گیا تو پتہ لگا کہ سالن آپ کوئی سا بھی لے لو روٹی ساتھ میں مفت گریوی میں۔ اے اللہ تو مجھے اپنی معرفت دے۔ اپنی صفتِ علم سے میری ٹریننگ فرما،

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مجھے اِخلاص دے، مجھے اُمت کا درد دے، مجھے اپنے پیارے حبیب ﷺ کی محبت دے، اور گریوی میں دُنیا بھی دے دے میرے مالک۔

اللہ تیری ہی طرف ہجرت کر رہا ہوں تجھے تو پتہ ہے۔

تو قبول فرما۔

آمین۔ثم آمین!

عبداللہ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ ہوائی جہاز میں بیٹھا تھا اور اُس کا قلم پھر چل رہا تھا۔

- یہ گوانتاناموبے سے چھٹنے والا ہر قیدی مولوی کیسے بن جاتا ہے کہ دُنیا گھوم گھوم کے لیکچرز دیتا ہے؟
- یہ امریکہ کی مسجدوں میں جو درس دیتے ہیں کہ سوائے اپنے بیوی بچوں کے علاوہ کچھ نہ سوچو تو اِنھیں اِمام منتخب ہی کون کرتا ہے؟

(ایسے لوگ جو اپنی ذات سے ایک اِنچ آگے نہ سوچ سکیں انھیں امامت ملنی ہی نہیں چاہئے۔)

- ایسا کیوں ہوتا ہے کہ بار بار نماز کی تلقین کرنے کے باوجود نماز نہ پڑھنے والا بچہ، بغیر یاد دہانی کے اسکول کا ہوم ورک کر لیتا ہے؟
- یہ تکبر کی کون سی قسم ہے جس میں بندہ کہتا ہے کہ ''نہیں نہیں، میں اِس قابل کہاں، میں تو ایک گناہگار شخص ہوں؟''
- جو زندگی غفلت میں گزر جائے اس کی سزا کیا ہو؟
- جسے اللہ نہیں ملتا اُسے کون ملتا ہے؟
- جسے اللہ مل جائے اُسے کیا نہیں چاہئے ہوتا؟
- کیسے ہوتے ہیں وہ لوگ جن سے اللہ راضی ہو جاتے ہیں؟
- وہ گناہ جو اللہ کے خوف سے ادھورے رہ گئے ان کا زیادہ ثواب ہے یا وہ نیکیاں جو دِکھاوے میں پوری ہو گئیں؟
- اللہ سے اللہ کو کیسے مانگتے ہیں؟

پائلٹ نے جہاز جان ایف کینڈی ایئرپورٹ پر اُترنے کی اناؤنسمنٹ کی۔

☆.....☆.....☆

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نیا ملک، نئے لوگ، نئی مصروفیات، نئی زندگی، ان تمام نئی چیزوں میں صرف عبداللہ پرانا لگتا تھا۔ امریکہ پہنچ کر گھر لینے، سامان شفٹ کرنے، ڈرائیونگ لائسنس بنوانے، بینک اکاؤنٹ کھولنے، بچوں کے اسکول میں داخلے سے لے کر درجنوں ایسی چیزیں اور اہم کام تھے کہ 3 ماہ کہاں گئے پتہ ہی نہیں لگا۔

عبداللہ جلد از جلد ان تمام کاموں سے فارغ ہو کر اپنی نئی کمپنی پر توجہ دینا چاہتا تھا مگر روزمرہ کے کاموں کی مصروفیت اور خانگی کام اسے فرصت ہی نہ لینے دیتے۔ اُسے جب وقت ملتا وہ کوشش کرتا کہ اپنے کمرے میں بیٹھ کر اپنے آپ کو سنے، اندر کی خاموشی کا شور سب سے زیادہ ہوتا ہے اور عبداللہ کی زندگی آج کل اسی شور میں گزر رہی تھی۔

ٹونی اور مارتھا اور بہت سے لوگ اپنے تئیں ہر ممکن کوششیں کر رہے تھے کہ عبداللہ اور اس کی فیملی کو کہیں کوئی مشکل پیش نہ آئے اور اس کی نئے ملک میں سیٹنگ آرام سے ہو جائے۔ مگر عبداللہ کے ذہن میں اٹھنے والے سوالات اسے چین سے بیٹھنے ہی نہ دیتے۔

وہ سوچتا رہتا کہ کہیں وہ پھر کسی گرداب میں تو نہیں پھنسنے جا رہا، کہیں وہ پھر سے کسی اَن دیکھی TDL کا حصہ تو نہیں بن رہا، کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ دین کا سوچتے سوچتے وہ ایک بار پھر دنیا کے جال میں پھنس گیا ہے۔

جب وہ گھر میں اچھی طرح سے سیٹل ہو گیا، گاڑی مل گئی، کمپنی رجسٹرڈ ہو گئی اور آفس مل گیا تو اس نے سوچا کہ اللہ سائیں کو خط لکھ دے کہ نیت کی گواہی باقی رہے۔

آج عبداللہ نے آفس سے چھٹی لی اور پورا دن کمرے سے باہر ہی نہیں نکلا۔ پتہ نہیں کیا کچھ سوچتا رہا۔ اسے رہ رہ کر اپنی بے مائیگی کا احساس ہوتا کہ وہ جس کام کو کرنے جا رہا ہے اس میں اس

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کو کیا کمال حاصل ہے۔صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات پر کامل یقین اور کچھ نہیں۔

عبداللہ نے لرزتے ہاتھوں اور پُرنم آنکھوں سے لکھنا شروع کیا۔

''اے اللہ سائیں!

کافی عرصہ ہوا، آپ کو خط ہی نہیں لکھا، معافی چاہتا ہوں، میں ٹھیک ہوں، شاید نہیں، پتہ نہیں، میں چاہتا ہوں تیرا بندہ بن کے رہوں، تیرا بن کے رہوں، تیرے لئے جیوں، صرف تجھ سے باتیں کروں اور کچھ نہ کروں، مگر فیملی اور معاش کے دھندے ایسا ہونے نہیں دیتے، بے شک یہ سارے تُو نے ہی عطا فرمائے ہیں اور ان پر لگنے والا ٹائم بھی نیکی میں شمار ہوگا۔تُو میری کمی کوتاہی معاف کر دینا میرے مالک۔

میرے تھوڑے سے اعمال کو بہت کر لینا، میری چھوٹی نیکیوں کو بھاری کر دینا، وہ فارسی میں کہتے ہیں نا''بہ قامت کہتر، بہ قیمت بہتر''۔بس ایسے ہی میرے اللہ میرا خیال رکھ لینا۔

اے اللہ، تُو جانتا ہے میں اس ملک میں خوشی سے نہیں آیا، میں تو یہاں کبھی رہنا ہی نہیں چاہتا تھا، کس کو گوارہ تھا کہ پھوپھی سے اتنی دور ہو کے رہوں، مفتی صاحب کا ساتھ چھوڑوں، اپنے لوگوں سے دور جاؤں۔میرے طالب علم بہت اچھے تھے انہیں پڑھا کر سکون ملتا تھا۔تھوڑے زیادہ جو بھی پیسے ملتے تھے گزارہ ہو جاتا تھا مگر میرے اللہ، تو جانتا ہے کہ کیا ہوا۔میرے لوگ مجھے جینے ہی نہیں دیتے، نہ مرنے دیتے ہیں، نہ کچھ کرنے دیتے ہیں۔جملے کستے ہیں، حسد کرتے ہیں، طنز کرتے ہیں، کامیابی پہ جلن کا شکار ہو جاتے ہیں اور ناکامی پہ تمسخر اُڑاتے ہیں، اور جان سے مارنے کی دھمکیاں الگ وہاں رہتا تو زندگی پریشانی میں گزر جاتی۔خوف، ناکامی اور غربت دماغی صلاحیتوں کو دیمک کی طرح چاٹ جاتی ہیں۔

یہاں اس لئے آ گیا ہوں کہ سکون سے کام کر سکوں، دل لگا کے یکسوئی کے ساتھ۔میں پیسہ دیکھ کے نہیں آیا، نہ ہی ملک کی ترقی و چکا چوند دیکھ کر، تُو تو جانتا ہے میرے اللہ میں تو دو دو ہفتے گھر سے باہر نہیں نکلتا، پیسہ دیکھ کر آتا تو حشر میں کیا جواب دیتا کہ غریب طالب علموں کو اس لئے چھوڑ دیا کہ امیروں کو پڑھا سکوں، نہیں میرے مالک، تُو تو دلوں کو خوب جانتا ہے، میں انہیں ای میل پر Skype پر پڑھا لوں گا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اے اللہ، میں تو اذان کی نیت سے آیا ہوں کہ اپنے کردار اور عمل سے دین کی تبلیغ کر سکوں۔ جہاں دنیا داڑھی والوں کو دہشتگرد اور ہر مسلمان کو متشدد سمجھتی ہے وہاں ایک مثال پیش کر سکوں جو شاید کسی کو ایک بار ٹھنڈے دل سے سوچنے کا موقع دے سکے۔

اے اللہ، میں جانتا ہوں، میں ایک ہوں اور یہاں 320 ملین لوگ بستے ہیں۔ میں کیا اور میرا شمار کیا۔ مگر پھر سوچتا ہوں میں ایک ہوں کس کا، تیرا میرے اللہ، تیرا نام لیوا، تیرا ہی تو دم بھرتا ہوں تیرے ہی سے دوستی کی اُمید ہے، مجھے معلوم ہے تُو تنہا نہیں چھوڑتا، تُو بھولتا نہیں ہے۔

اے نوحؑ کی کشتی کو پار لگانے والے، اے ابراہیمؑ کو آگ سے بچانے والے، اسماعیلؑ کے لئے زم زم نکالنے والے، اے یوسفؑ کی کنویں اور جیل میں مدد کرنے والے، اے موسیٰؑ کی فرعون کے مقابلے میں مدد کرنے والے، اے ایوبؑ کی بیماری میں خبر گیری کرنے والے، اے یونسؑ کی مچھلی کے پیٹ میں مدد کرنے والے، اے چادر والے کی محبت کی قسم کھانے والے، اے بدر کے 313 کے رکھوالے، اے اصحاب صُفّہ کے خُدا، اے میرے اللہ مجھے بھی تنہا نہ چھوڑیو، میں نے ہر ایک سے یہی سُنا ہے کہ تُو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا، میری بھی مدد کرنا۔

میرا نفس، میری نیتوں کا قاتل ہے، مجھے اس کے شر سے بچا مجھ کو مجھ سے بچا میرے اللہ۔ مجھ کو اپنا بنا میرے اللہ۔

اے اللہ، کمپنی بنوا دے پھر اسے فروخت بھی کروا دے۔ اے اللہ مفتی صاحب کی مسجد میں چھوٹے چھوٹے معصوم بچے ہیں، ملک میں بے گھر و بے آسرا بچے ہیں، تُو جانتا ہے نا، میری دوست کو، وہ بے گھر بچوں کیلئے کام کرتی ہے، اے اللہ ایسی یونیورسٹی بنانا چاہتا ہوں جہاں انسان تیار ہوں جہاں ساری سہولتیں موجود ہوں جہاں فیس نہ دینی پڑے اور ملک بھر سے بہترین بچوں کا انتخاب کر کے دنیا کو کچھ ایسے انسان دیئے جا سکیں جو نفع بخش ہوں، نفع خور نہیں۔

اور میرے اللہ کچھ اتنا پیسہ بچ جائے کہ بلو کو دے سکوں اور وہ اس کے لئے اور بچوں کے لئے زندگی بھر کو کافی ہو جائے تا کہ میں سکون سے پڑھ سکوں، تیرا ذکر کر سکوں، کچھ لکھ سکوں۔

بڑی ضرورت ہے دنیا کو دین کی، ان کی اپنی زبان میں، اس بات کی کہ اسلام پر لگائے جانے والے فضول الزامات کا تحقیق کے ساتھ ان ہی کی زبان میں جواب دیا جا سکے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

میرے اللہ، ان لوگوں نے تو امہات المومنینؓ اور پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پر سوالات اُٹھا دیئے۔ اب کون جواب دے، میرے ملک کے لوگ شادیوں، کچہریوں اور دھرنوں سے باہر نکلیں تو کچھ سوچیں نہ، اور یہاں بسنے والے مسلمان پٹرول پمپس، ہوٹل اور کریانے کی دکانیں کھول کے فارغ ہوں تو کچھ کریں۔

میں بالکل فارغ ہوں میرے اللہ، جاب لیس ہوں، تُو Recruit کر لے اتنی بڑی دنیا میں ایک آدھ آسامی تو خالی ہو گی ہی نا موذن کی، تُو اس پہ رکھ لے۔ دل سے اذان دوں گا میرے مالک، روح سے اذان دوں گا، جان سے اذان دوں گا، اپنے خون سے اذان دوں گا، تو ہائر کر لے، تو تربیت کر دے، تُو اذان سیکھا دے۔ اور اس کی آواز کو چار سو پھیلا دے۔

تُو میری لکھائی کو قبولیت بخش، میرے بولنے میں اثر دے، میرے دل میں ذکر دے، میری آنکھ میں حیاء دے، میری شخصیت میں وزن دے کر جب میں اسلام کی بات کروں، تیرے دین کی، تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی، تُو دنیا رد نہ کر سکے، یہ نہ کہہ سکے کہ کہنے والے کا تو کوئی معیار ہی نہیں ہے۔

بات میری نہیں میرے اللہ، میں جن کا ذکر کرنے جا رہا ہوں اُن کی ہی ہے، وہ تو تیرے ہیں۔ میں بھی تو تیرا ہوں، تو وزن ڈال میرے اللہ میرے پلڑے میں، کہ ایک طرف میں ہوں تو پورے ملک پر بھاری پڑ جاؤں۔

اے آسمانوں و زمین کے مالک اللہ، اے وہ اللہ جس کا ذکر سب سے بھاری ہے، کُل کائنات میں واحد ذات جس کے لئے اذان دی جاتی ہے، مجھے وزن دے میری اذان کو دوام بخش اس موذن کی رہنمائی کر، جھوٹ زندگی سے نکال دے کہ تیرا نام لینے جا رہا ہوں، لوگ جھوٹا نہ بولیں، امہات المومنینؓ پر کتاب لکھنے جا رہا ہوں، اس امتی کو اس قابل کر کہ ماؤں پر کچھ لکھ سکوں۔

یہ خط تیرے نام، یہ آواز تیرے نام، یہ قلم کتاب تیرے نام، عبداللہ تیرے نام۔

اللہ اکبر اللہ اکبر

اللہ اکبر اللہ اکبر

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

آج امریکہ میں Halloween ہیلووین کا تہوار تھا۔ مذہبی حیثیت تو اسکی بالکل ہی ختم ہوگئی تھی اگر کبھی کوئی تھی بھی سہی۔ فی الحال تو یہ صرف بچوں کا ایک کھیل بن کر رہ گیا تھا جس میں وہ گھر گھر جا کر ٹافیاں جمع کرتے تھے اور ڈراؤنے کرداروں مثلاً ڈریکولا کے کپڑے پہن کر میک اپ کرتے تھے۔

عبداللہ نے سوچا اچھا موقع ہے پڑوسیوں سے ملنے کا، ویسے بھی عبداللہ کی فیملی اس پورے محلے میں واحد مسلمان اور پاکستانی فیملی تھی کہ یہ بہت امیروں کا علاقہ تھا اور کوئی کوئی ہی یہاں رہنا افورڈ کرسکتا تھا۔

مگر یوٹیوب اور فیس بک بھرے پڑے تھے ان بیانات سے کہ ہیلووین منانا شیطان کو ماننے کے مترادف ہے اور کفر والحاد کے فتوے الگ۔

عبداللہ نے بہت سوچا کہ گھر پہ بچے آئیں گے، پہلی بار کسی مسلمان سے سابقہ پڑے گا، خالی ہاتھ بھیجنا مناسب نہیں، وہ بہت ساری ٹافیاں لے آیا، اس کے اپنے بیوی بچے ٹافیاں لینے چلے گئے اور وہ لگا ٹافیاں بانٹنے۔

جو بھی گھر آیا وہ ٹافیوں کے سائز اور مقدار پر حیران ہوا کہ عبداللہ دل کھول کر بانٹ رہا تھا، کچھ نے تو کہہ بھی دیا کہ انہیں اس گھر سے کچھ ملنے کی اُمید ہی نہیں تھی، عبداللہ نے بچوں کے ساتھ آئے والدین کو بھی سلام کیا اور خیریت پوچھی۔ اس بہانے اس کا پورے محلے سے تعارف ہوگیا اور محلے والوں پر بھی مسلمانوں کا شاید کوئی نیوٹرل امیج بن سکا ہو۔

عبداللہ کو سمجھ نہ آتی تھی کہ صرف کفر والحاد کے فتوے لگا کر اور غیر مسلموں کی ہر ہر چیز کو برا بھلا کہہ کر آپ کیونکر تبلیغ کر سکتے ہیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

داعی کی نظر میں وسعت ہونی چاہئے اور دل بڑا جوان چھوٹی باتوں کو نظر انداز کر کے منزل کو دیکھ سکے۔

عبداللہ آج کی رات سونے لیٹا تو اسے ایک خیال آیا، اس نے جمع ہونے والی ساری ٹافیاں نکال کر بستر پر ڈھیر کر دیں اور لکھنے لگا کہ کس گھر والے نے کون سی اور کس قسم کی ٹافیاں دی ہیں۔ جلد ہی وہ ایک پروگرام لکھنے کے قابل ہو گیا، کمپیوٹر میں جس سے وہ ملنے والی ٹافیوں کو ان کے گھروں سے لنک کر سکتا تھا، پھر اس نے درجنوں کے حساب سے آن لائن پبلک ڈیٹا سیٹس کو کھنگالا اور وہ ٹافیوں کی مدد سے یہاں تک معلوم کر سکا کہ دینے والوں کی سالانہ تنخواہ/ آمدنی کتنی ہے، گھر میں کوئی بچی / بیٹی بھی ہے یا نہیں اور گزشتہ الیکشن میں انہوں نے ووٹ کس کو دیا تھا۔ عبداللہ نے صبح ہونے سے پہلے پہلے ایک مفصل مضمون لکھ کے انٹرنیٹ پر ڈال دیا، اور اس کے بعد زیادہ دیر نہیں لگی کہ اس کے شہر میں اس کا چرچا ہونے لگا، بہت سے دوست بنے، بہت سے ملنے کے لئے آئے اور عبداللہ خندہ پیشانی سے ان کے سوالات کے جوابات دیتا رہا۔

عبداللہ کو اس اجنبی ماحول میں یہ مانوسیت بڑی بھلی لگی۔

ابھی اس تہوار کو گزرے کچھ ہی دن ہوئے ہوں گے کہ عبداللہ کو اپنے ملک سے ایک دوست کی بڑی کڑا کے دار ای میل موصول ہوئی۔

ڈاکٹر عبداللہ!

آپ کے لئے دل میں بڑا احترام تھا اور ایک باطل خیال تھا کہ آپ مسلمان ہیں، مگر آپ کی ہیلووین کی حالیہ ''عیاشیاں'' دیکھ کر اور آپ کے اس تہوار میں جوش وخروش کو دیکھ کر آپ کی دینی بے غیرتی کا احساس ہوا۔

تمہیں پتہ ہے عبداللہ کہ تم اتنے ذلیل وخوار کیوں ہو؟

اس لئے کہ تم سوچتے بہت ہو، لعنت ہو تم پر کہ بھگوڑے کی طرح بھاگ کر منہ چھپائے امریکہ میں بیٹھے ہو، تمہارے ان منحوس سوالات کی وجہ سے تم عبدالستار ایدھی نہ بن سکے، نہ ہی ٹاٹا کی طرح کوئی کمپنی ہی بنا سکے۔

جس دینی بے غیرتی کا مظاہرہ آپ نے کیا ہے اس کی اُمید تو مجھے غیر مسلموں سے بھی نہ تھی، خیر

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ملکی غدار اور غیر ملک کے ٹکڑوں پر پلنے والے ایجنٹس کیسے ہوتے ہیں، آج پتہ لگا۔

''خدا آپ کو جہنم واصل کرے''

عبداللہ کے لئے اس قسم کی ای میلز نئی تھیں نہ طنز و طعنے میں ڈوبی تحریریں نہ ہی کوئی اچنبھے کی بات تھی کہ ملک کے طبقہ اشرافیہ سے اس زبان میں گفتگو ہوگی نہ ہی ملال اس بات کا کہ جہنم کا ایک پروانہ اور ملا۔

عبداللہ پریشان اس بات پر تھا کہ یہ آخر دینی غیرت کہتے کسے ہیں؟

یہ دینی غیرت ہوتی کیا ہے؟ اور اس غیرت کے ہونے نا ہونے سے فرق کیا پڑتا ہے؟

کیا دینی غیرت صرف اس بات کا نام ہے کہ آدمی شلوار قمیض پہن لے؟

سر پر ٹوپی رکھ لے؟

اور دنیا کی ہر ہر چیز کا بائیکاٹ کر دے؟

یا اس بات کا کہ غیر مسلموں سے بات چیت ختم کرے؟ اُن سے اُن کے ملکوں سے، انکی ہر چیز سے نفرت کرے؟

اور پھر بھی دینی غیرت کے الاؤ کی آگ ٹھنڈی نہ پڑے تو چھری اپنے مسلمان بھائیوں پر چلائے، فرقوں میں بانٹے کفر و الحاد کے فتوے جاری کرے، یہ دھارا یونہی بہتی رہی تو ایک دن دنیا میں کوئی بھی غیرت مند نہ بچے گا۔

یہ دینی غیرت کہاں چلی جاتی ہے جب پوری قوم کشکول لئے IMF کے سامنے بھیک مانگتی ہے، یہ دینی غیرت کہاں چلی جاتی ہے جب ورلڈ بینک قسط روک لیتا ہے اور ملک میں بجلی سے لے کر پٹرول تک، اور چینی سے لے کر آٹے تک کا قحط پڑ جاتا ہے۔

یہ دینی غیرت اس قوم میں نظر کیوں نہیں آتی جو اپنے ایک انچ رقبے کے لئے تو ملک سے لڑ جاتی ہے مگر پورے مستقبل کی پلاننگ کسی اور سے کرواتی ہے۔ یہ دینی غیرت کہاں چلی جاتی ہے جب عقلیں گروی رکھوا دی جاتی ہیں۔ ملکی باشندوں کو بیچ دیا جاتا ہے۔ غیر ملکی ملک میں گھس کر میزائل داغ کر چلے جاتے ہیں اور کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا، یہ دینی غیرت کہاں سو رہی ہوتی ہے جب 12 ہزار لوگ سالانہ ملک میں بھوک سے مر جاتے ہیں۔ 1500 سے اجتماعی زیادتی ہو جاتی ہے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سینکڑوں کا ریپ ہو جاتا ہے چرچوں اور مسجدوں میں دھماکے ہو جاتے ہیں۔عبداللہ سوچنے لگا کہ ان دینی غیرت کے دعویداروں کا گریبان نہیں دامن پکڑنا چاہئے۔ پاؤں پکڑنے چاہئیں کہ حضرت خدا کے واسطے رحم کریں۔خود بھی کام کریں دوسروں کو بھی کرنے دیں۔جتنی زندگی میں آپ نے گالیاں اور طعنے دیئے ہیں اتنی دعائیں ہی دے دی ہوتیں تو شاید ایک آدھ دینی غیرت مند آپ کے خاندان سے ہی نکل گیا ہوتا۔

عبداللہ سوچنے لگا کہ جب شخصیت پختہ ہو تو آدمی بھوک اور افلاس کی پرواہ کئے بغیر نظریئے پر کام کرتا ہے۔نظریہ تمام فطری تقاضوں کی طرح ایک ازلی بھوک اور طلب ہے۔جب شخصیت پختہ نہ ہو تو آدمی کو چاہئے کہ آرام وسکون سے ضروریات زندگی پر توّجہ دے۔اور جب معاشی بےفکری ہو جائے تو وژن کی بات کرے۔تحریکوں پر پلی ہوئی قوم جس کا حافظہ آدھے گھنٹے کا نہ ہو سوائے تنقید کے کر بھی کیا سکتی ہے۔

آج عبداللہ کی کمپنی کی بورڈ میٹنگ تھی جس میں کمپنی کی فنانسنگ ،اخراجات اور اسٹافنگ پر بات ہونی تھی، کچھ کلائنٹس کی طرف سے ممکنہ پراجیکٹس بھی زیر بحث تھے۔

عبداللہ نے کمپنی کے بنیادی اصول طے کرتے ہوئے سب پر بات واضح کر دی کہ نہ تو ہم سود پر کوئی پیسہ لیں گے اور نہ ہی کسی ایسے کلائنٹ کے لئے کام کریں گے جس کا شریعت سے براہ راست کوئی اختلاف ہو۔شروع کے ملنے والے کچھ کلائنٹس میں ایک کمپنی تھی جو کہ ڈیٹا سائنس کو استعمال کر کے یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ کون شخص کس قسم کی شراب کو پسند کرے گا تا کہ اُسے آئی فون App کے ذریعے پسندیدہ شراب تجویز کی جا سکے۔ایک اور کلائنٹ چاہتا تھا کہ وہ جوئے کے بزنس میں مدد کریں اور اس جیسے بہت سے پراجیکٹس عبداللہ اپنے بورڈ کے ساتھ رد کرتا چلا گیا۔

اُسے امریکہ میں پہلی شریعہ Compliant بورڈ میٹنگ دیکھ کر بڑی مسرت ہو رہی تھی۔ بورڈ نے بڑا زور لگایا کہ باقی کلائنٹس تو ٹھیک ہیں مگر شراب والے میں کیا قباحت ہے۔ہم تو صارفین کی خریداری کی ہسٹری دیکھ کر صرف یہ بتا رہے ہیں کہ وہ آئندہ کیا خریدنا پسند کریں گے۔اب جہاں وہ ہزاروں دوسری اشیاء پسند کرتے ہیں وہاں شراب بھی سہی۔نہ تو ہم پی رہے ہیں نہ پینے کا کہہ رہے ہیں نہ بیچ رہے ہیں مگر عبداللہ کا دل نہ ماننا تھا سو وہ نہ مانا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ابھی میٹنگ کو ہوئے کچھ دن ہی گزرے ہوں گے کہ عبداللہ سے ملنے اسکے پڑوسی آ گئے، میاں بیوی اور ایک عدد ان کا کتا، میاں بیوی نے ویک اینڈ نائٹ کی مناسبت سے لباس پہنا ہوا تھا اور شراب کی بوتلیں ان کے ہاتھ میں، کہنے لگے ہم کلب جا رہے ہیں سوچا کہ آپ کو ساتھ لیتے چلیں۔ عبداللہ نے کہا جی ضرور، آیئے تھوڑی دیر بیٹھ کے بات کر لیتے ہیں پھر طبیعت میں ہوا تو ضرور چلیں گے۔

عبداللہ نے نہ صرف انہیں گھر میں بلا لیا بلکہ ان کے کتے کو بھی، بِلّو نے کتے کو پیالے میں کچھ دودھ اور کھانا دے کر سائیڈ پر بٹھا دیا۔ وہ عبداللہ پر شدید حیران تھی کہ کہاں تو کل تک وہ شراب کا نام بھی نہیں سننا چاہتا تھا اور کہاں آج گھر میں بٹھا کر شراب پیتا دیکھ رہا ہے۔ مگر وہ ہمیشہ کی طرح صرف دیکھتی رہی۔ عبداللہ نے بات شروع کی۔

آپ لوگوں نے یہاں آ کر بہت اچھا کیا، مجھے آپ کے ملک اور کلچر کے بارے میں جاننے کا بڑا شوق ہے آپ کا ملک بہت اچھا ہے، امن ہے، سکون ہے، اور یہ محلّہ تو مجھے بہت ہی پسند ہے، امریکہ کے دنیا پر کتنے احسانات ہیں، یہ ساری ایجادات، میڈیکل سائنس، کمپیوٹر اور انفارمیشن ٹیکنالوجی اتنی ذہین اور باہمت قوم سے صرف اچھے کی ہی اُمید کر سکتے ہیں۔ یہ قوم لگتا ہے اپنے ہر منٹ کا حساب رکھتی ہے اور خرافات کے لئے تو جیسے اس کے پاس وقت ہی کوئی نہیں ہے۔

پھر مہمانوں نے امریکی کلچر کے بارے میں کچھ دیر گفتگو کی شراب کی بوتلیں ختم ہو چکی تھیں جنہیں بِلّو نے کب کا کچرے میں پھینک دیا تھا اور اس کے بدلے گرین ٹی وہ ان کے سامنے رکھ چکی تھی۔ مہمان جب اپنی کہہ چکے تو کہنے لگے۔

ڈاکٹر عبداللہ، اپنے کلچر اور مسلمانوں کے بارے میں تو کچھ بتایئے یہ کیوں ذرا ذرا سی بات پر سیخ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پا ہو جاتے ہیں۔ یہ کارٹون بنانے والا کیا معاملہ ہے، آپ کا دین کیسا ہے اور آپ کو کیا سکھاتا ہے۔

عبداللہ نے بڑے مفصل انداز سے اسلام کا ایک مختصر مگر جامع تعارف کروا دیا اور رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انسانیت پر خدمات کو بھی تاریخ و جغرافیہ کی روشنی میں بیان کر دیا۔

دونوں مہمان اس گفتگو سے بڑے متاثر ہوئے کہنے لگے دو سوال اور۔ عبداللہ نے کہا جی فرمایئے۔

جی پہلا سوال تو یہ ہے کہ کیا یہ صحیح ہے کہ مسلمان غیر مسلموں سے جزیہ لیتے ہیں اور اگر اسلامی مملکت آ گئی تو وہاں رہنے والوں کی ساری کمائی مسلمان ہتھیا لیں گے؟

اور دوسرا اسلام اتنی چھوٹی عمر میں شادی کی اجازت کیسے دے سکتا ہے۔ یہ تو معصوم بچیوں پر سراسر ظلم ہے۔

سوالات کی نوعیت دیکھتے ہوئے عبداللہ سمجھ گیا کہ ان مہمانوں نے یقیناً اسلام کا مطالعہ ضرور کیا ہے یا کم از کم اسلام کے خلاف لکھے جانے والے مضامین اور انٹرنیٹ بلاگز ضرور پڑھیں ہیں۔ آپ انٹرنیٹ پر موجود تمام بلاگز کھنگال لیں اور اسلام کے خلاف موجود تمام کتابیں اور لٹریچر پڑھ ڈالیں۔ پرنٹنگ پریس کی ایجاد سے آج تک، کوئی لگ بھگ دو سو سالوں میں لکھے جانے والے اعتراضات کی اصل کوئی صرف 30,35 ہی سوال ہیں جس کو ہر دور، ہر ملک میں اسلام کے خلاف لکھنے والوں نے، معترضین اور حاسدین نے گھما پھرا کر بڑھا چڑھا کر پیش کیا۔ کتاب لکھتے وقت تو کم از کم مصنف کچھ حوالہ جات اور مآخذ کا خیال رکھتا ہے، انٹرنیٹ بلاگز پر تو اس قید کی بھی پوری چھوٹ جو چاہے لکھ دو کس نے جانچنا ہے اور کس نے مناظرہ کرنا ہے۔ سوال تو سوال ان پر دیئے جانے والے جواب بھی پڑھ کے آدمی ماتم ہی کر لے تو اچھا ہے۔

نہ سوال لکھنے والے نے کبھی ٹھنڈے دل سے پڑھنے کی کوشش کی اور نہ جذباتی جواب دینے والوں نے ریسرچ کی محنت کی، جس زبان میں آج کل کے نوجوان مشرکین کو جواب دیتے ہیں اس سے بدرجہا بہتر زبان تو دِلّی کی طوائف بولتی تھیں۔

عبداللہ نے لمبی آہ بھری اور مہمانوں سے مخاطب ہوا۔

جناب! طویل بحث ہے انشاء اللہ کچھ لکھ کر ضرور چھپوا دوں گا کچھ آسان باتیں عرض کر دیتا ہوں

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

(عبداللہ نے دل ہی دل میں تین بار یہ دعا پڑھ لی۔) رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ O وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ O وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ O یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ O (سورة طحہٰ :28-25) ترجمہ: اے میرے رب: میرا سینہ کھول دے اور میرے لئے میرا کام آسان کردے اور میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔

اسلامی معاشرے میں غیر مسلم کے Rights مسلمانوں سے زیادہ ہیں۔ان کی جان و مال کا تحفظ اسلامی مملکت کے فرائض میں شامل ہے۔رسالت پناہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر غیر مسلم کا قتل ہوگیا اسلامی مملکت میں تو قیامت کے دن میں ان کا وکیل بن جاؤں گا۔

غیر مسلموں کو اپنے مذہب پر چلنے کی مکمل آزادی ہے،عبادت گاہیں بنانے اور آباد رکھنے کی بھی اور ہر قسم کا پیشہ اختیار کرنے کی بھی جو اسلامی تعلیمات کے منافی نہ ہو۔

جنگ کی صورت میں اسلام اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ ایک غیر مسلم اپنے ہی بھائی بہنوں، ہم مذہب کے خلاف محاذ آراء ہو کہ اس کی دینی حمیت اسے شاید اس بات کی اجازت نہ دے اور ضمیر الگ کچوکے لگاتا رہے۔

تو ایک تو اسے مکمل حفاظت دی گئی دوسرا یہ کہ جو خطرے والا کام تھا اس سے بھی رعایت بخشی گئی تو اس رعایت کی وجہ سے ایک معمولی سا اضافی ٹیکس ہے جسے جزیہ کہتے ہیں اور بس، اگر اسلام اسی طرح غیر مسلموں کی املاک ہڑپ کرتا تو رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین اور صحابہ کرام ؓ اجمعین کو کیا ضرورت تھی کہ یہودیوں سے قرضہ لیں؟

اور جہاں تک اضافی ٹیکس کا سوال ہے یہ تو آج تک رائج ہے، مسلمان تو کیا غیر مسلمان ملکوں میں بھی مثلاً امریکہ میں، کیونکہ میں امریکی شہری نہیں ہوں تو میری تمام تر آمدنی پر اضافی ٹیکس کٹتا ہے اور ٹیکس ریٹرن میں چھوٹ بھی کم ملتی ہے اگر آپ کے بچے امریکن ہوں تو IRS کی Deduction ملتی ہے ورنہ نہیں اور ایسی ہی بیسیوں Treaties تمام ملکوں کے درمیان اقوام متحدہ کے زیرسایہ آج بھی موجود ہیں بلکہ پھل پھول رہی ہیں اب اگر میں یہ کہوں کہ امریکہ غیر امریکیوں پہ ظلم کر رہا ہے یا اُن کا مال ہڑپ کرنے کے درپہ رہتا ہے تو یہ کہاں کا انصاف ہوگا؟

جس قانون جس تہذیب میں آپ رہتے ہیں اُن کے قوانین تو ماننے پڑتے ہیں۔کاش کوئی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مسلمان LAW کا طالب علم ہارورڈ جیسی یونیورسٹی میں آ کے تمام اسلامی قوانین کا موازنہ کرے آج کل کے بین الاقوامی قوانین اور Treaties سے تو یقین جانیئے اگر ٹھنڈے دل سے اور بہترین دماغ سے سوچا جائے تو امریکہ اسلامی قوانین لاگو کر دے۔ ویسے بھی درجنوں ایسے قوانین امریکہ میں آج تک رائج ہیں جو سراسر اسلامی ہیں مثلاً رئیل اسٹیٹ اور پڑوسیوں کے حقوق کا چارٹر ڈ لگتا ہے امریکہ میں کسی مسلمان عالم نے لکھا ہے۔ کاش کوئی اس پر کام کر سکے۔

دوسرے سوال کا جواب تو آپ خود ہی دے سکتے ہیں صرف تھوڑی سی کامن سینس کی ضرورت ہے۔ اجازت اور حکم میں بڑا فرق ہے۔

اسلام بلوغت کے بعد شادی کی اجازت دیتا ہے والدین کی رضامندی کے بعد جسے آپ امریکہ میں Parental Consent کہتے ہیں اس کے علاوہ ہر ملک و معاشرے کی روایات بھی تو ہیں۔ اگر بات صرف اتنی ہے کہ کم عمر میں شادی کی اجازت دینی ہی نہیں چاہئے تو میں آپ سے درخواست کروں گا کہ تھوڑا سا تاریخ کا اور تھوڑا امریکہ کے قانون کا مطالعہ کر لیں۔

اسلام سے پہلے رومن ایمپائر میں شادی کے لئے قانونی عمر 10 سے 14 سال تھی اور قانون تو تھا ہی اشرافیہ کے لئے۔ باندی غلاموں یا نچلے طبقے کو تو کوئی پوچھتا ہی نہیں تھا۔

چوتھی صدی عیسوی تک چرچ میں قانونی عمر 12 سال تک تھی۔

سولہویں صدی کے آغاز میں یورپین ممالک میں یہ عمر 13 سے 16 سال کے درمیان تھی اور امریکہ میں 5 سے 10 سال کے درمیان، تاریخ میں 1689 میں ورجینیا کی ریاست میں 10 سالہ بیویوں کے کئی حوالہ جات موجود ہیں۔ نویں صدی عیسوی میں انگلستان میں قانونی عمر 8 سے 10 سال تھی، اور پندرھویں صدی تک امریکن کالونیوں میں بھی یہی رواج تھا۔ شیکسپیئر کی جولیٹ بھی تو 13 سال کی تھی۔ عبداللہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

جی، آپ کی بات بجا ہے۔ میں ماضی کی بات نہیں کرتا میں تو آج کل کے دور کی بات کرتا ہوں، مہمان نے سوال کیا۔

آج کل کے ماڈرن، پڑھے لکھے، تہذیب یافتہ اور حقوق نسواں کے علمبردار دور میں بھی کیا یہ ممکن ہے کہ 18 سال سے کم عمر میں بچیوں کی شادی کر دی جائے؟

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مہمان صاحب کچھ جوش میں آ گئے، دیکھئے عبداللہ، امریکہ میں شادی کی اوسط عمر خواتین کے لئے 30 سال یا اس سے کچھ زائد ہے۔ یہ 18 کے آس پاس 20,21 سال کی عمر کچھ مناسب نہیں لگتی۔

عبداللہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا کہ ہمیں یہ بتائیں ''کاغذ کے ایک ٹکڑے'' سے آپ کو پریشانی کیا ہے؟

بالکل نہیں، ہمیں تو پریشانی لڑکیوں کی صحت کی ہے کہ وہ اس کم عمر میں جنسی معاملات کو کیسے نبھائیں گی اور حمل کے مراحل کیسے طے کریں گی۔

عبداللہ نے شوخ آنکھوں کے ساتھ اپنی بات جاری رکھی۔

خدایا! آپ جیسے معصوم لوگ تو ملکوں کا سرمایہ ہوتے ہیں، کیا آپ اخبار نہیں پڑھتے؟ ٹی وی، ریڈیو بھی نہیں؟

جناب والا! 1960 تک ڈیلاویئر میں 7 سال کی عمر کی بچی سے جنسی تعلق جائز تھا اگر ماں باپ کی مرضی سے شادی ہوئی ہو۔

سوائے ایک آدھ کو چھوڑ کر آج بھی امریکہ کی تمام ریاستوں میں شادی کی قانونی عمر 16 سال ہے 18 نہیں۔ مساچوسیٹس کی ریاست میں 12 سال ہے۔

انڈیانا، ہوائی اور جارجیا میں 15 اور پینسلوانیا اور نیویارک میں 14۔

کیلی فورنیا میں کم از کم عمر کی تو کوئی قید ہی نہیں ہے۔ اگر ماں باپ کی مرضی شامل ہو تو کسی بھی عمر میں شادی جائز ہے۔ کتنی ہی ایسی ریاستیں ہیں جو عمر کی حد میں مزید کمی کر دیتی ہیں اگر لڑکی حاملہ ہو تو۔

اور جہاں تک جنسی معاملات یا حمل کی مشکلات کا سوال ہے تو امریکہ میں قریباً نصف کے قریب ہائی سکول میں پہنچنے والے ان مراحل سے گزر چکے ہوتے ہیں۔ سال میں کوئی 10 لاکھ بچیاں 13 سے 19 سال کی عمر میں حاملہ ہو جاتی ہیں۔ یعنی ہر ایک منٹ میں 2۔ امریکی حکومت سال کا 40 بلین ڈالر صرف انہی کی دیکھ بھال، بچاؤ اور مشورے اور تعلیم پر خرچ کرتی ہیں۔ حاملہ ہونیوالی ان لڑکیوں سے ان کے ہونے والے بچوں کے باپ شادیاں نہیں کرتے۔ ہر 10 میں سے 8 لڑکے بغیر شادی کے بھاگ جاتے ہیں۔ 89% یہ لڑکیاں اپنی پڑھائی جاری نہیں رکھ پاتیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

یہ بچیاں امریکہ میں ہونے والی پیدائشوں کا 21% بنتی ہیں۔ 1975 تک یہ 52% تھیں آج بھی امریکہ میں 41% بچے شادی سے پہلے پیدا ہوتے ہیں۔

آپ فرما رہے تھے کہ اوسطً عمر 30 سال ہے شادی کی۔

ارے بھائی امریکہ کے اپنے صدر Grove Cleveland نے 2 جون 1886 کو وائٹ ہاؤس کے بلیو روم میں Frances Folsom سے شادی کی جب خاتونِ اوّل کی عمر صرف 21 سال تھی تو آپ کی اوسط سے تو وہ بھی قابل تعزیر قرار پائے۔

آپ لوگوں کی حقائق کے برخلاف انہی تقریروں کی وجہ سے پاکستان، انڈیا اور ایسے ہی کئی ممالک میں شادی کی قانونی عمر 18 سال کر دی گئی ہے مگر آپ کے یہاں نہیں ہے اور مسلمانوں کا ہی رونا کیوں، اندورا، کولمبیا اور پیراگوائے میں آج تک یہ عمر 14 سال ہے، مالی اور انگولا میں 15 سال، میکسیکو، اسکاٹ لینڈ، سیریالیون، گیمبیا، انگلینڈ اور لائبریا میں 16 سال اور ان میں سے کوئی بھی اسلامی ملک نہیں ہے۔

کتنے ہی Duke of England ہیں جن کی شادیاں 16 سال کیا 14 سال یا اس سے بھی کم عمر میں ہوئیں۔

بحث اس بات کی نہیں کہ کون کیا کر رہا ہے میں تو صرف اتنا عرض کر رہا ہوں کہ ہر معاشرے، ہر ملک، ہر طبقہ، ہر تاریخ، ہر جغرافیہ کے اپنے اپنے اطوار ہوتے ہیں اور انکی عزت کرنی چاہئے۔ اگر کوئی کسی مفلوک الحال بچی کے ساتھ ظلم کر رہا ہے تو وہ بلاشبہ واجب التعزیر ہے وہ بھلا پاکستان میں ہو یا امریکہ میں۔

آیئے مل کر Early Teenage Pregnancy پر آئی فون کی کوئی App بناتے ہیں کہ بے چاری بچیوں کا بھلا ہو۔ اسلام اور حقوق نسواں پر پھر کسی روز تفصیل سے بات کریں گے۔

مہمانوں کو عبداللہ نے ایسے جواب کی توقع نہیں تھی، وہ حیران رہ گئے کہ اس شخص کو ملک میں آئے جمعہ جمعہ 8 دن نہیں گزرے اور وہ ان کے اپنے ملک کے بارے میں اتنا جانتا ہے۔

خیر وہ اچھے سے گڈ بائی کہہ کر رخصت ہوئے اور آتے رہنے کا وعدہ بھی کیا۔

☆.....☆.....☆

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اُن کے جانے کے بعد عبداللہ سوچنے لگا کہ قرآن کے مطالعے کے لئے تاریخ اور جغرافیہ کتنا ضروری ہے اور داعی کے لئے لازم ہے کہ اس کا دل وسیع ہو، وہ سوچ رہا تھا کہ اگر وہ صرف کتے یا شراب کو دیکھ کر انہیں گھر میں آنے سے منع کر دیتا تو یہ گفتگو نہ ہو پاتی۔ 3 گھنٹے کی بات میں نہ انہیں ٹائم ملا کہ کلب جا سکیں نہ ہی عبداللہ کو آفر کر سکے۔

عبداللہ سوچنے لگا کہ جب پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہوئے اس کی آنکھوں میں نمی تھی اس کا شاید کچھ نہ کچھ اثر تو مہمانوں کے دلوں پر بھی پڑا ہوگا یا شاید اس کے اپنے ہی دل پر پڑا ہو، شاید وہ بھی کبھی اچھا امتی بن سکے۔

وہ سوچنے لگا کہ کلمہ اور کلمہ طیبہ میں بڑا فرق ہے اور کسی بھی کلمے میں طیبہ کا عنصر نہیں آتا جب تک انسان کا دل اس کام کی فکر میں نہ لگے۔ دعوت میں بسا اوقات تذکیر کسی غافل، شکّی اور مدہوش دل سے ٹکرا کر واپس آ جاتی ہے اور اندر گھسنے کی راہ نہیں پاتی اس لئے ضروری ہے کہ غفلت وقساوت اور شک کے اسباب دور کئے جائیں تا کہ دل پر کچھ اثر ہو۔ وہ سوچنے لگا کہ داعی کے لئے 4 چیزیں ضروری ہیں۔

1- انسان اور انسانیت سے واقفیت

2- زبان پہ مہارت

3- دردمندی اور

4- دل کا ذکر

دنیا میں ایک چوتھائی مسلمان ہیں یعنی 4 میں ایک مسلمان۔ یہ 75% باقی لوگ تھک گئے ہیں اسلام کے بارے میں سنتے سنتے۔ یہ اب اسلام کو دیکھنا چاہتے ہیں، محسوس کرنا چاہتے ہیں۔ جب

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کسی سکول میں 150 بچوں کو ذبح کر دیا جائے اور ماسٹر مائنڈ کا نام CNN پر ''فضل اللہ'' ظاہر ہو، جب کینیا کی یونیورسٹی میں 147 کرسچن طالب علموں کو گولیوں سے بھون دیا جائے اور ماسٹر مائنڈ کا نام ''محمد محمود'' ہو تو آخر دنیا نے بھی کیا قصور کیا ہے کہ وہ ہمیں برا نہ سمجھیں۔ اس دنیا میں اسلام کی تبلیغ زبان سے کیسے ہو سکتی ہے؟

☆.....☆.....☆

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اسلام کی تبلیغ آج کل کے دور میں باتوں سے نہیں ہوگی۔ محض عقل، محض ذہانت، فقط فنِ خطابت، فنِ تحریر باتوں کو پیش کرنے کے طریقے اور دعائیہ کلمات کافی نہیں ہونگے۔ یہ الفاظ کے چناؤ کا نہیں، دلوں کے چناؤ، روحوں کے سنگھار کا موسم ہے۔ یہ موسم ہے اللہ سبحانہ تعالیٰ کی حیرت میں ڈوبنے کا، یہ وقت ہے۔ اس سے مانگنے کا، آہ وزاری کا، گریہ کا، اُن دلوں کا جن سے نکلنے والی دعا وقت کا دھارا موڑ دیتی ہے، زمانے کی کلائی پکڑ لیتی ہے، یہ وقت تعداد کا نہیں استعداد کا ہے۔ یہ وقت کچھ کرنے کا ہے، صرف آباؤ اجداد کے کارناموں پر فخر سے کچھ نہیں ہوگا۔ جو حضرت یا پیر میٹرک کے امتحان میں پاس نہ کرا سکیں۔ (کہ آپ جائیں اور کہیں کہ سوالات کے جوابات تو نہیں آتے مگر میں فلاں فلاں کو جانتا ہوں) وہ قبر کے اِمتحان میں کیا خاک پاس کرائیں گے؟ یہ وقت ہے خود سے کچھ کرنے کا اور اللہ سے مانگنے کا۔

صبر کے جو معنیٰ ہم عمومی طور پر پیش کرتے ہیں یہ وقت اس صبر کا بھی نہیں ہے۔ ویسے بھی صبر بڑا مظلوم لفظ ہے۔ الفاظ کے معنیٰ کبھی وسیع ہو جاتے ہیں اور کبھی محدود اور ہم نے صبر کو ''شکایت نہ کرنے'' تک محدود کر دیا ہے۔ عربی میں صبر جم جانے کو، مقابلہ کرنے کو اور اپنے اصولوں پر قائم رہنے کو کہتے ہیں بھلے کچھ ہو جائے۔

عبداللہ سوچنے لگا کہ کاش بدر کے 313 میں سے آج کوئی ایک صحابیؓ آ جائے تو پوری دنیا کے لئے کافی ہو جائے۔ عبداللہ اسی طرح اپنے اللہ سائیں سے باتیں کرتے کرتے سو گیا۔

☆.....☆.....☆

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عبداللہ نئی کمپنی کی مصروفیت میں پھر سے مصروف ہو گیا مگر ایک تہیہ دل میں کر لیا کہ اسلام کے بارے میں لکھے گا ضرور اور جو بھی فارغ وقت ملا اُس میں اسلام پر اٹھائے جانے والے اعتراضات کا مطالعہ کر کے اُن کی فہرست ضرور بنالے گا کہ شاید کوئی کبھی ان کا جواب لکھ سکے۔

کمپنی کے شروع کے ہی دنوں میں 3 بڑے کلائنٹس مل گئے، ایک ہیلتھ کیئر کا، دوسرا ایجوکیشن کا اور تیسرا رئیل اسٹیٹ کا، عبداللہ دن رات ڈیٹا سائنس کی کتابیں پڑھتا رہتا، وہ ایک وقت میں ایک ہی کام کو اچھے طریقے سے کرنے کا عادی تھا۔

ہلکے ہلکے اس نے کراچی، لاہور اور اسلام آباد میں بھی پروگرامرز کی ایک اچھی ٹیم تیار کر لی تھی، یوں تو وہ ٹیم سے بہت خوش تھا مگر اسے ہمیشہ شکایت رہتی کہ یہ بچے جتنا اچھا کام کر سکتے ہیں اتنا نہیں کرتے، میں ایسا کیا کروں کہ یہ اپنے آپ سے Compete کرنے لگ جائیں، یہ بغیر کسی سپروائزر کے کے اپنے وقت اور کام کو متعین کر سکیں۔ اگر یہ باقی لوگوں کے لئے مثال بننا چاہتے ہیں تو ''مثال'' جیسا کام بھی تو کریں۔ یہ آگے بڑھ کر کیوں نہیں سوال پوچھتے، فیلڈ میں مانے جانے والی حقیقتوں کو چیلنج کیوں نہیں کرتے۔ عبداللہ سوچ رہا تھا کہ وہ ٹیم کے پروگرامرز کو 2 ماہ کے لئے کسی اور ملک لے جائے اور وہاں دن رات لگا کر سافٹ ویئر کا پہلا ورژن بھی بنالے اور انہیں کچھ سیکھا بھی دے۔ وہ چاہتا تھا کہ ان دو مہینوں میں وہ اپنے جیسے 12,15 عبداللہ تیار کر لے۔

عبداللہ کہا کرتا کہ مشین لرننگ ڈیٹا سائنس کی شاہ ولی اللہ ہے اور اگر کسی کو کامیاب Entrepreneur بننا ہے تو اسے شاہ ولی اللہ کی حجۃ اللہ بالغہ ضرور پڑھنی چاہئے۔

☆.....☆.....☆

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

آج وہ صبح سے اپنے کمرے میں بڑے سائز کے وائٹ بورڈ کے سامنے بیٹھا اپنی آنے والی پراڈکٹ کا خاکہ تیار کر رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اِسٹارٹ اپ بھی ایک خالی سفید بورڈ ہوتا ہے۔ آپ کو صرف ایک بات معلوم ہونی چاہئے اور وہ ہے کہ آپ کو کچھ نہیں معلوم۔ اس پورے سفید بورڈ کے درمیان ایک کالا نقطہ آپ کا آئیڈیا ہوتا ہے۔ آپ نے یہاں سے ہر چیز کا کھوج لگانا ہوتا ہے اور ڈھونڈنا ہوتا ہے کہ کب کہاں جا کر کس سے کیا سیکھنا ہے۔ آپ نے ہر بات معلوم کرنی ہوتی ہے مارکیٹنگ سے لے کر فنڈنگ تک، ٹیکنالوجی سے لے کر آپ نے کس کو ہائر کرنا ہے۔ ٹیکس سے لے کر قانونی پیچیدگیوں تک، اور پارٹنرز سے لے کر آپ کے Competitors تک۔ اِس پورے عمل میں آپ بہت ساری غلطیاں کرتے ہیں۔ کچھ ٹھیک ہو سکتی ہیں۔ کچھ نہیں۔ مگر یہ سب چلتا ہے۔ آپ اِس بڑے سفید بورڈ میں سارے خانے بھرتے چلے جاتے ہیں اور پھر انہیں اپنی بہترین صلاحیتیں، بہترین کاوِش، بہترین وقت، بہترین ٹیم اور بہترین دِماغ دیتے ہیں اور آخر میں آپ کے پاس دو میں سے ایک چیز بچتی ہے۔ یا تو ایک اِسٹوری جو آپ دنیا کو سنا سکیں، یا ایک پراڈکٹ جو آپ دنیا کو بیچ سکیں۔ رزلٹ خواہ کچھ ہی نکلے۔ آپ ترقی ضرور کرتے ہیں۔

اس نے سوچا ایسی کون سی پراڈکٹ بنائی جائے جس سے انسان کا بھلا ہو۔ یہ سوچتے ہی اس نے قرآن پاک اٹھایا اور اسی سوچ کے ساتھ وہ پڑھتا چلا گیا۔ قرآن میں انسان کی کون کون سی خامیوں کا ذکر ہے مثلاً وہ جلد باز ہے تو کیا اسے Impulse shopping پر ابھارا جا سکتا ہے۔ کون کون سی خوبیاں ہیں۔ کون سی باتوں کو قرآن نے ذکر کیا ہے۔ قرآن پاک مکمل ہوا تو احادیث کی باری آئی، پھر حجۃ اللہ بالغہ اور پھر مفتی صاحب کے آن لائن بیان، کوئی مہینے بھر کے رت جگے کے بعد عبداللہ اپنی آنے والی پراڈکٹ کا روڈ میپ بنا چکا تھا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اس نے باقاعدہ پلاننگ کی کہ اب اگلے 18 ماہ میں کس طرح، کب اور کیسے اپنی ٹیم کو اس بارے میں بتائے گا۔ آج کل کی نسل کو اسلام سے اپنے آئی فون جتنی بھی مناسبت نہیں۔ وہ ڈرتا تھا کہ اگر سافٹ ویئر ڈیزائن کے پیچھے چھپی وجوہات کا ذکر کرے گا تو یا تو ٹیم چھوڑ کر بھاگ جائے گی یا نوکری سے نکالا جائے گا۔

عبداللہ شب و روز کی لگاتار محنت سے تھک چکا تھا۔ پورے ماہ میں اسکی روزانہ 2 گھنٹے کی بھی نیند اوسطاً نہیں ہوئی تھی۔ اوپر سے ذکر کے لئے بھی کوئی خاطر خواہ ٹائم نہ نکال سکا تھا وہ تو نماز میں پڑھی جانے والی آیات کے بارے میں بھی سوچتا کہ کس آیت سے کون سی پروگرامنگ اصلاح نکلے گی۔

یوں تو یہ عجیب سی بات لگتی ہے مگر قرآن کا مخاطب بھی انسان ہے اور عبداللہ کا سافٹ ویئر بھی انسان کو ہی ٹارگٹ کر رہا ہے تو وہ سوچتا کہ ضرور وہ بہت کچھ سیکھ سکتا ہے۔

عبداللہ نے 3 دن تک کچھ نہ کرنے کا فیصلہ کیا، وہ جب بھی ایک کام سے اُکتا جاتا تو وہ بریک ضرور لیتا، چاہے وہ دنیا کا کام ہو یا دین کا۔

☆.....☆.....☆

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عبداللہ نے آج کافی دنوں بعد مفتی صاحب کو فون لگایا۔

جی مفتی صاحب، کیسے ہیں آپ؟ بس کچھ نہیں، آپ کی آواز سننی تھی۔

نئے ملک اور کمپنی کے خیر خیریت کے بعد مفتی صاحب گویا ہوئے۔

عبداللہ آپ سے 3 چیزیں مطلوب ہیں۔

ایک تو اللہ کا ذکر، اُس میں کوتاہی نہ کریں۔

دوسرا یہ کہ لکھیں، ضرور لکھا کریں۔ اللہ نے آپ کو صلاحیت دی ہے وہ جب چاہے واپس چھین سکتا ہے تو جب تک ہے لکھیں۔ ضرور لکھیں۔

اور تیسرا یہ کہ اپنے آپ کو لوگوں کی نظر اور حسد سے بچائیں، کیسے بچائیں یہ ہم آپ سے پھر کبھی تفصیل سے ذکر کریں گے۔ اللہ آپ کو خوش رکھے۔ اللہ حافظ

عبداللہ کال ختم ہونے پر کافی دیر سوچتا رہا کہ وہ کیا کرے کہ ذکر کے لئے وقت نکل سکے۔ ڈیڑھ سال سے وہ پہلے ہی ذکر پہ تھا لا الہ الا اللہ اور کوئی ایسا ٹائم نہ نکال سکا کہ پابندی سے لگاتار کر سکے۔ جب وقت ملا کر لیا۔ جب مصروف ہوا تو کم کر دیا۔ عبداللہ کے ہاتھ میں اس کی پسند کی کتاب لگ جائے یا لیپ ٹاپ ہاتھ میں آ جائے پھر تو وہ کھانا کھانا تک بھول جاتا تھا۔

عبداللہ نے ہمیشہ کی طرح اس بار بھی بلو سے مشورہ کرنے کا فیصلہ کیا۔

بِلّو بِلّو

عبداللہ دہراتا ہوا نچلے فلور کی جانب لپکا۔

عبداللہ خیر تو ہے؟ آج بِلّو کی یاد کیسے آ گئی۔

بِلّو نے ہنستے ہوئے پھبتی کسی۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بلّو یار تنگ نہ کر، میں پریشان ہوں۔

مفتی صاحب سے بات ہوئی وہ کہتے ہیں ذکر کرو، میرے پاس ٹائم ہی نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں لکھو، اب بتا، مجھے کہاں لکھنا آتا ہے، میں کمپیوٹر سائنس کے علاوہ لکھوں بھی تو کیا لکھوں اور کیوں لکھوں۔ مفتی صاحب کو تو مجھ سے شاید حسنِ ظن ہو گیا ہے۔ لکھوں گا تو لوگ جوتے ماریں گے اور رہی سہی عزت بھی جاتی رہے گی۔

تو بتا، کوئی حل ہے کیا؟

بلّو کچھ دیر کو خاموش ہو گئی، عبداللہ کو ویسے ہی پریشانی تھی، اس نے بلّو کو زور سے چٹکی بھر لی، بس پھر کیا تھا پورے گھر میں عبداللہ آگے آگے اور بلّو پیپسی کی خالی بوتل لئے پیچھے پیچھے، دمے کا مریض عبداللہ کتنا بھاگتا، بلّو نے جلد ہی جا لیا۔

خیر جب ہنس ہنس کے دونوں کا حال برا ہو گیا تو بلو نے کہا۔

عبداللہ، بچوں کو دیکھا کرو، ماں انہیں مارتی ہے مگر وہ ماں کے پاس ہی جاتے ہیں کہ وہ ہی بچا سکتی ہے۔ اللہ سے ڈرتے ہو تو بھاگو مت، اسی کے پاس جا کے بیٹھو۔ اللہ کو اللہ سے مانگ لو۔ ذکر یہ تھوڑی ہے کہ کونے میں بیٹھ کے مالا جپ لی۔ ہر سیکنڈ ہر وقت اللہ سامنے رہے۔ جو بھی کرو نیت اس کو راضی کرنے کی ہو۔ اسی کی رضا آنکھوں کے سامنے ہو۔ وہ موجود ہے اس بات کا گمان دل میں رہے، وہ دیکھ رہا ہے، اس بات کا یقین ہو، وہ تمہیں چاہتا ہے اس بات کو پختہ کر لو۔ عبداللہ لا الہ الا اللہ کا ذکر ملا ہے نا! لا الہ الا اللہ تو اُمید کا کاروان ہے، اس سے ناامید نہیں ہوتے۔ تم بس یہ کرو۔ تمہاری ذات چلتی پھرتی ذکر بن جائے گی۔ جس نے تم کو دیکھا اسے بھی ذکر یاد آ جائے گا۔ جس کو چھوؤ گے وہ بھی تمہارے ذکر میں شامل ہو جائے گا۔ چلتے پھرتے ذاکر بن جاؤ گے۔ عبداللہ، اتنا نہ سوچا کرو بس جتنا ہو سکے وہ کر لیا کرو۔

بلّو کے الفاظ عبداللہ کے دل پر بجلی کی طرح طرح گر رہے تھے وہ سوچ رہا تھا کہ اس نے تو اپنی زندگی کمپیوٹر پروگرامنگ کی نظر کر دی اور ایک یہ کھلنڈری بلّو ہے جو چلتا پھرتا ذکر بنی گھوم رہی ہے۔

بلّو نے بات جاری رکھی۔ دیکھ عبداللہ، مجھے نہیں پتہ تجھے لکھنا آتا ہے کہ نہیں مگر آدمی جس کی مانے سو پوری مانے، مفتی صاحب نے کہا ہے کہ لکھ تو لکھ، زیادہ نہ سوچ، کاغذ قلم اُٹھا اور شروع ہو جا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جس نے کہا ہے وہ جانے اور ان کا رب کہ کیا لکھوانا ہے کس کے لئے اور کیوں۔
ہوسکتا ہے کہ یہ سب کچھ کسی کے لئے بھی نہ ہو، کوئی بھی نہ پڑھے۔ یہ سب کچھ صرف تیرے ہی لئے ہو کہ تو لکھے تو اپنا آپ نظر آئے، آئینے کی طرح اور معلوم ہو کہ ابھی کتنا دور چلنا ہے۔
لکھ لے عبداللہ، جس خدا کے لئے لکھے گا وہ تنہا نہیں چھوڑے گا۔
بِلّو ہنستی مسکراتی اچھلتی کودتی چلی گئی مگر عبداللہ کی آنکھوں سے جو برسات لگی وہ تو رکی ہی نہیں۔

☆.....☆.....☆

www.iqbalkalmati.blogspot.com

آج عبداللہ کی پھر سے بورڈ میٹنگ تھی۔ تمام لوگ کمپنی کی پراگریس سے مطمئن تھے۔ باتوں باتوں میں ایک ڈائریکٹر نے جو خود ایک بڑی ملٹی نیشنل میں وائس پریذیڈنٹ تھے، نے پوچھا: ڈاکٹر عبداللہ، آپ نے جو وہ دہشتگردوں سے بچاؤ کے لئے سافٹ ویئر بنائے تھے ان کا کیا، ایک تو شاید رسک Assessment میں کام آتا ہے اور دوسرا Prediction میں۔

جی وہ تو بس ویسے کہ ویسے ہی پڑے ہیں۔ اپنے ملک میں کوئی لیتا نہیں اور یہاں بیچنے کے لئے تو امریکی شہریت اور ٹاپ سیکورٹی کلیئرنس چاہئے ہوتی ہے وہ میرے پاس ہے نہیں۔

مگر عبداللہ، تمہیں پتہ ہے کہ تم کتنی انسانی جانیں بچا سکتے ہو اسے استعمال کر کے، کیا تم نے کبھی سوچا کہ تم اس کو مفت میں اقوام متحدہ کو تحفہ دے دو۔

عبداللہ نے کہا، مگر سافٹ ویئر انسٹال کرنے کے لئے مشین چاہئے ہوتی ہے۔ ٹرینڈ اسٹاف، سفر کے اخراجات، روزمرہ کی دیکھ بھال۔

ہاں بھئی، یہ سب تو آپریشنل اخراجات ہیں یہ تو اقوام متحدہ دے گا ہی، میں تو صرف سافٹ ویئر لائسنس کی بات کر رہا ہوں۔

جی بالکل اگر ایسا ہو جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے مگر سب سے پہلے اس کا استعمال میرے ملک میں ہو۔

ٹھیک ہے میں بات کرتا ہوں۔ ایڈوائزر نے جواب دیا اور میٹنگ ختم۔

عبداللہ کمپنی کے کام سے نیویارک جا رہا تھا، ہوائی جہاز میں ساتھ بیٹھے مسافر سے بات چیت شروع ہوئی۔ مسافر نے خوشی خوشی بتایا کہ وہ Atheist ہے یعنی کسی خدا پہ یقین نہیں رکھتا۔ عبداللہ نے کہا کہ وہ اللہ پہ بالکل یقین رکھتا ہے، تھوڑی دیر میں اِدھر اُدھر کی باتوں کے بعد مسافر نے ایک

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سوال داغا۔

کیا تم نے کبھی اللہ کو دیکھا ہے؟

عبداللہ نے لمبی سانس لی، آنکھیں جانے کب نم ہوگئیں، اس نے بڑی ٹھری آواز میں جواب دیا۔

نہیں، اب تک نہیں، مگر ایک دن آئے گا جب میں دیکھوں گا اور تم بھی دیکھو گے، فرق صرف اتنا ہو گا کہ مجھے معلوم ہوگا کہ یہ میرا اللہ ہے جس کو میں ساری زندگی یاد کرتا رہا، جس سے ڈرتا رہا، جس کی رضا کے لئے پریشان رہا، جس کی خوشی کے لئے روتا رہا، جس سے گناہوں کی معافی مانگتا رہا، جس کو خط لکھتا رہا، جس سے باتیں کرتا رہا، تم بتاؤ، تم اس دن کیا کرو گے؟

مسافر نے حتی الامکان کوشش کی کہ کوئی جواب بن پڑے مگر یا تو وہ شاید جواب دینا نہیں چاہتا تھا یا عبداللہ کے لہجے کی گرج یا تڑپ تھی کہ اسکی زبان گونگی ہوگئی اور جہاز ایئرپورٹ پر لینڈ کر گیا۔

☆.....☆.....☆

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عبداللہ کو نیویارک کبھی بھی پسند نہ آیا تھا۔ بھاگتی دوڑتی زندگی، نفسانفسی کا عالم، وال اسٹریٹ کا شہر اور پھر اس میں بھوکے بے گھر لوگ، عبداللہ نیویارک کو ہمیشہ منافقتان کہتا اور خوب ہنستا۔

عبداللہ میٹنگز سے فارغ ہوا تو کھانے کی سوجھی، وہ ڈھونڈتا ڈھانڈتا ایک اچھے سے مڈل ایسٹرن ہوٹل میں داخل ہوا۔ عبداللہ نے کاؤنٹر پر کھڑے شخص سے پوچھ لیا کہ کیا کھانا حلال ہے؟ یہ سنتے ہی وہ غصہ ہو گیا۔ کہنے لگا امریکہ میں خوش آمدید۔ یہاں ہم ان چیزوں کی پرواہ نہیں کرتے اور اتنا ٹائم نہیں کہ ایسی باتوں پر فوکس کریں۔ عبداللہ کو بڑی بدمزگی ہوئی وہ بوجھل دل سے باہر آ گیا۔

کچھ دور ہی اُسے Subway نظر آیا جہاں سبزیوں کا سینڈوچ مل جاتا تھا عبداللہ نے وہاں جانے کے لئے چلنا شروع کیا۔ Subway کے باہر اسے 4 کالے امریکی نظر آئے جو لوگوں سے کچھ Penny مانگ رہے تھے کہ کھانا کھا سکیں۔ عبداللہ ہمیشہ کوشش کرتا کہ زندگی میں جب کوئی سخت بات یا واقعہ پیش آ جائے تو وہ فوراً کوئی اچھا کام کر لے۔ وہ کہتا کہ اعمال بھی گیند کی طرح ہوتے ہیں۔ Bounce ہو کر واپس ضرور آتے ہیں۔ اس نے اُن چاروں سے کہا کہ آج میرے مہمان بن جائیں تو مجھے خوشی ہوگی اور چاروں کو لے کر ریسٹورنٹ میں آ گیا۔ ان لوگوں نے اسے بڑی دعائیں دیں۔ ہوٹل میں موجود لوگ عبداللہ کو ایسے دیکھ رہے تھے جیسے وہ کوئی کسی اور دنیا کی مخلوق ہو۔ عبداللہ کا نظریہ تھا کہ اللہ کی زمین پر اگر اچھائی کرو تو برائی نہیں ملتی۔ وہ ہمیشہ نئے شہر میں کوئی نہ کوئی نیکی ضرور کرتا اور کہتا کہ لو بھئی انشورنس ہو گئی، اب فکر نہیں۔

پچھلے واقع کی کدورت دل سے صاف ہو چکی تھی۔ عبداللہ نے سوچا ایک آدھ دن رک کے نیویارک گھوم لے۔ وہ تھوڑا ہی آگے چلا ہوگا کہ اس نے پولیس کو ایک افریقین امریکی کو رگیدتے ہوئے دیکھا وہ اُسے گھسیٹتے ہوئے ہتھکڑی لگائے گاڑی کی طرف لے جا رہے تھے اور وہ چیختے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہوئے کہہ رہا تھا۔

Today is 3rd day I ate! (آج تین دن ہو گئے ہیں میں نے کھانا کھایا تھا)

عبداللہ کو معلوم کرنے میں زیادہ دیر نہیں لگی کہ اس نے پاس والی بیکری سے کچھ چرانے کی کوشش کی اور بیکری والے نے پکڑ کر پولیس کو کال کر دی۔ عبداللہ نے بڑی منت سماجت کی کہ وہ پیسے اس سے لے لیں مگر اس آدمی کو چھوڑ دیں مگر بیکری کے مالک نے چارجز ڈراپ کرنے سے معذرت کر لی۔ کہنے لگا چوری چوری ہے ہر شخص اپنی حالت اور کرتوتوں کا خود ذمہ دار ہے۔ قانونی طور پر یہ بات صحیح ہی ہو مگر عبداللہ کے دل میں اس کا جملہ چبھ سا گیا Today is 3rd day I ate وہ سوچنے لگا کہ حضرت عمر فاروقؓ نے قحط میں چوری کی سزا معاف کر دی تھی۔ یہ کیونکر ممکن ہوا کہ افغانستان و عراق میں جنگوں پر 10 ٹریلین ڈالر لگانے والا امریکہ ایک انتہائی مختصر آبادی کو کھانا نہیں کھلا پاتا، سلیکون ویلی میں دنیا کے کتنے ہی ارب پتی ہیں مگر وہاں بھی لوگ بے گھر اور بھوکے سوتے ہیں۔ اسی امریکہ میں پرابیتو میسا جیسی آبادکاریاں بھی ہیں۔ جہاں رہنے والوں کے کوئی حقوق نہیں۔ عبداللہ سوچتا غلطی کبھی بانجھ نہیں ہوتی۔ اس کے بچے ضرور ہوتے ہیں اور امریکہ انہی بچوں کو آج کل بھگت رہا ہے۔

عبداللہ زیادہ دیر نیویارک میں نہ رک سکا اور واپسی کے لئے ایئرپورٹ روانہ ہو گیا۔ پورے راستے جاوید اختر کی نظم بھوک اسکے دماغ میں سنسناتی رہی۔ وہ سوچنے لگا کہ بھوک کو ایک مکمل مضمون کی صورت میں دنیا میں پڑھانا چاہئے اور اُسے وقت ملا تو وہ اس پر مضمون ضرور لکھے گا۔

☆.....☆.....☆

www.iqbalkalmati.blogspot.com

آج عبداللہ کو ایک یونیورسٹی میں گڈ گورنس پر بات کرنے کے لئے بلایا گیا۔

عبداللہ نے رات بھر خوب تیاری کی اور دنیا کے بہترین دماغوں کو اس موضوع پر پڑھا۔ صبح وہ جانے سے پہلے لیکچر کا مکمل خاکہ بنا چکا تھا۔ مگر وہ جیسے ہی کلاس روم میں پہنچا اس کا دماغ بالکل صاف ہو گیا۔ وہ بڑا پریشان ہوا کہ یا اللہ کیا کروں گا۔ لاج رکھ لے۔ اسٹیج پر بیٹھا ہوں۔ اُسے رہ رہ کر خیال آتا کہ بات کسی اور ٹاپک پہ ہونی چاہئے۔ اسی شش و پنج میں مائیک اس کے ہاتھ میں تھا۔ عبداللہ نے بات شروع کی۔

گڈ گورننس اور دنیا کے ملکوں کو چلانے کے بہترین طور طریقے اور حکومتی معاملات پہ بات کرنے سے پہلے آیئے ایک قدم پیچھے اُٹھاتے ہیں۔ ہمارا جسم بھی تو ہماری مملکت ہے اور اس پر کسی نہ کسی حکومت کا راج ہوتا ہے۔ ہم بڑی محنت کر کے یا تو نفس امارہ کو ووٹ دیتے ہیں جو ہماری مملکت کو برائی کے کاموں میں لگا دیتا ہے یا نفس لوامہ کو جو ہر بری بات پر سرزنش کرتا رہتا ہے۔ ٹوکتا رہتا ہے۔

میں اپنے ہاتھ سے دل کا گلا دبا دوں گا
میرے خلاف یہی سازشوں میں رہتا ہے

آیئے نفسوں کے اس الیکشن کی بات کرتے ہیں، بات کرتے ہیں نفس امارہ اور نفس لوامہ کی تقاریر کی، جلسہ عام کی، بات کرتے ہیں ووٹنگ کے طریقہ کار کی اور بات کرتے ہیں انقلاب کی۔

آیئے بات کرتے ہیں کہ نفس کے خلاف دھرنا کیسے دیا جاتا ہے، اکاؤنٹیبلٹی کیا ہے۔ ٹرانسپرنسی کسے کہتے ہیں اور کیسے آپ دنیا کو ایک اچھی مملکت (انسان) دے سکتے ہیں۔

عبداللہ بولنے پر آیا تو بولتا ہی چلا گیا۔ وہ دو گھنٹوں بعد اسٹیج سے اُترا تو اس کی خوب پذیرائی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہوئی۔تمام طالب علم اور استاد حیران بھی تھے کہ گڈ گورننس کی یہ تعریف تو ان کے لئے بھی نئی تھی۔

عبداللہ پر خود بھی اس لیکچر کا خاصا اثر ہوا۔پہلی بات تو یہ کہ ایسا کبھی نہیں ہوا تھا کہ اس نے تیاری کچھ اور کی ہو اور بولا کچھ اور ہو اور وہ بھی اتنا اچھا۔

دوسرا وہ سوچنے لگا کہ جو کچھ وہ جوش خطابت میں بول آیا ہے اس پر وہ خود کتنا عمل کرتا ہے۔ عبداللہ اپنے کہے ہوئے جملے جیسے جیسے سوچتا چلا گیا اسے اپنا وجود زمین میں گھڑتا ہوا محسوس ہوا۔ نفس امارہ، نفس لوامہ، حدیث دل اکاؤنٹیبلٹی، ٹرانسپرنسی اور اس جیسے نجانے کتنے بڑے بڑے لفظ اب انگارے بن کر عبداللہ کے دل میں سلگ رہے تھے۔نام اور مثالیں شاہ ولی اللہؒ، بایزید بسطامیؒ اور جنید بغدادیؒ کی اور اپنے اعمال، عجب، تکبر وغرور اور تالیوں کے شوق میں فرعون کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔

عبداللہ کو اپنی سانس رکتی ہوئی محسوس ہوئی۔اُسے مفتی صاحب کا جملہ بار بار یاد آتا کہ ''دستر خوان نہ پھلانگنا''۔وہ سوچتا رہا کہ کیا ہو گیا ہے؟اب معافی کیسے ملے۔یہاں وہ اپنے گناہوں پہ رو رہا تھا وہاں تعریفی ای میلز اور میسجز کا سلسلہ جاری تھا۔ایسا پہلے بھی ہوا کہ عبداللہ نے کچھ لکھا اور لکھ کے اپنے کرتوتوں کا ماتم کرنے بیٹھا اور لوگ سمجھتے رہے کہ کیا بات ہے۔کوئی نیک آدمی ہی ایسے لکھ سکتا ہے۔آج اُسے سارے لکھنے والوں اور بولنے والوں اور بیان دینے والوں سے ہمدردی ہو رہی تھی۔اُسے آج پتہ لگا کہ بیان دینے کے بعد اُن کا کیا حال ہوتا ہوگا۔

عبداللہ نے کانپتے ہاتھوں، لرزتی آواز اور روتی آنکھوں سے دعا کو ہاتھ اُٹھائے۔

''اے اللہ سائیں!

دیکھ میں کیا کر آیا ہوں، میں اپنی تباہی کے لئے خود ہی کافی ہوں یا اللہ۔

میں خود تھا اپنی ذات کے پیچھے پڑا ہوا
میرا شمار بھی تو میرے دشمنوں میں تھا

اے اللہ، معاف کر دے۔گیدڑ کی موت آتی ہے تو وہ شہر کی طرف بھاگتا ہے۔بندے کی موت آتی ہے تو وہ Mentor بن جاتا ہے۔اے اللہ کبر جب انگڑائی لیتا ہے تو بندہ Mentor بن جاتا ہے۔میں نے کلاس میں کہا کوئی پریشانی ہو تو مجھے ای میل کر دیں۔میں تو آج تک اپنی پریشانیوں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کو حل نہ کر سکا۔ میرے اللہ تُو ہی مدد کر ان طالب علموں کی، اے اللہ، یہ مصلح بننے کا شوق جو بار بار سر چڑھتا ہے اسے غارت کر دے، مجھے مجھ سے بچا لے میرے اللہ، یہ نفس تو ناک کے نیچے سے شکار کھینچ لیتا ہے۔ میرے اللہ یہ کِبر جو عاجزی پہ پلتا ہے، او میرے مالک یہ غرور جو فقر میں بستا ہے، او اللہ سائیں یہ ''میں'' جو روز منہ کالا کرواتی ہے، اے مالک دو جہان تو واحد ذات ہے جو نفس اور میرے بیچ میں آ سکتی ہے۔ مجھے ان گناہوں سے بچا لے جو نیکی کے روپ میں آتے ہیں۔ اے اللہ، نفس چاہتا ہے کہ شرک کرے، لوگ اِسے پوجیں، اِس کی واہ واہ کریں، اِس سے دعاؤں کی درخواست کریں، اِس کے مرید بنیں، بندہ جب ضبط کر کے اپنے آپ کو اِس سے باز رکھتا ہے تو نفس رُوح سے اِنتقام لیتا ہے اور اِسے کہتا ہے کہ جس طرح لوگوں نے میری پرواہ نہیں کی تُو بھی اپنے مالک کی پرواہ نہ کر اور چھوڑ دے بندگی، تیری صفات کا ذکر اور دعا وہ ہتھیار ہیں جو اِس مڈھ بھیڑ میں بندے کے کام آتی ہیں۔

میرے مالک جب منبروں سے سچ کی سپلائی منقطع ہو جائے تو محلوں سے اولیا اللہ نہیں نکلا کرتے، میرے مالک گناہوں میں حصہ ڈال آیا ہوں۔ میں کہہ رہا تھا کہ مجھے آج کل کی نسل کو دیکھ کر حیرانی ہوتی ہے۔ مالک معاف کر دے۔ اگر آدمی اپنے نفس کو دیکھ لے تو نہ پھر کسی پہ غصہ آئے نہ ہی کوئی حیرانی ہوتی ہے۔ ساری حیرانی اور غصہ اپنے لیے ہی پورا پڑ جاتا ہے۔ اے اللہ مجھے نیکی کی خماریوں سے بچا۔ بے شک گناہوں پہ ندامت اور توبہ کا احساس اس سے کہیں بہتر ہے۔ میرے مالک ساری صلاحیتیں تیری ہی دی ہوئی ہیں۔ یہ ذہانت، یہ حافظہ، یہ طرزِ بیان، یہ تحریر، یہ لکھنے کی سکت، یہ تخیل کی پرواز، تو جب چاہے واپس لے لے اور میں ایک بدبودار بوسیدہ ڈھانچہ باقی رہ جاؤں، میں نے غلط استعمال کیا۔ میرے اللہ، مجھے معاف کر دے۔

اے اللہ، تُو نے حضرت سلیمانؑ کو بہت کچھ دیا اور کہا کہ وہ خرچ کریں تو ان کی مرضی، نہ کریں تو ان کی مرضی، تو ان سے راضی ہے۔ میرے اللہ، مجھ سے بھی بلاوجہ راضی ہو جا۔ تو شہنشاہ ہے، بادشاہ کبھی گن کے نہیں دیتا۔ تو بے نیاز ہے میرے مالک، او اذان کے حق دار اللہ، او وارث و مالک اللہ، ماجد اللہ، جوّاد اللہ، غلطی ہو گئی، شدید ڈرا ہوا ہوں، ملک میں اجنبی ہوں، بہک گیا تھا، درگزر فرما دیں۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اے اللہ، باتونی آدمی ہوں تو چپ لگا دے، باتونی آدمی اگر غلطی سے اپنے آپ سے بات کرلے تو گونگا ہو جائے۔

اے اللہ، تیری قدرت کی تجلی دکھا کہ اس میں محو ہو کے یہ ''میں'' ٹوٹے، اے اللہ، ذکر سے خالی دل اور ذکر سے خالی زبان، بولے بھی تو کیا بولے؟ تو مجھے سکھا کہ میں تجھ سے کیسے معافی مانگوں، مجھے الفاظ دے پھر انہی الفاظ کو میں تیری طرف لوٹاؤں پھر تو مجھے معاف کر دے۔ یہ تو سخاوت، جو دو کبریائی کی تکمیل ہے۔ اور تیرے سوا کوئی نہیں جو یہ کر سکے، کر دے میرے مولا۔

اے اللہ، زبان تو حرف اظہار کا ذریعہ ہے بات تو دل کرتا ہے اس پر نظر ہونی چاہئے اسی پر سے ہٹ گئی معاف کر دے۔

معاف کر دے، میرے مولا۔

محبت میں فنا بھی راستے کی ایک منزل ہے
نہ سر ہو گا، نہ در ہو گا نہ سنگِ آستاں ہو گا
(مولانا عبدالرحمٰن حافظؔ)

☆.....☆.....☆

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عبداللہ کو اس واقع کے بعد سے چپ سی لگ گئی، وہ صبح شام سر جھکائے کمپنی کا کام کرتا رہتا۔ اور رات کو جب موقع ملتا تو اپنے اللہ سے کچھ باتیں کر لیتا کہ دل ہلکا ہو۔ اسے بڑی حیرت ہوتی ان لوگوں پر جو کہتے ہم نے ہر ممکن کوشش کی مگر فلاں کام نہ ہوا، گاہک نہیں ملا، کمپنی نہیں چلی، جاب نہیں لگی، پیسے نہیں ملے وغیرہ عبداللہ سوچتا کہ جس نے تہجد نہیں پڑھی، اللہ سے رو رو کے نہیں مانگا اسے یہ جملہ کہنا ہی نہیں چاہئے کہ I Try My Best کتنی غلط بات ہے۔

وہ سوچتا انسان کو سب سے پہلے اپنے رب سے کنیکٹ ہونا چاہئے، وہ جب Recruit کرے گا تو معاملات خود بخود چل پڑیں گے۔ کہتے ہیں گئے وقتوں میں ایک نواب صاحب تھے۔ شدید جاڑے کے موسم میں نکلے چہل قدمی کو تو غلام ساتھ تھا مگر سردی سے بچاؤ کے لئے تن پر کچھ نہ تھا۔ کسی نے روک کر پوچھا تو غلام نے عرض کی کہ کیا نواب صاحب کو نظر نہیں آتا۔ یہ سن کر ایک مجذوب ڈانس کرنے لگا۔ تو جب اللہ Recruit کر لیں گے تو کام بھی وہی لیں گے اور اس کام کو کرنے کے وسائل بھی وہی مہیا کریں گے۔

مگر سب اسی کی مرضی ہے، کسی کی لائف بھاگ رہی ہوتی ہے تو کسی کی ساکت و جامد رک جاتی ہے۔ وہ سجدے میں جاتا ہے اور واپس نہیں آتا۔ وہ پہ در پہ حیرت کے ایسے مراحل سے گزرتا ہے کہ برسوں بول نہیں پاتا۔ اللہ کی صناعی کا، اُس کی قدرت کا، اس کی کائنات کا وہ نشہ چڑھتا ہے جو حشر میں جا کے اُترے، بظاہر چل پھر رہا ہوتا ہے، کھا پی رہا ہوتا ہے صرف دو نشانیاں باقی بچتی ہیں دیکھنے والوں کے لئے جو پول کھول دیتی ہیں مگر دیکھنے والے بھی کہاں باقی بچے۔

ایک اُن کی آنکھیں جو ہجوم سے ہٹ کر ری ایکشن دیتی ہیں، جب لوگ ہنس رہے ہوتے ہیں تو وہ رو رہی ہوتی ہیں اور جب جنازے اٹھتے ہیں تو وہ جھوم رہی ہوتی ہیں۔ کِسے خبر کون کب کہاں،

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کس حال میں، کس کے پاس بیٹھا ہے۔

اور دوسری نشانی اُن کی دعا،

مگر کبھی کبھار زندگی سہم جاتی ہے، ڈر جاتی ہے، سامنا نہیں کر پاتی، فالج سا لگتا ہے، اس کی مرضی جب تک چاہے رکھے، اس حال میں۔

عبداللہ سوچنے لگا کہ مفتی اور HR منیجر میں کوئی زیادہ فرق نہیں ہے۔ مفتی بھی اصول وضوابط کو دیکھتے ہوئے، شریعت کے قانون کے مطابق، نظم ونسق قائم رکھنے کے لئے فتویٰ دیتا ہے۔ اصل میں جنت اور جہنم میں کون جائے گا سوائے اللہ کے کون فیصلہ دے سکتا ہے۔

عبداللہ کو تین شوق تھے۔ کتابیں پڑھنا، پیسہ کمانا، اور اپنے آپ سے سوال کرنا کہ نفس کی دیکھ بھال رہے۔ وہ پیسہ کمانا چاہتا تھا کہ اس کے خیال میں آج اُمّت کو سب سے زیادہ ضرورت پیسوں کی تھی۔

عبداللہ کی نہ ختم ہونے والی سوچ کو بلّو کی بیماری نے توڑا۔ بلّو کو گردے میں پتھری ہوگئی اور وہ ہسپتال میں ایڈمٹ ہوگئی۔ گھر اور بچوں کی ساری ذمہ داری عبداللہ پر آ گئی۔

اسے رہ رہ کر خیال آتا کہ بلّو کتنی ضروری ہے اس کی زندگی میں۔ اس کی ترقی پر لوگ اُسے شاباش دیتے ہیں یہ نہیں سوچتے کہ اگر بلّو نے تمام تر ذمہ داریاں نہ اُٹھائی ہوتیں تو وہ کب پڑھتا، کب لکھتا، کب کام کرتا، کب اللہ سائیں سے باتیں کرتا۔

عبداللہ جیسے بن پڑا ویسے گھر کے کام کرتا رہا۔ پیزا بنانے سے بچوں کو پک اینڈ ڈراپ دینے تک اور گھر کی صفائی سے لے کر بچوں کے ہوم ورک تک۔ ہمارے معاشرے میں بھی مردوں کو کم از کم ایک دن مہینے میں خواتین والے کام کرنے چاہئیں۔ اس سے ہمیں ان کے ورک لوڈ کا اندازہ بھی ہوتا ہے اور سارے Creative آئیڈیاز بھی آتے ہیں گھریلو زندگی کو آسان اور آرام دہ بنانے کے۔

بچوّں کے ساتھ وقت گزرا تو عبداللہ نے ان سے بھی کئی باتیں کیں مگر اُس کا رنگ نہ بدلا۔ وہ بچوں سے شام کی واک پہ کہنے لگا کہ بچّو مجھے بڑا شوق رہتا ہے کہ تمہارے ساتھ وقت گزاروں، تمہیں دیکھوں۔ بالکل اِسی طرح اللہ کو بھی شوق رہتا ہے اپنے بندوں سے ملنے کا، اور وہ ایسا نماز

www.iqbalkalmati.blogspot.com

میں کرتا ہے۔ دیکھو تم بڑے ہو رہے ہو۔ کپڑوں اور جسم کی پاکیزگی کا خیال رکھا کرو اور نماز میں دل لگاؤ، جس کی نماز اچھی ہو جاتی ہے اُس کے نیکیوں کے مٹکے بھرے رہتے ہیں۔

نماز میں اللہ بندوں سے چھپ کے ملتا ہے، اگر وہ ظاہر ہو تو اس کی روشنی سے بندہ مر جائے۔ اِس لئے ظاہر نہیں ہوتا۔ مگر اِس کے پاس آتا ضرور ہے اور جو خوب دِل لگا کر نماز پڑھتا ہے تو خُدا کی خوشبو اُس کو معلوم ہو جاتی ہے۔ اور اُردو خوب دِل لگا کر پڑھو، ہماری قوم اُردو سے کٹ گئی تو سارا دینی سرمایہ دھرا پڑا رہ جائے گا۔

چلو اب واپس چلتے ہیں مغرب ہونے کو ہے۔

عبداللہ رات کو سونے لیٹا تو اسے اپنے بیٹے کی سکول ٹیچر کی ای میل ملی۔

''مجھے آپ کی بیوی کی علالت کا سن کر بہت دکھ ہوا۔ میں روز صبح آپ کے گھر کے سامنے سے ہی گزر کر سکول جاتی ہوں اگر آپ کے لئے کوئی آسانی کر سکوں تو مجھے خوشی ہوگی۔ میں روز آپ کے بیٹے کو سکول لے جایا کروں گی اور واپس چھوڑ بھی دوں گی۔ مجھے اندازہ ہے آپ اس وقت کتنے پریشان ہوں گے۔

میں آپ لوگوں کے لئے کل رات کا کھانا بنا رہی ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ پورک اور گوشت نہیں کھا سکتے اگر حلال نہ ہو۔ میں آپ کے لئے پاستا اور سبزیوں کا سالن بنا رہی ہوں اور کچھ چاکلیٹ چپ کوکیز۔ اُمید ہے آپ برا نہ منائیں گے اور قبول کریں گے۔ اسی طرح سے شاید میں آپ کے مشکل وقت میں کوئی کام آسکوں۔

پلیز بتا دیں اگر کوئی اور کام ہو تو۔ میرے پاس Vegetable کھانوں کی کئی ایک تراکیب موجود ہیں اور میں کئی روز تک آپ لوگوں کے لئے کھانا بنا سکتی ہوں۔ میں کل سکول سے واپسی پر آپ کے بیٹے اور کھانا ڈراپ کر دوں گی۔ میں گھر کے اندر نہیں آؤں گی مجھے پتہ ہے آپ کمپیوٹر پر مصروف ہوں گے اور میں آپ کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتی۔

دعا گو ہوں کہ آپ کی بیگم کو خدا جلد صحت یاب کرے۔

مسز آرنلڈ''

اگلے روز کھانا بھی آ گیا اور ایک اور پڑوسی گھر پر آ کر سارے بچوں کے کپڑے لے گئی اور دھو کر

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

استری کر کے، طے کر کے، واپس بچوں کے کمرے میں رکھ گئیں۔

عبداللہ، سوچتا رہ گیا کہ یا اللہ کیسے لوگ ہیں، کاش وہ مسز آرنلڈ کی ای میل ہر پاکستانی سکول کے نوٹس بورڈ پر لگا سکتا کہ استاد جب تک بچوں کو ان کے ماں باپ کی طرح نہ سوچیں وہ اچھے استاد بن ہی نہیں سکتے۔

عبداللہ نے خوش خوش ٹیچر کی ای میل فیس بک پر شیئر کی اور کچھ ہی منٹوں میں اسے ''کفار کی محبت'' اور ''امریکہ کے رنگ میں رنگ جانے'' کے طعنے ملنے شروع ہو گئے، ایک موصوف نے تو خاتون استاد کی ''نامحرم ای میل'' تک پر فتویٰ دے دیا۔ جنہوں نے کبھی کتاب کی شکل بھی نہ دیکھی ہو وہ بھی فتویٰ دینے لگ جاتے ہیں۔

عبداللہ کا بس چلے تو وہ پاکستان میں 5 سالوں کے لئے ہر اس فتوے پر قید کی سزا لگا دے جو صاحب علم نے نہ دیا ہو۔

☆.....☆.....☆

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عبداللہ نے بوجھل دل کے ساتھ قلم اُٹھایا اور امریکہ کے مشہور ٹی وی چینل کی ویب سائٹ کے لئے ایک چھوٹا سا مضمون لکھ دیا۔ اسے پتہ تھا کہ لوگوں کے طنز اور باتیں اسے برداشت کرنی پڑیں گی مگر ضمیر کا بوجھ تو ہلکا ہوگا۔ نفس اور ضمیر انسان کے دو اُستاد ہوتے ہیں اور وہ ایک وقت میں کسی ایک ہی کی کلاس میں بیٹھ سکتا ہے۔

مضمون کا عنوان تھا، ''میں مسلمان ہوں، آپکی کیا خدمت کرسکتا ہوں؟''

''میں پچھلے 36 سالوں سے مسلمان ہوں، میں یہاں سوائے اپنے کسی کی بھی نمائندگی نہیں کر رہا۔ میں ایک مسلمان ملک پاکستان میں پلا بڑھا اور آج کل امریکہ میں اپنی کمپنی بنانے کی کوششوں میں لگا ہوا ہوں۔''

جب لوگ مجھے دیکھتے ہیں وہ اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں سوچتے ہیں۔ میں دنیا کو صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ وقت کے ساتھ ساتھ میں اس عام فہم درجہ بندی سے کہیں زیادہ پیچیدہ ہو چکا ہوں۔ اسلام نے پیدائش پر مجھے مذہبی شناخت دی، ملک اور خاندان نے پچھلے 30 سالوں میں رسم و رواج دیئے اور امریکہ نے ماسٹرز اور پی ایچ ڈی کے دوران مجھے سکھایا کہ مجھے دنیا سے کیا چاہئے اور دنیا کو مجھ سے کیا چاہئے۔ میں نے انگریزی امریکی ڈراموں کو دیکھ کر سیکھی اور داڑھی امریکہ میں آنے کے بعد رکھی کہ انسانوں کے اس جنگل میں کوئی تو شناخت باقی رہے۔

میں آج جہاں بھی ہوں اس میں میرے معاشرے کا، میری پڑھائی کا، صحبت کا، ملنے والے مواقع کا، زندگی میں فیصلوں کے انتخاب کا اور تقدیر کا بڑا ہاتھ ہے۔

میں نے اسلام بڑے غیر روایتی طریقے سے سیکھا۔ ملکوں ملکوں کے سفر کے دوران غیر مسلموں نے جو سوالات پوچھے ان کے جوابات کی کھوج مجھے اسلام سے قریب لے آئی۔ یقین جانیئے میں

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

آج زیادہ مسلمان اس لئے نہیں ہوں کہ میں پاکستان میں پیدا ہوا۔ میں زیادہ مسلمان اس لئے ہوں کہ میں امریکہ میں پڑھا۔

میں آج یہ مضمون کسی چیز، کسی بات کا دفاع کرنے کے لئے نہیں لکھ رہا۔ ہم مسلمان اسلام سے اتنا دور ہو گئے ہیں کہ ہمیں خود بھی نہیں پتہ کہ ہم چلے کہاں سے تھے۔ ہم نے اپنی اقدار، اپنے خواب، اپنے اخلاق، اپنے اصول، پسند و ناپسند، جینے کا سلیقہ، مرنے کی ریت، رہبری کے اطوار، تقلید کی مثال سب بھلا دیئے۔

کوئی تعجب نہیں کہ آج دنیا ہمیں تنقید، تعصب اور ناانصافی کی نظر سے دیکھتی ہے۔ اپنی اس حالت کے ہم خود ذمہ دار ہیں۔ ہم ہی نے دنیا کو اپنی حرکتوں سے اس بات کی اجازت دی ہے کہ یہ رویہ روا رکھا جائے۔ صرف اپنے غیر مسلم دوستوں کے لئے ایک نصیحت ہے اگر آپ اسلام کو پڑھنا چاہتے ہیں تو اسلام کو سمجھیں، مسلمانوں کو نہیں۔ مجھے تو اب برا بھی نہیں لگتا جب ایئر پورٹ پر سینکڑوں لوگوں کے بیچ میں سے مجھے ''مزید چیکنگ'' کے لئے علیحدہ کر دیا جاتا ہے، مجھے عجیب نہیں لگتا کہ اُلٹے سیدھے سوالوں کا نشانہ میں ہی کیوں بنتا ہوں اور مجھے دُکھ بھی نہیں ہوتا کہ چبھتے ہوئے طنز اور آر پار ہوتی نظروں کا مسکن میں ہی کیوں بنا۔ مجھے معلوم ہے مجھے ایک لمبا سفر کرنا ہے اپنی کھوئی ہوئی شناخت واپس لانے کے لئے، اپنے وجود کی گواہی کے لئے، دنیا کو یہ باور کروانے کے لئے کہ میں کس طرح اسے فائدہ پہنچا سکتا ہوں، اور دنیا مسلمانوں کے بغیر کیا رہ جائے گی۔

اُمتوں کا مزاج صدیوں میں بنتا ہے، اتنی جلدی کیا ہے، مجھے وقت چاہئے۔ میں اس پر لگا ہوا ہوں۔ طوفان یا سیلاب، بارش یا آگ، سردی یا گرمی، ورک ڈے یا چھٹی، دن یا رات، میں لگا ہوا ہوں اور میں جلد یا بدیر آخر اپنی منزل کو پا ہی لوں گا اور پھر میں اچھا بھی لگوں گا دنیا کے سوالات کا جواب دیتے۔

تھوڑا صبر کریں، کچھ مہلت دیں، ایک دوسرا موقع، کہ ہم سوچ سکیں کہ کیا کر بیٹھے ہیں، کہاں پر غلطی ہوئی، کہاں پر بہکائے گئے، کہاں راہزنوں نے لوٹا، کہاں چلے گئے، کہاں لوٹ جانا تھا، کیسے بہتری لائیں، جس دن ہم یہ سیکھ گئے اس دن ایک بہترین دنیا ہوگی، میرے لئے، آپ کے لئے، ہم سب کے لئے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

میں اُس دنیا کا خواب دیکھتا ہوں جہاں مسلمانوں کو یہ نہ بتانا پڑے کہ ہم کون ہیں، کہاں سے آئے ہیں، کیا کرتے ہیں اور ہم آپ کی مدد کیسے کریں؟

ٹونی اور مارتھا عبداللہ کی باتوں کو بہت سنجیدگی سے نوٹ کرتے، انہیں بڑی حیرانی ہوتی کہ اچھا خاصا دنیادار بندہ اچھا بھلا کام کرتے کرتے یہ کن سوالوں اور جوابوں کی دنیا میں نکل جاتا ہے۔ یہ آخر اپنی زندگی کو کیوں خود ہی مشکل بنا رہا ہے؟ لائف کو انجوائے کرے، سب چلتا ہے۔

آج جمعہ کا دِن تھا، دونوں نے فرمائش کی کہ ہمیں بھی مسجد لے چلو، ہم بھی تو دیکھیں کہ کون ہے جو تمہاری نیندیں حرام رکھتا ہے۔۔

عبداللہ نے سوچا اچھی بات ہے، نماز ہدایت وتوفیق کی دعا کا نام ہے، چلیں گے تو کچھ اچھا ہی سیکھ کر آئیں گے، وہ ڈرتا ڈرتا انہیں مسجد لے گیا کہ کوئی کسی قسم کا جُملہ نہ کس دے۔ آج اِمام صاحب نے بڑا شاندار بیان دیا ہے کہ قرآن میں اِنسان کی تعریف کیا ہے، ٹونی نے عبداللہ اور مارتھا نے بلّو کے ساتھ پہلی صف میں نماز ادا کی۔

ٹونی کو خطبہ بہت پسند آیا وہ کئی عرصے تک عبداللہ سے کہتا رہا غصّہ نہیں کرنا چاہئے، قرآن نے اِس سے منع کیا ہے۔ عبداللہ سوچتا رہا کہ مجھ سے زیادہ خطبہ تو اِس نے یاد کر لیا ہے۔

مسجد سے نِکلتے وقت عبداللہ کی نظر دروازے کے پاس بیٹھے ایک شخص پر پڑی، وہ کونے میں بہت اُداس بیٹھا ہوا تھا اور بار بار نظر اُٹھا کے آسمان کو دیکھتا تھا، عبداللہ کو لوگوں میں پتہ نہیں کیا نظر آ جاتا تھا، وہ کہا کرتا تھا مظلومیت دِل تک محدود نہیں رہتی، آدمی کا پورا وجود مظلومیت کی گواہی دیتا ہے۔ عبداللہ اُس کی طرف جانے کے لئے بڑھا تو پاس کھڑے شخص نے ٹوکا کہ یہ آدمی 2 سال جیل میں کاٹ کر آیا ہے۔ لہٰذا مسلم کمیونٹی نے اِس کا ''سوشل بائیکاٹ'' کر رکھا ہے تم بھی وقت برباد نہ کرو۔

عبداللہ کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی جیسے اُس نے کوئی لطیفہ سُن لیا ہو، اُس نے جلدی سے ٹونی اور مارتھا کو خدا حافظ کیا اور خاموشی سے اس شخص کے ساتھ جا کر بیٹھ گیا۔ کوئی 15 منٹ گزر گئے مگر اس شخص نے تو جیسے بات نہ کرنے کی قسم کھائی ہوئی تھی۔ عبداللہ کو بھی کوئی جلدی نہیں تھی وہ جمعہ کی چھٹی کرتا تھا کام سے۔ جب مسجد خالی ہوگئی تو وہ شخص جانے کے لئے اُٹھا تو عبداللہ نے ہاتھ پکڑ کے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سلام کیا اور کہا بھائی بہت بھوک لگی ہے، اکیلے کھانے کا جی نہیں چا رہا، آپ ساتھ چلو گے تو بڑا احسان مند رہوں گا، اس شخص نے سر ہلا کے حامی بھر لی۔

کھانا کھاتے ہوئے اُس شخص نے عبداللہ سے کہا۔

لگتا ہے نئے آئے ہو، کمیونٹی نے میرا بائیکاٹ کر دیا ہے۔ میں 2 سال جیل میں رہ کر آیا ہوں، اچھا آدمی نہیں ہوں، تم بھی آئندہ نہ ملنا۔

عبداللہ نے کہا، ارے واہ! چلیں ہاتھ اُٹھائیں میرے واسطے دعا کر دیں، اللہ مجھے آپ کے صدقے سے قبول کر لیں۔

آدمی حیران و پریشان عبداللہ کو دیکھتا رہا، کہنے لگا سماعت میں خلل ہے کیا، عمرہ کر کے نہیں جیل سے آ رہا ہوں، تم دعا کا کہتے ہو۔

عبداللہ نے کہا، دیکھیئے جناب جیل میں تو آدمی تنہا ہوتا ہے۔ اوپر خُدا ہوتا ہے اور نیچے اُس کا پچھتاوا، اِس حالت میں کوئی 2 سال گزار دے تو اُوروں کی زندگیوں پر بھاری ہے۔ آپ نے خوب دل لگا کے یکسوئی کے ساتھ دعائیں مانگی ہونگی۔

اُس شخص نے گھورتی آنکھوں سے بے یقینی کی سی کیفیت میں عبداللہ کو دیکھا اور کہنے لگا کہ آپ فلاں آدمی کو تو جانتے ہونگے۔ مسجد میں بڑے مشہور ہیں اور بڑا پڑھا لکھا ہے انہوں نے اِسلام کو۔ وہ تو ابھی کہہ رہے تھے کہ ''مِسٹر قدرت تم سے اِنتقام لے گی، اللہ بُھولتا نہیں ہے وہ بدلہ لے گا اور جہنم میں فلاں فلاں سزائیں ملیں گی اور اللہ بڑا ہے اِس بات سے کہ وہ تم جیسے لوگوں کو سُنے وہ بے نیاز ہے۔'' اب کیا کہو گے عبداللہ۔ انہوں نے تو حدیث سے بھی اور تفسیر سے بھی ثابت کر دیا کہ میری دنیا بھی گئی اور دین بھی۔

عبداللہ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی لگ گئی، وہ کہنے لگا سبحان اللہ، اگر اللہ نہیں سُنے گا تو ہے کون کائنات میں جو سُنے۔ وہ سمیع و بصیر ہے۔ آپ فکر نہ کریں ان صاحب کو علم کی بدہضمی ہو گئی ہے۔ جہالت سے گمراہی آتی ہے۔ علم سے کِبر آتا ہے۔ جہالت کی گمراہی کا علاج بہت آسان ہے، علم کے کِبر کا بڑا مشکل ہے۔ اندھیرے میں کسی کو نظر نہ آئے تو آدمی روشنی کر دے، روشنی کسی کو اندھا کر دے تو کیا کِیا جائے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جو شخص اللہ کو جانتا نہیں ہے وہ آخر تفسیر بیان کرتا ہی کیوں ہے۔ اللہ کسی مصلحت کا محتاج نہیں ہے، وہ پاک ہے اِس بات سے کہ بدلہ لے۔ ہم دِن میں 60 سے 80 ہزار بار سانس لیتے ہیں، ڈیڑھ سے دو لاکھ مرتبہ دِل دھڑکتا ہے، عین گناہ کے بیچ میں وہ چاہے تو سانس روک لے، دھڑکنیں آگے پیچھے کر دے، مگر وہ دیکھتا رہتا ہے کہ بندہ واپس آ جائے، توبہ کرے۔ آپ فکر نہ کریں، اللہ معاف کرے گا، جو کتاب شروع الحمدللہ سے ہوتی ہے۔ یہ چاہتے ہیں کہ بندہ اس سے بھی نا اُمید ہو جائے؟ یہ کوئی ٹھیکیدار ہیں اللہ کی رحمت کے کہ لوگوں کو اِس سے بھی محروم کر دیں؟ خیر عبداللہ نے بڑی ہمت بندھائی اُس شخص کی، اس کی حتی الا امکان مالی مدد کی اور وعدہ لیا کہ وہ آج سے نئی زندگی کا آغاز کرے گا۔

اُس کے جانے کے بعد عبداللہ سوچنے لگا کہ کیا اِسلام میں صرف اندھے گاؤں میں کانڑا راجہ کے مصداق صرف کانڑے رہ گئے ہیں۔ اِن جذباتی لوگوں کو پتہ نہیں کہ اُسی اللہ کے پاس واپس جانا ہے اُس نے پوچھ لیا تو کیا کہیں گے؟

جذبات اور صرف جذبات، ہر وقت ایک Emotional Pull چاہئے۔ سان فرانسسکو کے بیٹ مین بچے کی طرح جس نے مرنے سے کچھ روز قبل خواہش کی کہ اُسے بیٹ مین بننا ہے۔ پورا شہر بند ہو گیا اور لاکھوں ڈالر خرچ ہوئے۔ دنیا نے پیسے لٹائے کہ بچہ نظر آ رہا تھا اور اِسی دنیا میں ہزاروں بچے روز مرتے ہیں مگر کیونکہ ان کی اِسٹوری اتنی دلچسپ نہیں ہوتی لہٰذا اُن کے لئے کسی کے پاس کچھ نہیں ہوتا۔ یہ جذبات نبوّت سے ٹکرا جائیں تو نبوّت فارغ اور اللہ سے ٹکرا جائیں تو اِسٹیٹ اور چرچ الگ الگ ہیں کا راگ الاپنا شروع۔ عبداللہ ایک بار پھر دکھی دل کے ساتھ عصر پڑھنے چلا گیا۔

☆.....☆.....☆

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

آج عبداللہ کی سان فرانسسکو کی فلائیٹ تھی وہ ایک ڈیٹا سائنسز کی کانفرنس میں شرکت کے لئے وہاں جا رہا تھا۔ فلائیٹ کے پہلے کنکشن میں بزنس کلاس میں ایک بوڑھا آدمی اس کے ساتھ بیٹھا تھا۔ بات چیت شروع ہوئی۔ عبداللہ ایک کتاب پڑھ رہا تھا اور اسے جلد از جلد ختم کرنا چاہ رہا تھا، لہٰذا رسمی باتوں کے بعد چپ ہو رہا۔ اُس شخص نے کئی بار ہمت کرنے کی کوشش کی مگر عبداللہ ہوں، ہاں سے آگے نہ گیا۔

جب فلائٹ نے ہیوسٹن لینڈ کیا اور مسافر جہاز سے نکلے تو عبداللہ کو معلوم ہوا کہ ساتھ بیٹھا شخص ریاست ٹیکساس کا گورنر تھا۔ کافی لوگ ایئر پورٹ پر ان سے ہاتھ ملاتے رہے۔

عبداللہ نے جلد ہی اپنا دوسرا کنکشن پکڑا اور جہاز سان فرانسسکو کی طرف روانہ ہوا۔ مگر وہ راستے بھر سوچتا رہا کہ کیا اس کا رویہ، سوالات و جوالات ایسے ہی ہوتے اگر اُسے پہلے سے پتہ ہوتا کہ ساتھ والا شخص کون ہے۔ جواب 100% نفی میں آیا۔ عبداللہ سوچنے لگا کہ کتنا ضروری ہے کہ آپ جس سے بات کر رہے ہیں جس سے سوال کر رہے ہیں اس کے بارے میں جانتے بھی ہوں۔ جتنی جانکاری زیادہ ہوگی گفتگو اتنی ہی بامعنیٰ ہوگی اور جتنی اس کے بارے میں جاننے کی طلب ہو گی اتنا ہی سوالوں پر نکھار آئے گا۔

وہ سوچنے لگا دعا کے لئے اللہ کو جاننا کتنا ضروری ہے۔ ہم نے تو بھلا ہی دیا ہے کہ دنیا کو بنانے والا اور دنیا کو چلانے والا ایک ہی ہے۔ وہ دنیا بنا کے بھول نہیں گیا ہے۔ وہ سوچنے لگا کہ Entrepreneurship کے ہر کورس میں سورۃ الضحیٰ لازمی پڑھانی چاہئے۔ اللہ سائیں بار بار کہتے ہیں تیرے رب نے تجھے چھوڑا نہیں، بیزار نہیں ہوا، تیرا رب تجھے جلد ہی عطا کرے گا کہ تو خوش ہو جائے، کیا اس نے تجھے یتیم نہیں پایا، پھر جگہ دی، بے خبر نہیں پایا پھر راہ دکھائی، تنگ دست

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نہیں پایا پھر بے نیاز کیا۔

بقیہ سفر دعا میں گزر گیا کہ اے اللہ مجھے آج تک اتنی فرصت نہ ملی کہ تجھے ہی جان سکتا، مجھے معاف کر دے میرے مالک! مجھے معاف کر دے۔

کانفرنس میں پہنچتے ہی لوگ عبداللہ کے پاس آئے، کسی نے اُس سے حلال کھانے کے ریسٹورنٹ کے بارے میں پوچھا تو کسی نے قبلہ کا رُخ، کتنی عجیب بات ہے کہ لوگ صرف شکل سے ہی گمان کر لیتے ہیں کہ کس کے پاس کونسی معلومات ہوں گی۔

عبداللہ سوچنے لگا کہ رول ماڈل بننا یا نہ بننا کوئی چوائس نہیں ہوتی، آپ ہر وقت کسی نہ کسی کے تو رول ماڈل ہوتے ہی ہیں، کوئی طالب علم، کوئی کولیگ، اور کچھ نہیں تو کوئی دوست، آن لائن فرینڈز، بیوی، بچے، سوال تو یہ ہے کہ آپ کس قسم کا رول ماڈل بننا چاہتے ہیں۔

دنیا کو بھی شاید کسی رول ماڈل کی تلاش ہے، کسی بھی شخص کو رول ماڈل بنائیں گے تو آخر میں Frustate ہو جائیں گے سوائے رسالت پناہ صلی اللہ علی وسلم کے مگر یہ بات انہیں ان کی زبان میں سمجھائے کون؟

عبداللہ کو کامیاب لوگوں کی بائیوگرافی پڑھنے کا بڑا شوق تھا، شاید ہی کوئی نوبل پرائز ونر ایسا ہو جسے عبداللہ نے نہ پڑھا ہو، اس کے علاوہ اپنی فیلڈ کے لوگ مثلاً بل گیٹس، اسٹیو جابز اور ورلڈ لیڈرز مثلاً نیلسن منڈیلا، محمد علی جناح، مہاتما گاندھی۔

وہ کچھ باتوں پہ بڑا حیران ہوتا۔

پہلی تو یہ کہ بظاہر نظر آنے والی صلاحیتوں کا لئے جانے والے کاموں سے کوئی خاص تعلق نہیں ہے۔ نہ ہی اس شخص کے پاس موجود وسائل کا۔

مثلاً تاریخ اُٹھا کے دیکھیں تو کتنے بڑے بڑے کام مفلوک الحال، لاغر اور کوئی بہت زیادہ صحت مند لوگوں نے انجام نہیں دیئے۔

مادام کیوری کو 2 بار نوبل پرائز ملا، ان کے پاس کھانے تک کے پیسے نہیں ہوتے تھے، سردی میں ٹھنڈ سے بچنے کے لئے کچھ میسر نہ تھا، فرنیچر اوڑھ لیتی تھیں تو جسم پر نشان پڑ گئے تھے۔

اسٹیو جابز کو ان کا باپ حمل کے دوران ہی چھوڑ گیا تھا اور وہ راستوں سے بوتلوں کے خالی ڈبے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اُٹھاتا تھا۔

بل گیٹس کا بچپن ہو یا صدر اوباما کا، عبدالستار ایدھی ہوں یا صدرالدین ہاشوانی کوئی بھی منہ میں سونے کا چمچ لے کر پیدا نہیں ہوا۔

آپ گاندھی جی اور جناح صاحب کو دیکھ لیں، کبھی کبھی ہنسی آتی ہے کہ قدرت نے 2 کمزور ترین آدمیوں کو پورے برصغیر میں چُنا۔

ایک حبشی غلام کو بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا درجہ دے دیا گیا تو چوروں کے سردار ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی ٹھہرے۔

نوبل پرائز ونرز کی سوانح حیات پاکستان کے ہر اسکول کی لائبریری اور کورس کا حصہ ہونی چاہئے۔

کوئی تو بات ہے، ذہانت، صلاحیتوں اور علم کے علاوہ جس کی وجہ سے بندہ چُن لیا جاتا ہے۔

دوسری کامن بات عبداللہ کو جو حیران کرتی وہ ان ہستیوں کی پرورش ہے۔ عرصے تک گمنام ہی رہتے ہیں، زمانے کے اونچ و نیچ سے گزرتے، مشکلات و آزمائشیں جھیلتے پروان چڑھتے رہتے ہیں اور پھر ایک دن سورج کی طرح ایسے طلوع ہوتے ہیں کہ رہتی دنیا تک زوال نہ ہو۔

ایک اور بات کہ بہت سے کامیاب و مشہور لوگوں کی خانگی زندگی کوئی بہت اچھی نہیں گزری، بہت سوں کی تو علیحدگی ہی ہوگئی۔ خواہ وہ امریکی صدر الگور ہوں یا اسٹیو جابز، مائیک ٹائی سن ہوں یا نیلسن منڈیلا۔ اِس زاویے سے دیکھا جائے تو رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت برداشت اور صبر دنیا میں سب سے زیادہ ہے اور اُمہات المومنینؓ کی دل کی وسعت بھی سب سے زیادہ، ایک کامیاب آدمی کے ساتھ زندگی گزارنا کہ دو جہاں ان کی تعریف کرے اور آپ کا ان سے کوئی موازنہ ہی نہ ہو، دل گردے کا کام ہے۔ جو مٹ جائے وہ نبھائے ورنہ تو دنیا بھری پڑی ہے ان مثالوں سے۔ وہ سوچتا کاش کوئی اس ٹاپک پر اس کے ساتھ کام کر سکے کہ اسے عربی نہیں آتی اور کتابوں کا ایک وسیع ذخیرہ جس سے اسے مدد مل سکے عربی میں ہے۔

☆.....☆.....☆

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عبداللہ واپس اپنے شہر پہنچ کر کمپنی اور اس کے کاموں میں مصروف ہو گیا۔

اُس نے ڈیٹا سائنٹسٹ کیسے بنتے ہیں پر ایک مضمون بھی لکھ دیا۔ وہ چاہتا تھا کہ کچھ تو اچھے ڈیٹا سائنٹسٹ تیار ہو پائیں تا کہ وہ کھل کے کام کر سکے۔

دن گزرتے چلے گئے اور عبداللہ اپنے کاموں میں مگن، کبھی فرصت مل جاتی تو مفتی صاحب سے بات کر لیتا یا کمرہ بند کر کے آنکھیں بند کر کے اپنی تسبیح پڑھتا رہتا، ایسا کرنے سے اُسے بہت سکون ملتا۔

☆.....☆.....☆

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

آج جمعہ کا دن تھا، عبداللہ نے ہر جمعہ کی طرح سورۃ کہف مکمل کی اور مسجد چلا گیا۔ یہاں کی مسجد اسے بہت پسند تھی، امام صاحب بھی نپی تلی بات کرتے تھے اور بلاوجہ کی جذباتیت سے دور ہی رہتے تھے۔ نماز سے فارغ ہوا تو پچھلی صف میں دو آدمیوں کو لڑتے پایا۔ وہ بہت اونچا بول رہے تھے۔ غالباً کوئی پارکنگ کا مسئلہ تھا کہ ایک نے گاڑی لگا دی جب کہ دوسرا لگانا چاہتا تھا۔ اتنی سی بات مگر لہجوں اور جملوں سے یوں لگتا تھا کہ جیسے آسمان ٹوٹ پڑا ہو۔ غیظ و غضب کا یہ عالم کہ شاید ایک دوسرے کو جان سے ماردیں تو بھی چین نہ آئے۔ خیر لوگوں نے آ کے بیچ بچاؤ کرا دیا۔ عبداللہ سوچنے لگا کہ کسی اور کے دل میں غیظ و غضب رکھ کے آدمی دعا میں رحم کیسے مانگتا ہے۔ اُسے آپس میں لڑتے ہوئے مسلمان بالکل بھی پسند نہیں تھے۔

اس پر طرہ یہ کہ ہر شخص جج کا کردار ادا کرنے آ پہنچتا ہے۔ مصلح بننے کا شوق انسان کی بدترین عادتوں میں سے ایک ہے۔

عبداللہ بھاری دل کے ساتھ گھر واپس آ گیا۔ دل بہلانے کو سوچا کہ یوٹیوب پر کوئی اسلامی بیان سن لیا جائے۔ تفسیر سننے سے وہ ڈرتا ہی تھا کہ جس تعداد میں مفسر قرآن انٹرنیٹ نے پچھلے 10 سالوں میں پیدا کئے اتنے تو اُمت مسلمہ 14 سو سالوں میں نہ کر سکی۔

خدا خدا کر کے کچھ لیکچرز ملے، عبداللہ نے سننا شروع کیا۔ بہت اچھے لیکچرز تھے۔ کوئی آئیڈیل مسلمان کا زائچہ کھینچ رہا تھا تو کوئی شرم وحیا کی باتیں بیان فرما رہا تھا، کوئی اسلاف کے کارناموں کی گنتی کر رہا تھا تو کوئی آج کل کے مسلمانوں کو ملائکہ سے افضل قرار دے رہا تھا۔ کسی نے زندگی بھر جھوٹ نہ بولنے کی قسم کھائی، تو کسی نے صاحب ترتیب اور کئی عشروں کی تہجد نہ چھٹنے کا یقین دلایا۔

کوئی کہہ رہا تھا کہ سدھار اوپر سے آئے گا جب اہل و ایماندار حکمران آئیں گے تو کوئی ہر ہر شخص

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کو صحیح کر کے ان اکائیوں سے معاشرے کی از سرِ نو تعمیر کا متمنی تھا۔

عبداللہ سب سنتا رہا اور پھر اور سنتا رہا اور پھر یہاں تک کے رات پڑ گئی۔

عبداللہ کبھی کبھی بہت پریشان ہو جاتا کہ اس کا دل و دماغ سیدھی سادھی بات قبول کیوں نہیں کرتا کیوں اسے ہر چیز پر کوئی نہ کوئی اعتراض ہو جاتا ہے۔ ایسا کیوں ہے کہ ہر جواب کی تلاش میں سوالوں کی ایک نئی فصل پک کے تیار کھڑی ہوتی ہے۔ اُسے چین کیوں نہیں ملتا؟

اُس نے سوچا، آج رُت جگا کرتے ہیں، کیوں نہ اُسی سے پوچھیں، جو سارے سوال و جواب کا مالک ہے۔

عبداللہ نے دو رکعت صلوۃ الحاجۃ دل کے قفل ٹوٹ جانے کے مانے اور نماز شروع کر دی۔ آج ہر ممکن کوشش کے باوجود عبداللہ کے منہ سے الفاظ ہی نہیں نکل رہے تھے۔

وہ صرف رو رہا تھا۔ رکوع میں بھی، سجدوں میں بھی، قیام میں بھی، تشہد میں بھی، اس کے دل سے دھونکنی کی طرح آوازیں آ رہی تھیں۔ وہ تنگ آ چکا تھا، ان سوالوں سے اور وہ آج جواب چاہتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ خدا کی کائنات میں گھومے کہ دنیا میں رہ کر اب اس کا دم گھٹ رہا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ اللہ کی صناعی دیکھے کہ دنیا سے دل بھر چکا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ علم اب کہیں اور سے ملے کہ یوٹیوب اور کتابیں اسے بے معنی لگنے لگے تھے۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ محبت ملے جو اسے بھر دے۔ اُسے رنگ دے، اسے سیراب کر دے، وہ چاہتا تھا کہ ایسا نشہ کرے کے حشر میں ہی جا کے ہوش آئے۔

ساری دنیا سے نا اُمید عبداللہ، ایسی دنیا میں جو آج تک اس کے سوال ہی ختم نہ کر پائی، ایسی دنیا جسے اس کے سوال سمجھ ہی نہیں آتے ہیں ان سب سے وہ ایک بار ہی چھٹکارا پانا چاہتا تھا۔ آج زبان گنگ ہو گئی تھی، آنکھیں بول رہی تھیں، نماز ختم کر کے عبداللہ نے اپنے ہاتھ بلند کئے۔

اے اللہ سائیں!

اے اللہ! میرا کیا ہو گا؟ میرا کیا ہو گا میرے مالک؟ یہ میرے دل کا شور کب تھمے گا؟ کیا میں پاگل ہونے جا رہا ہوں؟ کیا مجھے فالج ہو جائے گا؟ کیا میں مرنے والا ہوں؟ وہ تمام باتیں جو سب کو سمجھ آ جاتی ہیں وہ مجھے کیوں نہیں آتیں؟ ہر جواب کا ایک وقت ہوتا ہے سوال کا کیوں نہیں ہوتا؟

یہ بیان دینے والے تیرے نیک بندے کیا کہتے ہیں؟ یہ معصوم لوگ ہیں اللہ، یہ کیا جانیں گناہ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کسے کہتے ہیں۔انہیں کیا معلوم جب نفس ضد پر آ جائے تو کیا ہوتا ہے،انہیں خبر ہی نہیں کہ ایک عمر ایسی بھی آتی ہے کہ کوئی بیان اثر نہیں کرتا، بندہ جہنم تک سے نہیں ڈرتا،انہیں کیا معلوم جذبات کے گلستان میں ایک دہکتا جملہ کیا آگ لگاتا ہے،جنس کی خاموش جھیل میں ایک کنکر کیا بھنور پیدا کرتا ہے۔انہیں پتہ ہی نہیں میرے رب،انسان،انسانوں سے کتنی دور آ پڑا ہے۔ستاروں کے جھمگٹوں میں رہنے والے یہ تیرے پاک بندے کیا جانیں ہم جذبات کے بیوپاری کن اندھیروں میں رہتے ہیں۔نیکیوں کے گھڑسوار معصیتوں کے پیادوں کی رفتار کیا جانیں۔کس سے جا کے کہوں میرے مالک،کس سے رونا روؤں،تیرے نیک و پاکیزہ بندوں کی دنیا میں،میں اکیلا سیاہ کار ہوں، اِن آنسوؤں کی لاج رکھ میرے مولا،یہ آنسو کبھی یتیم نہیں ہوتے،تو ہے نا ان کا مالک۔

اے یتیموں کے وارث اللہ،ٹوٹے ہوئے،اُجڑے ہوئے،بھوکے پیاسوں کے اللہ،اے ذوالجلال والاکرام،کسی گنہگار کو ولی بنا دے کسی مبغوض کو مفتی کر دے،کسی بدکار کو داعی کا منصب دے دے،کسی سیاہ کار کو تبلیغ پر لگا دے کہ انہیں کم از کم ہمارے مسائل اور نافرمانیوں کا ادراک تو ہو،انہیں یہ تو پتہ ہو کہ جب نفس ضد پر آ جائے تو کچھ اثر نہیں کرتا،وہ شاید بتا سکیں کہ گناہ کی عادت اور توبہ کی تکرار میں جیت آخر کس کی ہوتی ہے؟ اور شرمندگی و ندامت کی وہ کون سی انتہا ہے جو رحمت کو کھینچ لاتی ہے؟ اودلوں کو قرار بخشنے والے،ان بے قراروں،ان گنہگاروں کی بھی سن لے۔

اے اللہ،مجھے مجھ سے بچا لے۔یہ دل تیرے ذکر سے خالی ہے۔یہ نفس کا کمیشن ایجنٹ بن چکا ہے۔اے اللہ،نہ یہ تیرے ڈر سے رُکتا ہے نہ شکر کے احساس سے،میں اس کا ماتم نہ کروں تو کیا کروں۔

اے اللہ،اس سے بڑا المیہ کیا ہو کہ جسم موٹا ہو جائے اور روح بھوکی مر جائے،جسم کو رزق دینے والے رزاق،کچھ روح کی بھوک کا بھی سامان ہو۔

اے اللہ آدمی کبھی لوگوں کو دکھانے کے لئے کام کرتا ہے کبھی خود کو دکھانے کے لئے،عمر گزر جاتی ہے ریاکاری نہیں جاتی،مجھے ان فریبوں سے بچا،مجھے نفس کی چالاکیوں سے بچا۔

آسانی والا معاملہ کر دے۔

یہ مولوی صاحب کیا کہہ رہے تھے میرے اللہ،یہ عاجزی کیا ہے؟ عاجزی کی بھی بریک ہونی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

چاہئے نا، اتنی عاجزی کہ بندہ کسی کام کا نہ رہے میرے مالک کس کام کی؟

اللہ مجھے بچالے، گناہوں کی سوچ سے، سوچ کے گناہوں سے، وسوسوں سے اور پلاننگ سے، اللہ بے شک تیری قدرت ورحمت میرے مسائل سے بڑھ کر ہے۔

اے اللہ وہ کہاں جا کے رہے جو کہیں کا نہ رہے؟

اے اللہ، ہمیشہ سے ہی معدودِ چند لوگ ہی ہوتے ہیں جو وقت کی کلائی ہاتھ میں رکھتے ہیں، سارے کے سارے ملک تو کبھی بھی حق پر نہ چلے، نہ ہی سارے کے سارے حکمران، میرے مالک ان تھوڑوں میں سے کر دے جو تیرے پسندیدہ ہوں، جن سے تُو ایسا راضی ہو جائے کہ پھر کبھی ناراض نہ ہو۔

میرے اللہ معاف کر دے، میرے سوالوں کے جواب بخش۔ میرے حال پہ رحم کر، اب تُو نہ ملا تو مارا جاؤں گا یہاں بھی وہاں بھی۔

یا تو مجھے اپنے پاس بلا لے یا مجھے چُن لے، اب تیرے بغیر نہیں جینا۔

بہت ہو گئی، میں تھک گیا اللہ، میں گر گیا اللہ، میری سانس اُکھڑ گئی، چاروں شانے چت پڑا ہوں، کون سی راہ ہے معلوم نہیں، نہ سمت کا پتہ ہے، نہ منزل کا، نہ ہم سفر کا، نہ راہبر کا، نظر صرف تیری رحمت پر ہے۔

مدد کر میرے مالک! مدد کر

اَنت مولانا، اَنت مولانا، اَنت مولانا۔

☆.....☆.....☆

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عبداللہ صبح دیر سے سو کر اُٹھا، موبائل پر کئی مس کالز تھیں۔ ای میل چیک کی تو پتہ لگا کہ اقوام متحدہ نے سافٹ ویئر کی ڈیل منظور کر لی ہے اور دو دن بعد اقوام متحدہ کے ہیڈ کوارٹرز میں پریس کانفرنس کے لئے بلایا ہے، ساتھ میں انگلستان کے سابق وزیراعظم سے ملاقات بھی طے ہے۔

عبداللہ جلدی جلدی تیار ہو کر آفس پہنچا کہ کمپنی کے بورڈ اور ٹونی اور مارتھا سے ڈسکس کر سکے۔ عبداللہ بہت خوش تھا، نہ صرف یہ کہ اقوام متحدہ اس کا سافٹ ویئر اور سروسز ہائر کر رہی تھی بلکہ سافٹ ویئر کی پہلی اسائنمنٹ بھی پاکستان تھا۔ اس کا اپنا ملک جہاں پچھلے 5 سالوں میں 1000 سے زائد سکول دہشتگرد حملوں کی نظر ہو گئے۔

انگلستان کے سابق وزیراعظم نے خود فون پر بات کر کے مبارکباد دی اور کہا کہ وہ پاکستانی وزیراعظم سے بھی بات کریں گے۔

شام سے پہلے پہلے عبداللہ کو اپنے ملک کے وزیراعظم کی طرف سے ملاقات کا دعوت نامہ مل چکا تھا اور یہ کہ وہ بہت خوش ہیں کہ جو ٹیکنالوجی عبداللہ نے تیار کی ہے وہ اسے استعمال کر پائیں گے۔

عبداللہ مسکرانے لگا کہ کیا ہی عجیب دن دیکھنے کو ملا زندگی میں 5 سال ملک میں دھکے کھاتا رہا، کسی نے کمیشن مانگا، کسی نے گرانٹ روک لی، کسی نے بے کار پراڈکٹ کہہ کر ملنے تک سے انکار کر دیا تو کسی نے جھوٹے وعدوں پر ٹرخا دیا، کون سا در تھا جو اِس نے نہ کھٹکھٹایا ہو مگر جواب ندارد۔ اور آج جب وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر واپس امریکہ آ گیا ہے تو وہی لوگ اسے واپس بلا رہے ہیں جو کہتے تھے کہ ڈاکٹر عبداللہ، اب اگر ایک دن بھی رہے تو زندگی کی ضمانت نہیں۔

کیا بات ہے میرے اللہ۔ تیرا اسکرپٹ سب پر بھاری۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عبداللہ اگلے دو روز تک ایک ہی شعر گنگناتا رہا۔ ؎

تیرا رتبہ بہت بلند سہی
دیکھ میں بھی خدا کا بندہ ہوں

عبداللہ ہوٹل کے کمرے میں سوٹ پہنے تیار بیٹھا تھا، لیپ ٹاپ، ڈیمو، پریزنٹیشن سب ریڈی تھا، آج اس کی زندگی کا ایک بڑا دن تھا، آج اُسے چاچا دینو، سر عبدالرحمٰن، رفیع صاحب، ابو، امی، پھوپھی، مفتی صاحب سب یاد آرہے تھے، بِلّو والٹس اَپ پر ہر ہر لمحہ ساتھ تھی۔

عبداللہ نے دعا کو ہاتھ بلند کئے: -

کیا بات ہے میرے اللہ، کیا کہنے، کون یقین کرسکتا ہے کہ پیلے کپڑوں سے پڑھنے والوں کو تو یہاں لائے گا، اے کمزوروں کے وارث اللہ، تیری وہ تعریف کروں جو کسی نے بھی نہ کی ہو، اُمیدوں کے مالک اللہ، دلوں کے جاننے والے رب تیرا شکریہ، تُو مجھے بھولا نہیں، تُو نے کرم کیا، تو نے عزت بخشی، تو عنایت کرتا کہ میں بھی تجھے کبھی نہ بھولوں، آج سے ایک نیا دور شروع کر میرے اللہ، تو آگے راستے دِکھا۔ میں آنکھ بند کر کے پیچھے چلتا ہوں۔

میرے اللہ بچپن میں مجھے لگتا تھا شرک سب سے بڑا گناہ ہے بس آدمی اس سے بچ جائے باقی سب آسان باتیں ہیں۔ لڑکپن میں آیا تو اندازہ ہوا جھوٹ سے بڑا گناہ کوئی نہیں، جوانی میں جنس کے علاوہ کوئی گناہ ماننے کو دل تیار ہی نہیں تھا، ایسے لگتا تھا کہ جنس کے علاوہ کائنات میں کچھ ہے ہی نہیں۔ آج لگتا ہے کہ سب سے بڑا گناہ میں خود ہوں، میرا ہونا ہی گناہ ہے کہ اپنے وحدہٗ لاشریک مالک کو سمجھ ہی نہیں پایا۔ تو واحد ہے، تو باقی ہے، ہر وہ چیز جو تیری سلطنت میں وجود رکھتی ہے بہ نفسہ گناہ ہے تو مجھے میرے ہونے پر بخش دے میرے مالک۔

مجھ سے خفا نہ ہونا، مجھے اپنے سے قریب رکھنا۔

☆.....☆.....☆

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کچھ دیر بعد عبداللہ اقوام متحدہ کے ہیڈ کوارٹر میں بیٹھا ہوا تھا، وزیر اعظم صاحب سے ملاقات اور پریس کانفرنس خوب رہی، انہوں نے جاتے جاتے عبداللہ کے ہاتھ پر پہنی تسبیح کو دیکھ کر کہا کہ یہ کیا ہے؟

عبداللہ نے اُن کے ہاتھ پر بندھے بینڈ کی طرف اشارہ کر کے پوچھا یہ کیا ہے وہ کہنے لگے دوست کا تحفہ ہے اس کی یاد دلاتا ہے۔

عبداللہ نے ہنستے ہوئے جواب دیا

یہ بھی دوست کی نشانی ہے اس کی یاد دلاتی ہے۔

اقوام متحدہ کی اناؤنسمنٹ کے بعد میڈیا انٹرویوز اور کسٹمرز کا جوتا نتا بندھا تو رُکنے کا نام ہی نہیں۔ کچھ ہی دنوں میں عبداللہ شدید اُکتاہٹ کا شکار ہو گیا۔

کچھ ہی دنوں بعد وہ ریاست ورجنیا جا رہا تھا ایک کانفرنس میں تقریر کرنے۔ اسکی Talk اس کی فیلڈ میں تھی جو کہ بہت اچھی گئی، اس کے سیشن کے بعد چائے پر اس کی گورنر سے ملاقات ہوئی جن کے ساتھ بہت سے ملٹری جرنلز اور قانونی اداروں کے لوگ تھے کہ یہ کانفرنس ڈیفنس کی ہی تھی اور پوری کانفرنس میں 800 بندوں میں عبداللہ واحد مسلمان۔

عبداللہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ اللہ کی شان ہے وہ اکیلا اپنے کام کی بناء پر 800 پر بھاری پڑ رہا ہے۔

وقفے کے دوران گورنر نے اس سے سوال پوچھا، ڈاکٹر عبداللہ، آپ کو امریکہ کو دیکھ کے حیرت نہیں ہوتی، کیا بڑا طاقتور ملک ہے، کیسے کیسے سافٹ ویئر، جنگی سامان، Statue of Liberty، ایمپائر اسٹیٹ بلڈنگ، وال اسٹریٹ ایک نیا ہی جہان ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جی بالکل، ہوئی ہے مگر صرف شروع میں، ایک دو بار، پہلی بار Statue of Liberty کو دیکھا تو مبہوت ہی ہو گیا تھا۔ دوسری بار اچھی لگی، تیسری بار کے بعد سے حیرت ختم ہو گئی۔

کیا آپ نے کبھی کوئی چیز ایسی بھی دیکھی ہے کہ ہر بار حیرت میں اضافہ ہو جائے؟ عبداللہ نے سوال کیا۔

میں نے تو نہیں دیکھی، کیا آپ نے دیکھی ہے عبداللہ۔

جی بالکل، اللہ کی ذات اور اُس کی قدرت، آدمی جب سوچتا ہے، حیرت کے مارے بول بھی نہیں پاتا۔

گورنر نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے جواب دیا، ارے آپ تو کوئی صوفی ٹائپ کے Meditation Master لگتے ہیں۔ یہ مراقبات کیا ہوتے ہیں۔

جی کچھ نہیں، مراقبات اور مربّہ جات میں زیادہ فرق نہیں ہوتا، ایک روح کی غذا ہے ایک جسم کی۔

چلیں میں آپ کو حیرت انگیز مثال دیتا ہوں آسان سی۔

قرآن پاک کی غالباً آٹھویں سورۃ (Chapter) ہے۔ سورۃ الانفال۔ اس کی 73 ویں آیت بڑی حیرت انگیز ہے، سمجھ میں ہی نہیں آتی، جب پڑھتا ہوں سر دھنتا ہوں۔

اللہ فرماتے ہیں۔

وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ط اِلَّا تَفْعَلُوْہُ تَکُنْ فِتْنَۃٌ فِی الْاَرْضِ وَ فَسَادٌ کَبِیْرٌ ط O (آیت 73)

"اور جو لوگ کافر ہیں (وہ بھی) ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ تو (مومنو) اگر تم یہ (کام) نہ کرو گے تو ملک میں فتنہ برپا ہو جائے گا اور بڑا فساد مچے گا۔"

آپ ملاحظہ کریں۔ مدینے سے ہجرت کرنے والے ڈھائی تین سو افراد ہیں۔ زیادہ سے زیادہ کل ملا کے ڈھائی ہزار اور کیا۔ اللہ کہتے ہیں تم اپنی نئی وحدت قائم کرو۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں، رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سرپرستی میں اور اگر ایسا نہ کیا تو بڑا فتنہ، فسادِ عظیم پیدا ہوگا۔

یا اللہ، کیا ماجرا ہے، کس سے کہا جا رہا ہے، کیا کہا جا رہا ہے، کب کہا جا رہا ہے، کہاں کہا رہا ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کچھ مفلوک الحال اجنبی سے لوگ اپنی وحدت قائم کریں۔

کس کے مقابلے میں، قیصر و کسریٰ کے مقابلے میں، رومن ایمپائر کے مقابلے میں، پوری پوری فوجیں ہیں، تہذیب ہے، تمدن ہے، دنیا فیشن ان سے لیتی ہے، ہتھیار بنانا ان سے سیکھتی ہے، رومن لاء کا طوطی کُل جہان میں بولتا ہے، فن تعمیر وہاں سے آتا ہے اور اگر نہ کیا تو فساد عظیم پیدا ہوگا۔

یہ تو ایسے ہے جیسے کوئی مجھ سے آ کے کہے کہ تم یہ کرو ورنہ امریکہ میں فتنہ ہوگا۔ کہاں میں کہاں 320 ملین لوگ۔

مگر پھر ایسا ہوا، ایسا تاریخ نے دیکھا گورنر صاحب، مٹھی بھر چند لوگوں کی کاوش لے ڈوبی قیصر و کسریٰ کو، رومن ایمپائر کو۔

ہے نا حیرت والی بات!

گورنر صاحب کچھ نہ سمجھتے ہوئے پھیکی سی ہنسی ہنس کے چلے گئے۔

عبداللہ یہ شعر گنگناتے ہوئے واپس چلا آیا۔ ؎

جو دِکھ رہا ہے اُسی کے اندر جو اَن دکھا ہے وہ شاعری ہے
جہ کہہ سکا تھا وہ کہہ چکا ہوں جو رہ گیا ہے وہ شاعری ہے
دِلوں کے مابین گفتگو میں تمام باتیں اضافتیں ہیں
تمہاری باتوں کا ہر توقف جو بولتا ہے وہ شاعری ہے

عبداللہ گھر آ کے سو گیا، صبح اُٹھا تو طبیعت بہت خوش تھی، شاید کسی خواب کا اثر تھا جو اِسے یاد نہیں رہا مگر اس کا انگ انگ مسرت سے اُچھل رہا تھا۔ وہ آج دِن بھر ناز خیالوی کے یہ مصرعے دہراتا رہا:- ؎

مرکزِ جستجو، عالمِ رنگ و بو
دم بہ دم جلوہ گر، تو ہی تو چار سُو
ہُو کے ماحول میں، کچھ نہیں اِلاھُو
تم بہت دلربا، تم بہت خُوبرو

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عرش کی عظمتیں ، فرش کی آبرو
تم ہو کونین کا حاصلِ آرزو
آنکھ نے کر لیا آنسوؤں سے وضو
اب تو کر دو عطا دِید کا ایک سبو
آؤ پردے سے تم آنکھ کے روبرو
چند لمحے مِلن، دو گھڑی گفتگو
ناز جیتا پھرے، جا بہ جا کو بہ کو
وحدہٗ وحدہٗ، لا شریک لہ،
اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو

☆.....☆.....☆

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

آج عبداللہ جہاز میں بیٹھا سری لنکا کی طرف جا رہا تھا کہ کمپنی کا ایک آفس وہاں بھی کھول سکے اور اُس کا قلم پھر سے سوالات لکھ رہا تھا۔

☆.....یا اللہ، دو سال سے ایک ہی ذکر پر ہوں۔ بہت کاہلی برتی، لگتا ہے تمام عمر اسی پر رہوں گا۔ تُو قبول فرما لے۔ اے وہ اللہ جو زمان و مکان کی قید سے پاک ہے۔ میں منزلوں کا مسافر ہوں، تُو تو نہیں، تو آ کے مِل جا۔

☆.....اے اللہ، جن کا موت سے پہلے دل دنیا سے اچاٹ ہو جائے، اُن کے لئے کوئی سرائے ہے کیا؟

☆.....وہ کون سی نیکی ہے جو گارنٹی دے کہ بندہ چن لیا جائے گا؟

☆.....جن کے سوال گم ہو جائیں، ان سے کوئی جواب مانگے تو وہ کیا کریں؟

☆.....اے اللہ کیا روحانیت کا بھی کوئی نصاب اور امتحان کا طریقۂ کار ہے۔ یا تیری مرضی جب چاہا، جیسے چاہا، جسے چاہا دے دیا؟

☆.....یَامَنْیَرَا (او دیکھنے والے) دیکھ کہ میں سوالوں کی مالا توڑ بیٹھا ہوں.....

میں تو اتنا بھی سمجھنے سے رہا ہوں قاصِر
راہ تکنے کے سِوا آنکھ کا مقصد کیا ہے

☆.....☆.....☆

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com